www.neweramagazine.com
امرحہ شیخ
NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews
New Era Magazine
ایک دو قدم چل
میرے ساتھ تو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک دو قدم چل میرے ساتھ تو

از امرحہ شیخ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

اندر داخل ہوتے ہی وہ سارے گھر میں بھاگ بھاگ کر اپنے نئے گھر کو دیکھ رہی تھی خوشی سے چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔جب کے عاصم صاحب صوفے پر بیٹھتے اپنی نو سالہ بیٹی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔

تہذیب!! عاصم صاحب کی آواز پر تہذیب جس رفتار سے کمرے میں گئی تھی اسی رفتار سے پلٹ کر اپنے باپ کے پاس آئی تھی۔۔۔

جج جی اا ب ابو؟

گھر اچھا لگا؟ عاصم صاحب نے ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ بیٹھاتے ہوئے پوچھا جس نے اسی پر جوش میں زور زور سے سر اثباب میں ہلایا۔۔۔

اا ب ابو کک کیا ام امی۔۔۔

ہاں تمہاری امی اور چھوٹی بہن بھی ہمارے ساتھ رہیں گے۔عاصم صاحب اسکی بات مکمل ہونے سے قبل ہی بول پڑے۔۔

اچھا چلو تمہارا کمرہ دکھاتا ہوں جب تک آرام کر لو پھر شام کو تمہاری امی اور بہن کو لینے چلیں گے۔عاصم صاحب کہتے ہوئے اٹھ کر اسے ساتھ لئے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔

بینش تم میری بات سمجھ رہی ہو یا نہیں؟ شمائلہ بیگم نے اپنی بیٹی کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

امی میں ابھی کچھ نہیں کر سکتی عاصم کو کہا تھا اسے بورڈنگ بھیج دیں لیکن نہیں اپنی محبوب بیوی کی نشانی کو ہمارے سر پر بیٹھا کر جو نچانا ہے پہلے اس عورت نے میرے شوہر کو پھنسایا کتنا تڑپی تھی میں عاصم کے لئے لیکن وہ اس آرزو کے دیوانے تھے اور اب اپنی اس ہلکلی بیٹی کو پیدا کر کے خود تو مر گئی۔۔آپ دیکھئے گا میں اپنی تعدیل کا حق اس لڑکی سے چھینے نہیں دونگی۔ میرے ساتھ جو حق تلفی شروع سے ہوئی آرہی ہے وہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ ہرگز برداشت نہیں کروں گی۔۔۔بینش بیگم نے زہر خند لہجے میں کہا۔۔

خیر اب ایسا کچھ مت کرنا اسی لڑکی کی وجہ سے ہی اس نے تم سے شادی کی ہے۔۔۔

"جبوری میں وہ ابھی بھی اس عورت کو بھولے نہیں ہیں۔۔بینش بیگم نے اپنی ماں کی بات پر غصّے سے کہا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے لیکن اب وہ نہیں ہے صرف تم ہو اسکی بیوی۔۔تہذیب اٹھارہ سال کی ہو جائے تو بیاہ دینا کسی دوسرے شہر تاکہ آنا جانا نا ہونے کے برابر ہو جائے۔۔۔شمائلہ بیگم نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے کہا۔ ۔

ہونہہ اس سے شادی کرے گا کون نہ تو اتنی گوری ہے نہ ہی قد کاٹھ ہے ماشاءاللہ میری بچی کو دیکھیں ابھی سے ہیرا لگتی ہے۔۔۔بینش بیگم نے نخوست سے کہا۔۔

"بھی چھوٹی ہے گوری نہ سہی لیکن کالی بھی نہیں ہے خوبصورت نین نقش ہیں۔ شمائلہ بیگم نہ

چاہتے ہوئے بھی تہذیب کی طرف داری کر گئیں بینش بیگم کی بات انہیں ہضم نہیں ہوئی تھی۔

اس سے پہلے بینش بیگم کوئی جواب دیتیں تعدیل دروازہ کھولتی اپنی ماں کی طرف آئی۔

بینش بیگم نے محبت سے اپنی چھ سالہ بیٹی کا ہاتھ تھاما جو اپنے باپ کے انے کا بتا کر ہاتھ چھڑواتی واپس بھاگ گئی۔۔

چلیں امی آ گئے یہ۔۔بینش بیگم کہتی اٹھ کر کمرے سے نکل گئیں۔۔۔۔

ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے وہ چار نفوس ناشتہ کرنے میں مشغول تھے جب کوئی سیڑیوں سے اترتا۔ تیزی سے نیچے آیا۔۔۔

گڈ مارننگ !! ہاشم زور سے کہتا کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

ہاشم بھائی آپ کو پتہ ہے ابّو ہم تینوں بھائیوں کو امریکا بھیج رہے ہیں پڑھنے کے لئے۔۔وہاں ہم پھوپھو کے گھر پر رہیں گے۔

حدبر نے اپنے بڑے بھائی کو دیکھتے ہی پرجوش ہو کر بتایا۔۔ جس نے سن کر اپنے ماں باپ کی طرف دیکھا۔

کیا ہوا خوشی نہیں ہوئی سن کر؟ نگہت بیگم نے اپنے اکھڑ مزاج بیٹے کو دیکھ کر پوچھا جس نے

کندھے اچکا کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔

"ابّو میں کہیں نہیں جاؤں گا یہیں پڑھوں گا اپنے ملک میں۔۔۔ سنجیدگی سے کہتے ہاشم نے آملیٹ کھانا شروع کیا۔۔۔

حد براور حماد نے حیرت سے اپنے بھائی کو دیکھا جب کے وقاص صاحب نے اوکے کہہ کر دوبارہ ناشتے کی جانب متوجہ ہو گئے۔۔۔

لیکن ابّو ہاشم بھائی کو جانا چاہیے۔آپ فوراًمان گئے۔۔حماد نے اسی حیرت سے کہا۔۔

بیٹا یہ تم دونوں کا فیصلہ ہے امریکا جانے کا ورنہ یہاں بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہو ہم نے بھی اپنے پاکستان میں ہی پڑھا ہے۔۔اور ہاشم کل ایڈمشن کے لئے چلیں گے ابھی میری امپورٹنٹ میٹنگ ہے جلدی جانا ہے اوکے۔۔۔وقاص صاحب کہتے اٹھ کر چلے گئے۔۔۔

ہاشم اوکے کہتا کندھے اچکا کر پلیٹ پیچھے کرتا اٹھ گیا۔۔۔

امی ہاشم بھائی پاگل ہیں۔۔۔حماد نے اسکے جاتے ہی کہا۔۔

حماد ایسے نہیں کہتے۔۔نگہت بیگم نے ٹوکا۔

ہاہاہا! ہاشم بھائی نے اگر سن لیا نا تو اچھی خاصی مار پڑ جائے گی۔۔حد بر نے ہنستے ہوئے کہا نگہت بیگم دونوں بیٹوں کو گھورتے ہوئے اٹھ گئیں۔۔

میں پوچھتی ہوں کیا ضرورت تھی اتنے مہنگے اسکول میں ایڈمیشن کروانے کی۔۔وہ کیسے امیر بچوں میں گھل مل سکے گی۔۔بینش بیگم تہذیب کے ایڈمشن کا سنتے ہی آپے سے باہر ہوتی عاصم صاحب کے سامنے جاکر چیختے ہوئے بولیں۔

عاصم صاحب جو تہذیب اور تعدیل کے ساتھ بیٹھے دونوں کا کورس دیکھ رہے تھے ناگواری سے اپنی بیوی کو گھورنے لگے تہذیب اور تعدیل نے بھی حیرت سے اپنی ماں کو دیکھا جو جاہل عورتوں کی طرح اپنے شوہر سے لڑنے کے لیے کھڑی تھیں۔۔

آامی ک۔۔۔۔

تہذیب آپ خاموش رہیں بیٹا۔۔اور تم بینش بیگم جاؤ یہاں سے آتا ہوں میں۔۔عاصم صاحب تہذیب کو ٹوک کر غصّے کو ضبط کرتے ہوئے بولے۔۔۔

کیوں جاؤں میں آپکو نہیں پتہ وہ بیچاری سہی سے بات نہیں کر پاتی۔۔بینش بیگم عاصم صاحب کے غصّے کو دیکھتے ہی دھیمی پڑیں۔۔۔

کیا بچکانہ بات ہے مجھے ایک پڑھی لکھی عورت سے ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔۔تہذیب ایک زہین بچی ہے اسکا زبان سے ہکلانا کوئی ایسی بھی بڑی بات نہیں ہے جس کو لیکر تم اتنا چلا رہی ہو۔عاصم صاحب غصّے سے کہ کر اٹھ کر کمرے سے نکل گئے۔۔

جب کے بینش بیگم اندر ہی اندر سلگ کر رہ گئی۔

ہاشم بھائی ماموں لوگ آئے ہیں۔۔۔ حماد تیزی سے کمرے کا دروازہ دھاڑ سے کھولتے ہوئے اندر آیا۔۔ ہاشم اور ہدبر نے بیک وقت پلٹ کر دیکھا۔۔ ہاشم کو دیکھ کر حماد نے تیزی سے ایک قدم پیچھے لیا جو اسے گھور رہا تھا۔۔

حماد کان پکڑو اور سوری کرو۔۔ ہدبر نے بڑے بھائی کو کن اکھیوں سے دیکھتے چھوٹے بھائی سے کہا جس نے جھٹ اسکی بات سن کر عمل کیا۔۔

سوری ہاشم بھائی۔۔ حماد نے کان پکڑ کر معصومیت سے کہا۔۔۔

کوئی بات نہیں۔۔ تم دونوں چلو آتا ہوں میں۔۔ ہاشم کہ کر اپنے بیگ کی زپ بند کرتا باتھ روم چلا گیا۔۔۔

اوئے ارتضیٰ اور عریشہ آئے ہیں کیا۔۔ ہدبر ہاشم کے جاتے ہی رازداری سے پوچھنے لگا۔۔۔

عریشہ آئی ہے۔۔ مامی کہ رہی تھیں ارتضیٰ بھائی اپنے دوست کے گھر گئے ہوئے ہیں برتھڈے پارٹی پر۔۔۔ دونوں باتیں کرتے کمرے سے نکل گئے۔

اب کسے پتہ ارتضیٰ احمد واقعی دوست کی طرف گیا تھا یا یہ صرف نہ آنے کا بہانہ گڑھا تھا۔۔

ارتضیٰ تم اپنے کزنز کو پسند نہیں کرتے؟ شمائل نے ٹیبل سے جوس کا گلاس اٹھا کر سپ لیتے ہوئے ارتضیٰ سے کہا جو ٹی وی پر ریسلینگ دیکھ رہا تھا۔۔

شمائل اسکا دوست ہونے کے ساتھ ساتھ اسکا پڑوسی بھی تھا دونوں اس وقت ارتضیٰ کے کمرے میں تھے۔۔

ہاں نہیں کرتا بلکے میں پھوپھو کی فیملی کو بھی پسند نہیں کرتا اور وہ ہاشم اپنے آپ کو پتہ نہیں کیا سمجھتا ہے امیر اور خوبصورت ہونے کا گھمنڈ ہے۔۔۔ارتضیٰ جلتے ہوئے بولا۔

تم دونوں تو ہم عمر ہو مجھے لگا تمہاری اس سے اچھی دوستی ہو گی۔۔ میں نے اس دن دیکھا تھا اسے ہمارے اسکول آیا تھا دیکھنے میں بھی بہت اچھا ہے۔۔ شمائل کہہ رہا تھا جب کے ارتضیٰ نے ٹی وی سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا۔۔۔

کیا وہ ہمارے اسکول میں کیا کرنے آگیا؟

ایڈمشن لینے۔۔ شمائل نے کندھے اچکا کر کہتے خالی گلاس میں دوبارہ جوس بھرنے لگا۔۔

ہو نہ ہو کیوں وہ تو اور بڑے اسکول میں جا سکتا تھا ضرور مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے میرے اسکول میں آیا ہے پر میں اسے دیکھ لونگا۔۔

ارتضیٰ حسد کی آگ میں جلتا اٹھ کر کمرے سے نکل گیا پیچھے شمائل افسوس سے اپنے دوست کو جاتا دیکھنے لگا۔۔۔

نہ شکرا۔۔

تہذیب تیار کھڑی اپنے سر پر اسکارف باندھ رہی تھی۔ چھوٹی سی عمر سے ہی اسے سر پر دوپٹہ لینے کا شوق تھا۔۔۔

"ہذیب جلدی آؤوین آجائے گی۔۔ بینش بیگم کہتی ہوئی اندر داخل ہوئیں لیکن تہذیب کو تیار دیکھ کر دوبارہ غصّہ انے لگا۔۔۔

بال بنالئے ؟ بینش بیگم نے آتے ہی اسکا اسکارف کھینچا۔۔۔

آام امی ب۔۔۔

بس بس سمجھ گئی لیکن اسکارف کی ضرورت نہیں ہے اور یہ بال کیسے بنائے ہیں پیچھے گھومو میں سہی سے بناتی ہوں۔۔ بینش بیگم نے بدتمیزی سے اسکی بات کاٹ کر اسکی سلیقے سے بندھی چٹیا کو کھولنے لگیں۔۔

تہذیب آنکھوں میں تیرتی نمی کو اندر اتارتی خاموشی کھڑی رہی یکدم بینش بیگم نے اسکے بالوں کو اپنی مٹھی میں لے کر دو تین بار جھٹکا دیا۔۔۔ ہلکی سی چیخ تہذیب کے منہ سے نکلی۔۔۔

افففف کتنے گندے بال ہیں تمھارے خود بناؤاور آجاؤورنہ وین آگئی تو ناشتے کے بغیر جانا پڑ جائے گا۔ بینش بیگم اسکے گھنے خوبصورت بالوں کو چھوڑتی اسے کہ کر تن فن کرتیں کمرے سے نکل گئیں۔۔

تہذیب آنکھوں کو رگڑتی برش اٹھا کر دوبارہ اپنے بال باندھنے لگی۔۔۔

ابھی اسکارف ہاتھ میں لیکر سوچ ہی رہی تھی جب آندھی طوفان کی طرح تعدیل اندر آئی۔۔

آپی یہ لیں ایپل اور دودھ مضبوطی سے ٹرے کو پکڑ کر تعدیل اندر آ کر بولتی ٹرے کو ٹیبل پے رکھنے لگی۔۔

تہذیب اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔

تھ تھینکس۔۔۔اامی نن نے ک کہا؟ تہذیب جلدی سے اسکارف لپیٹ کر اسکے قریب آکر دودھ اٹھا کر سپ لیتے ہوئے بولی۔

نہیں آپی امی تو ابو کے پاس کمرے میں گئی ہیں یہ میں خود لیکر آگئی جلدی سے دونوں چیزیں فنش کریں۔۔تعدیل اسے دیکھتے ہوئے بتا رہی تھی جو گلاس کو گھور رہی تھی۔

تہذیب اپنے لئے بہن کی فکر دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔۔

ارتضیٰ!!ارتضیٰ کو آتا دیکھ کر شائل نے زور سے آواز دی جو اپنے اور اسکے دوستوں کے ساتھ

بیٹھا تہذیب کا مذاق بنا رہا تھا۔

ہائے ایوری ون تم سب گراؤنڈ میں کیوں بیٹھے ہو چلو کلاس میں۔۔ارتضیٰ کہتے ہی لبنیٰ کے ساتھ بیٹھا۔

لبنیٰ اسے پسند تھی وہ ذہین ہونے کے ساتھ انتہائی حسین تھی اور ارتضیٰ احمد کو خوبصورت چیزیں ہمیشہ سے پسند تھی چاہیے وہ بے جان چیز ہی کیوں نہ ہو۔۔

ہم تمہارا ہی انتظار کر رہے تھے جانتے ہو آج دو نیو اسٹوڈنٹس آئے ایک کو دیکھا نہیں ابھی لیکن ایک لڑکی ہے جس کے گلے میں بریک فٹ ہوئے ہیں ہاہاہا پوری نمونہ ہے۔۔۔

لبنیٰ نے مزے سے ہنستے ہوئے اسے بتایا جسکی بات سنتے ہی سب قہقہہ لگا کر ہنسنے لگے۔۔

ہاہاہا کیا سچ میں چلو مجھے بھی ملواؤ۔۔۔ارتضیٰ اشتیاق سے بولا۔

یار پڑھاکو اور کچھ بدھو ہے سیدھا کلاس میں گئی ہے جیسے ابھی سب پڑھ کر ٹاپ کرے گی۔

ریحان نے ناک چڑھا کر بتایا جب ٹیچر نے اکر سب کو کلاس میں جانے کو کہا۔

چلو بریک میں دکھاتی ہوں تمہے نمونہ۔۔ لبنیٰ اپنی پونی ٹیل کو کستی ارتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر کہتی کلاس کی طرح بڑھ گئی۔

جو ہنستے ہوئے اوکے کہتا اسکے ساتھ آگے چل دیا۔۔۔

تہذیب کلاس میں داخل ہوتی بیٹھنے کے لئے جگہ دیکھنے لگی۔۔جب آگے کی ڈیسک سے ایک

ڈیسک پیچھے ہاشم بیٹھا بیزار بیٹھا انگلیوں میں پین کو دبائے گھوما رہا تھا۔ تہذیب چلتی ہوئی اسکے ساتھ آکر بیٹھی جس نے اسکے بیٹھنے پر ناگواری سے اسے دیکھا۔۔

کیا تم دوسری بینچ پر جا کر نہیں بیٹھ سکتی۔۔۔ہاشم نے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے اسے کہا۔۔

تہذیب نے اسکی بات سن کر اسے دیکھا۔۔۔ک کک کیوں؟

تہذیب نے حیران ہوتے ہوئے اسے کہا ہاشم کا اسطرح کہنا اسے سمجھ نہیں آیا۔

کیوں کے میں کسی کے ساتھ نہیں بیٹھتا۔۔ہاشم نے چبا کر کہا۔

عج عجیب بب بات۔۔۔

اسٹاپ اٹ! میں نے صرف جگہ بدلنے کے لئے کہا ہے ہکلانے کی ضرورت نہیں ہے اب اٹھو۔۔ہاشم منہ بنا کے کہتا ٹیچر کو آتا دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

تہذیب بھی ہڑ بڑا کر کھڑی ہوئی۔۔ٹیچر سٹ ڈاؤن کہتیں بلیک بورڈ کی طرف بڑھیں جب نظر ہاشم اور تہذیب پر پڑی۔۔

نیو ایڈ مشن۔۔ٹیچر نے سوال انداز میں پوچھا۔

یس میم۔۔۔ہاشم نے جھٹ جواب دیا۔

ٹھیک ہے پھر کلاس شروع کرنے سے پہلے آپ دونوں اکر اپنا تعارف کروائیں۔۔ٹیچر کہ کر سائیڈ پر کھڑی ہو گئیں۔۔

ہاشم نے ایک نظر اسے دیکھا جس کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات وہ بخوبی دیکھ سکتا تھا۔

www.neweramagazine.com

ہاشم سر جھٹکتا اٹھ کر سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔۔

میرا نام ہاشم وقاص ہے۔۔۔اتنا کہہ کر ہاشم نے ٹیچر کی طرف دیکھا جیسے جانے کی اجازت مانگ رہا ہو۔۔

اور کچھ نہیں بتائیں گے۔۔۔ٹیچر نے مسکرا کر پوچھا۔ہاشم نے کندھے اچکائے۔۔۔۔

اوکے ٹیک آ سیٹ۔۔۔

ٹیچر اسے کہتیں تہذیب کی طرف متوجہ ہوئی جو خود کو کافی حد تک سنبھال چکی تھی اپنی جگہ سے اٹھتی مضبوط قدموں سے چلتی کھڑی ہو کر ایک نظر پوری کلاس کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔

م مم میرا نن نن۔۔۔

نام!! کلاس سے کسی لڑکے کی آواز گونجی۔۔ تہذیب جو گھبراہٹ اور اداسی میں ہکلاہٹ پر قابو نہیں پاتی تھی چپ سی ہو گئی۔۔۔

پوری کلاس میں دبی دبی ہنسی کی آواز گونجی۔۔۔

سائلنس! ٹیچر نے زور سے کہا پھر تہذیب کو دیکھ کر مسکرائیں۔۔ تہذیب ہمت کرتی پھر بولنا شروع ہوئی۔

تت۔۔۔

طوبٰی! تہذیب نے اتنا ہی کہا جب کسی لڑکی کی آواز گونجی اور اس بار پوری کلاس قہقہہ لگا کر

ہنس دی سوائے ٹیچر اور اسکے جو تہذیب کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

کیا بد تمیزی ہے یہ۔۔ ٹیچر نے غصّے سے کہتے ٹیبل پر ہاتھ مارا یکدم کلاس میں خاموشی چھائی۔

تہذیب نے ہونٹ بھینچ کر اپنے آؤنسوں کو بہنے سے روکا اور چلتی ہوئی بورڈ مار کر اٹھا کر

کپکپاتے ہاتھوں سے اپنا نام لکھنے لگی ٹی ہی لکھا تھا جب کسی نے ہاتھ سے مار کر کھینچا۔۔۔

تہذیب نے ڈر کر برابر میں دیکھا جہاں سپاٹ چہرہ لئے ہاشم کھڑا تھا۔

گونگی ہو؟ ہاشم اتنا کہ کر مار کر رکھ کر اپنی جگہ پر جانے لگا لیکن جاتے جاتے لبنیٰ اور ارتضیٰ کو

گھورنا نہیں بھولا جو جان کر اسکا مذاق اڑا رہے تھے۔

ہاشم کے اس طرح دیکھنے پر ارتضیٰ نے بھی جواباً گھورا۔۔

بریک ٹائم پر تہذیب بیٹھی اپنا لنچ باکس نکال کر لنچ کرنے لگی عاصم صاحب نے شروع سے ہی

بینش بیگم کو سختی سے یہ حکم دیا ہوا تھا تبھی کبھی اس نے کینٹین سے کچھ نہیں لیتی تھی نہ ہی اسکے

پاس پیسے ہوتے تھے۔۔

تہذیب خاموشی سے سینڈوچ کھا رہی تھی جب ہاشم آ کر اپنی جگہ پر بیٹھتا کینٹین سے لایا سموسہ

کھانے لگا۔۔۔

ی یہ ن نہیں ک ک کھاؤ۔۔ تہذیب نے اسے سموسہ کھاتے دیکھا تو بے ساختہ ہکلانے کے

باوجود بول گئی۔

لیکن ہاشم اسے جواب دیے بغیر سموسہ ختم کرتا اٹھ کر کلاس سے نکل گیا تہذیب کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

ب بب بدتت تمیز۔۔۔

تم سب یہاں ہو چلو وہ ہکلن اکیلی ہے کلاس میں۔۔ریحان نے رازداری اور کچھ جوش میں کہا۔

دفع کرو اسے عجیب سی ہے۔۔۔ارتضیٰ نے کہتے لبنیٰ کے ہاتھ سے سموسہ لیا۔۔

ہیں؟تو ہم کون سا رشتہ لیکر جارہے ہیں تنگ کرتے ہیں۔۔ریحان نے کہتے ہی سب کی جانب دیکھا۔

ٹھیک ہے چلو۔۔۔ارتضیٰ نے ہاشم کو جاتا دیکھا تو جھٹ کھڑا ہو گیا۔۔۔

لیکن کلاس کے دروازے پر رک کر ان دونوں کو دیکھنے لگا کلاس میں وہ دونوں ہی تھے ہاشم اپنے بیگ سے بک نکال کر بیٹھ گیا جب کے تہذیب اسے دیکھنے لگی اور یہی چیز ارتضیٰ کو زہر لگی ایسا کیا ہے ہاشم میں جو سب اسکے اکھڑ مزاج ہونے کے باوجود اسے دیکھتے ہیں اس سے بات کرنا چاہتے ہیں۔

چلو یہاں سے۔۔ارتضیٰ غصّہ ضبط کرتے انھیں کہتا تیز تیز قدم اٹھاتا گراؤنڈ کی طرف جانے لگا مجبوراً ان سب کو بھی اسکے پیچھے جانا پڑا۔۔۔

شام کا وقت تھا تہذیب جو اسکول سے آنے کے بعد سو رہی تھی کسی کے بے دردی سے رضائی کھینچنے پر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔۔

یہ کون سا وقت ہے سونے کا اٹھو اور یہ پیسے لو کولڈ ڈرنک بسکٹس اور اسنیکس لا کر دو نانی آئی ہوئی ہیں چلو۔۔ بینش بیگم پیسے اسکے ہاتھ میں دیتیں جاتے جاتے پلٹیں جو آنکھوں میں نیند لیے اپنی ماں کا حکم سن کر آنکھیں مسلنے لگی۔۔

سنو باپ کو مت بتانا کے باہر بھیجا تھا تمہے اور پیسے گم مت کرنا جاؤ اب۔۔ مفت خور آخری بات منہ میں ہی بڑبڑائیں۔۔۔

بینش بیگم کے جاتے ہی تہذیب جمائی لیتے ہوئے اٹھ کر باتھروم چلی گئی۔۔۔

ہاشم بیٹا کیا ہوا بھائیوں کے جانے سے اداس ہو۔۔۔ نگہت بیگم نے اسکے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے پوچھا جو انکے بیٹھتے ہی اپنی ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

ہم تھوڑا پر وہ پڑھنے جا رہے ہیں اسلئے انکے سامنے روئے گا مت ورنہ دونوں جائیں گے نہیں حماد کا پتہ نہیں پر ہدبر لازمی میرے اسکول میں ایڈمیشن لے لے گا۔۔۔ پھر آپ جانتی ہیں کیا کرے گا وہ۔۔۔

ہاہاہا! اچھا نہیں رو رہی اب تم اٹھو جاؤ شاباش نہا لو پھر جانا بھی ہے۔۔۔ نگہت بیگم ہنس کر کہہ کر بولیں۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن آپ کو پتہ ہے آج میری طرح کسی لڑکی کا بھی پہلا دن تھا۔۔ہاشم بتاتے ہوئے اٹھ کر بیٹھا۔۔۔

ہمم تو دوستی ہوئی۔۔۔نگہت بیگم نے شرارت سے اسے چھیڑا جانتی تھیں لڑکیوں سے وہ دور بھاگتا تھا تبھی سب اسے سڑو مغرور جانے کیا کچھ کہتی ہیں۔۔۔

امی دوست نہیں ہے لیکن آپ کو پتہ ہے وہ بہت پیارا بولتی ہے جب بات کرتی ہے تو بہت کیوٹ لگتی ہے۔۔ہاشم کی بات پر نگہت بیگم سلو موشن میں ہاتھ لے جا کر اسکا ماتھا چھونے لگیں ہاشم نے اچھنبے میں اپنی ماں کو دیکھا۔۔

کیا ہوا آپ کو۔۔۔۔

بیٹا طبیعت ٹھیک ہے نہ۔۔نگہت بیگم نے ہاتھ ہٹا کر اس سے پوچھا جو انکی بات پر آنکھیں چھوٹی کرتا انہیں دیکھنے لگا۔۔

آئی ایم فائن امی۔۔۔اور آپ ایسے ایکٹ مت کریں۔ہاشم نے ناراضگی سے کہا جب دروازے پے دستک ہوئی۔

ہاشم موقع غنیمت جان کر باہر بھاگ گیا۔۔۔

گیٹ سے باہر نکلتے ہی تہذیب نے گردن گھوما کر دائیں بائیں دیکھا ڈیفنس کا علاقہ جہاں سناٹوں کا راج ہوتا ہے کبھی کوئی گاڑی یا ایک دو لوگ چلتے نظر آجاتے تھے۔۔تہذیب سوچ میں پڑ گئی

اسے تو یہاں کے راستوں کا بھی علم نہیں تھا۔۔ لیکن بینش بیگم کے غصّے کا سوچتے ہی اللہ ؑ کا نام لیتی چلنے لگی۔۔۔

دس منٹ سے چلتی وہ بیکری تلاش کر رہی تھی لیکن بنگلوں کے علاوہ اور کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔

تہذیب یکدم رکی مغرب کی اذان بلند ہوئیں ساتھ ہی اندھیرا چھانے لگا۔۔

تہذیب گھبرا کر پیچھے کی طرف بھاگی اسی چکّر میں سامنے سے آتی گاڑی کو نہ دیکھ سکی۔۔ وقاص صاحب جو اپنی فیملی کے ساتھ ائیر پورٹ جا رہے تھے حماد اور ہدبر کو چھوڑنے سامنے کسی کے آنے سے بروقت بریک لگائی۔۔۔

اوہ شٹ۔۔۔ وقاص صاحب گھبرا کر باہر نکلے ساتھ ہی سب بھی گاڑی سے اترے۔۔

ہاشم کی نظر جیسے ہی تہذیب پر پڑی وہ روک کر اسے دیکھنے لگا جو دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے بری طرح کاپ رہی تھی چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔

بیٹا آپ ٹھیک ہو۔۔۔ وقاص صاحب اسکے سامنے دوزانو بیٹھتے پریشانی سے بولے۔۔۔

تہذیب نے آواز پر آنکھیں کھول کر اپنے سامنے لمبے چھوڑے گریس فل شخص کو دیکھا۔۔۔

بتاؤ بیٹی۔۔ نگہت بیگم نے قریب اتے ہوئے پوچھا۔۔

تہذیب پر سکون سانس لیتی نگہت بیگم کو دیکھنے لگی جب ہاشم پر نظر پڑی۔۔۔

مم می میں ڈڈ ڈر گ گئی تھ تھی۔۔۔ تہذیب ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

ڈرو مت ابّو ڈانٹیں گے نہیں۔۔۔ ہدبر اسکے سامنے آکر بولا۔ اسے لگا شاید وہ ڈر کر ہکلا رہی

ہے۔

ن نہیں مم۔۔۔۔۔

ابو وہ ہکلاتی ہے۔۔اور تم اکیلے کیا کر رہی ہو یہاں ؟اس سے قبل تہذیب اپنی بات مکمل کرتی ہاشم اپنے ابو کو کہتا اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

سب نے حیرت سے ہاشم کی طرف جو سنجیدگی سے اسکے جواب کا منتظر تھا۔۔

وووہ مم میں بے بیک بیکری جارررہی تت تھی۔۔۔تہذیب منمنا کر کہتی سر جھکا کر کھڑی ہو گئی۔

بیکری وہ بھی پیدل ؟ وقاص صاحب نے حیران ہوتے ہوئے کہا حیران تو وہ سب بھی تھے۔۔۔

ہاہاہا یہاں پر بیکری کہاں ہے پاگل۔۔۔ہدبر نے ہنس کر بولا۔۔

ہونہہ !! بڑی ہے نا تم سے۔۔۔نگہت بیگم نے ٹوکا وہ آٹھ دس سال کی کیوٹ بچی انھیں بہت اچھی لگی۔

بیٹا اپنا گھر بتاؤ تا کہ تمہے وہاں چھوڑ دیں یہاں قریب کوئی دکان نہیں ہے۔۔۔وقاص صاحب نے کہا۔

اتنے میں کوئی گاڑی آ کر رکی ڈرائیونگ سیٹ سے تیزی سے عاصم صاحب نکلے تہذیب کو وہ کپڑوں اور اسکارف سے پہچانے۔۔

تہذیب!! باپ کی آواز سنتے ہی تہذیب سمیت سب نے عاصم صاحب کو دیکھا جو پریشان سے کھڑے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

اب ابّو!!! تہذیب کہتے ہی عاصم صاحب کی طرف لپکی۔۔

آپ یہاں کیا کر رہی ہو وہ بھی گھر سے اتنا دور امی کہاں ہیں؟

و۔۔ تہذیب کی سمجھ نہیں آیا کے بتائے یا نہیں جب وقاص صاحب نے بیکری والی بات بتا دی۔

عاصم صاحب ہونٹ بھینچ کر رہ گئے۔۔۔

آپ کا شکریہ ورنہ جانے کہاں چلی جاتی دراصل ہم لوگ یہاں نئے شفٹ ہوئے ہیں۔عاصم صاحب نے مسکراتے ہوئے بتایا۔۔۔ وقاص صاحب سر ہلاتے مسکرا کر انھیں اپنے بیٹوں سے ملوانے لگے۔۔۔ تہذیب سر جھکائے کھڑی انے والے وقت کا سوچ رہی تھی۔

تہذیب ادھر آکر انکل کا شکریہ کرو۔۔ عاصم صاحب کی آواز پر سوچوں کو جھٹکتی اپنے ابو کے قریب آئی۔

آپ کی بیٹی بہت پیاری ہے۔۔ وقاص صاحب نے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ابّو بلکل چاکلیٹ ڈول۔۔۔ حماد نے کہنا ضروری سمجھا جس پر ہدبر نے گھورا۔

چاکلیٹ نہیں صرف ڈول ہے اسٹوپڈ الٹا ہی بولتے ہو ہدبر کی بات سنتے ہی سب مسکرائے

سوائے ہاشم کے جو سنجیدگی سے کھڑا اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

اچھا اب اجازت دیجئے انشاءاللہ پھر ملاقات ہو گی۔وقاص صاحب نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

اللہ حافظ! چلو تہذیب۔۔عاصم صاحب کہتے گاڑی کی طرف بڑھ گئے۔۔

اب ابو مم میں خ تو دو ہی آ آ گئی تھ تھی۔۔۔گھر کے نزدیک پہنچتے ہی تہذیب نے ہمّت کر کے عاصم صاحب سے کہا جو ہونٹ بھینچے گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے۔

میری بیٹی نے جھوٹ کب سے بولنا شروع کر دیا؟ میں نے تو کبھی اپنی بیٹی کو جھوٹ نہیں سکھایا۔عاصم صاحب نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے بولے۔

تہذیب نے اپنے باپ کی بات سنتے ہی شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

کچھ ہی دیر میں وہ گاڑی سے اتر کر گھر میں داخل ہو رہے تھے۔۔

لاونج میں ہی بینش بیگم شمائلہ بیگم کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مشغول تھی۔۔۔

تعدیل اپنے باپ کو دیکھتی چہک کر صوفے سے اٹھ کر انکے قریب آئی بینش بیگم گھبرا کر کھڑی ہوئیں۔۔

السلام علیکم امی!!

وعلیکم اسلام عاصم بیٹا۔۔۔شمائلہ بیگم مصنوعی مسکراہٹ سے بولیں۔۔

بینش بیگم کمرے میں آئیں۔سرد لہجے میں کہتے عاصم صاحب اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

امی اب کیا ہو گا یہ تو بہت غصّے میں لگ رہے ہیں جانے یہ مکار لڑکی کہاں مل گئی انھیں۔۔۔

بینش بیگم کہتیں تہذیب کی طرف بڑھی جو حیرت سے اپنی ماں کی زبان سے اپنے لئے یہ الفظ سن رہی تھی۔

بینش بیگم نے سختی سے اسکا بازو پکڑا۔۔۔تہذیب کراہ کر رہ گئی۔۔

جس کام کے لئے بھیجا تھا وہ کر کے نہیں آئی اوپر سے میرے شوہر کو بھڑکا کر لے آئی روک تجھے تو رات کو سبق سکھاتی ہوں۔ بینش بیگم پھنکار کر تن فن کرتی کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

یہ تو اب ہونا ہی ہے محبوبہ کی اولاد کے ساتھ جو ظلم کر دیا۔ شمائلہ بیگم کہتیں لاؤنج عبور کرتیں باہر نکل گئیں لاؤنج میں صرف تہذیب اور تعدیل کھڑی رہ گئیں۔۔

اپی لگتا ہے ابو نے ڈانٹا ہے امی کو تبھی غصّے میں ہیں۔۔۔تعدیل تہذیب کو سرگوشی میں کہ کر اپنی ماں کو آتے دیکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھی۔۔۔تہذیب کی نظروں میں کل رات کا منظر گھومنا شروع ہو گیا جب بینش بیگم نے اسکے بازو کو گرم چمٹے سے جلایا تھا اور پھر سختی سے منہ دبا دیا تھا تا کہ اسکی آواز کوئی سن نہ سکے۔

یہ لنچ باکس رکھو بیگ میں۔۔ بینش بیگم لنچ باکس اسکے سامنے پٹخ کر تعدیل کے بال بنانے لگیں۔

تہذیب لمبی سانس لیتی لنچ باکس بیگ میں رکھنے لگی۔۔

امی اپی نے ناشتہ نہیں کیا۔۔تعدیل نے ماں سے کہا جو اسکے بال باندھ کر اپنے کمرے کی طرف جارہی تھیں۔۔

دوسروں کی فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں آتی ہوں جب تک لنچ باکس بیگ میں رکھو وین انے والی ہو گی۔

بینش بیگم جواب دیتیں چلیں گئیں تہذیب آنکھیں رگڑتی بیگ کی زپ بند کرتی لاؤنج سے نکل گئی۔۔فلحال اسکا تعدیل سے بھی بات کرنے کا دل نہیں کر رہا تھا۔۔

جب کے تعدیل کو اپنی ماں کا رویہ اچھا نہیں لگا۔۔۔

تہذیب بیرونی گیٹ سے اندر داخل ہوتی اپنی کلاس کی طرف جانے لگی جب کسی نے اسکا نام پکارا۔۔

تہذیب نے یکدم روک کر حیرت سے پلٹ کر دیکھا جہاں ارتضیٰ دوستانہ مسکراہٹ لئے کھڑا اسکے متوجہ ہوتے ہی اسکے مقابل آیا۔۔

ہائے ابھی آئی؟ تہذیب اسکے سوال پر اسے دیکھنے لگی ارتضیٰ کو ہنسی آنے لگی۔۔کارٹون ہکلن ارتضیٰ سوچتا اسکے جواب کا انتظار کرنے لگا۔۔

ج جج جی۔۔۔۔تہذیب نے سر جھٹک کر اسے جواب دیا۔۔

اوہ میرا نام ارتضیٰ احمد ہے اور تمہارا پورا نام کیا ہے؟ارتضیٰ نے اپنا ہاتھ ملانے کے لئے بڑھایا

New Era Magazine

تہذیب اسکے ہاتھ کو دیکھنے لگی پھر جھجک کر اپنا ہاتھ آگے کرتی اس سے ملایا۔

مم مم میرا نن نام تت تت تہ تہذیب آعاصم۔۔تہذیب نے ہکلا کر کہا۔

اوہ گوڈ میں تمہاری ہی کلاس میں ہوں مجھ سے دوستی کروگی؟ارتضیٰ نے ہاتھ چھوڑتے ہوئے اپنا ہاتھ پیچھے کرکے پینٹ سے ہاتھ صاف کیا۔۔۔

تہذیب مسکرا کر اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔ابّو نے ٹھیک کہا تھا سب آہستہ آہستہ دوستی کریں گے۔

چلو پھر کلاس میں میں اپنے دوسرے فرینڈز سے ملواتا ہوں۔ارتضیٰ کہتا اسے اپنے ساتھ کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تہذیب نے اپنی ڈیسک پر آکر بیگ رکھا پھر نظر اٹھا کر ساتھ خالی جگہ کو دیکھا جہاں ہاشم بیٹھتا تھا۔

تہذیب اؤ ہمارے ساتھ بیٹھو۔۔ارتضیٰ نے لبنٰی کو اشارہ کیا جو مسکراہٹ دباتی زود سے اسے بولی۔۔۔

ن نن نہیں مم میں یا۔۔۔

ارے آجاؤنا۔۔۔ریحان اسکی بات کاٹتا اسکے قریب آیا اور بیگ اٹھا کر جانے لگا۔

جب ہاشم اندر آتے ہوئے کسی کو بھی دیکھے بنا بیگ کو ڈیسک پر رکھ کے بیٹھ گیا۔۔

مم می میرا ب بیگ ؟ تہذیب نے بولتے ریحان سے بیگ لیا جو خاموشی سے اسے دیتا اپنی جگہ پر چلا گیا۔۔ارتضیٰ نے کھا جانے والی نظروں سے دونوں کو دیکھا اسکا بس نہیں چلتا تھا ہاشم سے اسکا سب کچھ چھین لے۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

تہذیب جو ہاشم کے ساتھ ہی بیٹھی تھی بار بار کن اکھیوں سے اسے دیکھے جارہی تھی جو پوری توجہ سے اپنے کام میں مگن تھا۔۔۔

ت تت تم نن ناراض ہو؟ تہذیب نے اسے دیکھتے ہوئے ہلکی آواز میں پوچھا جس نے ہاتھ روک کر اسے دیکھا پھر دوبارہ صفحے پر قلم گھسیٹنے لگا۔۔

تہذیب کا چہرہ اتر گیا وہ اس سے دوستی کرنا چاہ رہی تھی تاکہ وہ اسکی ہیلپ کردیا کرے اور شاید وہ اس کے ساتھ کمفرٹیبل رہے گی کیوں کے جب سے اس نے اسکول آنا شروع کیا تھا تب سے اب تک ہاشم نا اس پر ہنسا تھا نا اس نے اسکے ہکلانے پر مذاق اڑایا تھا۔۔

ارتضیٰ جو کام کرنے کے بجائے ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا اپنے پیچھے کاشف کو آہستہ سے کچھ کہتا پھر سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

کاشف شیطانی مسکراہٹ لئے اپنی جگہ سے اٹھا۔

ٹیچر!!

یس!!اردو کی ٹیچر جو کافی اسٹریکٹ تھیں اپنے چشمے کو تھوڑا نیچے کر کے کاشف کو دیکھنے لگیں۔

New Era Magazine

وہ ٹیچر تہذیب باتیں کر رہی ہے کب سے۔۔۔کاشف تھوڑا گھبرا کے بولا۔

تہذیب نے حیرت سے پیچھے اس لڑکے کو دیکھا جو ٹیچر کی طرف متوجہ تھا۔۔

اسٹینڈ اپ۔۔ٹیچر نے مارکر رکھ کر زور سے کہا۔انھیں پڑھائی کے دوان اسٹوڈنٹس کا باتیں کرنا بہت ناگوار گزرتا تھا۔

م مم۔۔۔تہذیب گھبرا کر کھڑی ہوئی۔۔۔

کیا باتیں کر رہی تھی ذرا مجھے بھی تو بتاؤ۔۔ٹیچر نے کرخت لہجے میں پوچھا۔

ہاشم نے پلٹ کر پیچھے دیکھا جہاں ارتضیٰ اور اسکے سب دوست مسکرا رہے تھے پھر اسے دیکھا جو رونے والی ہو گئی تھی۔۔۔

ٹیچر وہ پین مانگ رہی تھی۔۔ہاشم کھڑا ہوتے ٹیچر سے بولا۔۔۔

اچھا لاؤ اپنا پین دکھاؤ مجھے اس میں کون سی خرابی ہو گئی ہے یا صرف دونوں اب بہانہ بنا رہے ہیں۔۔۔ٹیچر نے کہتے دونوں کو گھورا پھر خود ہی اسکا کتاب پے رکھا پین چیک کرنے لگیں۔

اب بتاؤ گی تہذیب عاصم ایسی کیا خرابی تھی پین میں تم لوگ پڑھنے آتے ہو یا باتیں کرنے۔۔

ٹی ٹٹ۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ایک تو ہکلاتی ہو لیکن پھر بھی زبان بند نہیں ہوتی پتہ نہیں تم جیسے بچوں کو ایڈمشن کون دیتا ہے۔۔۔

مس شفق۔۔۔۔اس سے قبل وہ اور کچھ کہتیں مس فاطمہ کی آواز پر پلٹیں۔۔جو گلاس کی ٹیچر

New Era Magazine

تھیں۔

مس فاطمہ تہذب کے قریب اکر اسکے سر پر ہاتھ رکھا بیٹھ جاؤ۔۔۔ مس فاطمہ کے کہنے پر سامنے کھڑی ٹیچر کو دیکھا جو خود بھی گھبرا گئی تھیں کیوں کے مس فاطمہ ان سے بڑی تھیں اور پرانی بھی۔۔۔

میں کیا کہ رہی ہوں آپ کو۔۔۔ مس فاطمہ نے اب روعب سے کہا۔ تہذیب فوراً بیٹھ گئی۔

آپ چلیں مجھے بات کرنی ہے آپ سے۔۔۔ مس فاطمہ سپاٹ لہجے میں کہتیں کلاس سے باہر نکل گئیں۔

ٹیچر وہ بچی کلاس میں باتیں کر رہی تھی اور بعد میں جھوٹ بول رہی تھی۔۔

میں آپ سے اس معاملے میں کوئی سوال نہیں کر رہی ہوں آپ استاد ہونے سے پہلے انسان ہیں اور انسانیت یہ نہیں کے آپ اپنے استاد ہونے کا غلط فائدہ اٹھائیں۔۔ بچی کا ہکلانا اسکی ذہانت کو زنگ آلود نہیں کر رہی ہے اور مجھے لگتا ہے اس بات کا اندازہ آپ کو بخوبی ہو گا۔۔ آپ نے اسکی رائٹنگ اور ٹیسٹ دیکھیں ہیں؟ بولنے میں وقت لگتا ہے اسے کیوں کے وہ گھبرا کر اپنے بولنے پر قابو نہیں پاتی مس شفق۔۔ جتنا وہ آپ سے گھبرائے اور ڈرے گی وہ کبھی آپ کے سامنے بات نہیں کر سکے گی۔۔۔ آپکو یہ زیب نہیں دیتا کے استاد ہو کر آپ جاہلوں والی بات کریں مس شفق! آپ نے خود یہ موقع فراہم کیا ہے اسٹوڈنٹس کو کے وہ اسکا مذاق بنائیں۔۔

افسوس ہوا مجھے آپ کی باتیں سن کر آپ سے اس طرح کی امید ہر گز نہیں تھی مجھے۔۔۔ اب آپ جا سکتی ہیں اسٹوڈنس انتظار کر رہے ہونگے۔ مس فاطمہ ایک ہی سانس میں بولتی آگے بڑھ گئیں۔۔جب کے مس شفق ہونٹ بھنچ کر رہ گئی۔۔۔

لنچ بریک میں تہذیب نے جیسے ہی لنچ باکس کھولا خالی ڈبا دیکھ کر اس کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔ شاشایدامامی بب بھ بھول گ گئیں۔۔۔خود کو جھوٹی تسلی دے کر تہذیب نے باکس کو بیگ میں ڈالا اور گراؤنڈ کی طرف جانے لگی۔۔۔

اوئے ہکلی آ رہی ہے آؤ تنگ کرتے ہیں۔۔ریحان کہتا کاشف اور لبنیٰ کے ساتھ چلتا اسکے قریب آ کر روکا۔۔۔

کہاں جا رہی ہو؟ ریحان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔۔

کک کہ کہیں نن نہیں۔۔۔۔تہذیب پلر کے پاس کھڑی اچانک نازل ہونے والی آفت کو دیکھنے لگی۔۔۔

تہذیب کو ان سب دوستوں سے الجھن ہوتی تھی۔۔

اوہ! اچھا ویسے تم ہم سے دوستی کیوں نہیں کر رہی کیا ہاشم نے منع کیا ہے؟ لبنیٰ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں پٹپٹا کر پوچھا۔۔۔

ن نن نہیں۔۔تہذیب نے معومیت سے سر کو نفی میں ہلاتے ہوئے کہا۔۔جب ارتضیٰ انکو

دیکھا شمائل اور علینا کے ساتھ انکے قریب آ گیا۔۔۔

تہذیب ان سب کو ساتھ دیکھ کر گھبرا رہی تھی سب کے چہروں پر تمسخرانہ مسکراہٹ پھیلی دیکھ کر اسے اپنا آپ بیکار لگ رہا تھا۔۔

جیسے وہ کوئی نمونہ ہو جسے سب گھیرے کھڑے تھے۔۔۔

تہذیب ہم تو دوست ہیں نا اور اگر کوئی تنگ کرے تو ہمیں بتانا او کے۔۔۔ارتضیٰ نے مصنوعی مسکراہٹ سے اسے کہا۔۔۔

تت تھینکس تم تم سس سب بب بہ بہت اچ اچھے اچھے ہو۔۔ تہذیب اسکی بات سنتے ہی خوش ہو کے بولی۔۔۔۔

اسکی بات پر سب نے مسکراتی نظروں کا تبادلہ کیا۔۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

السلام علیکم آپ آ گئے اتنی جلدی۔۔۔ نگہت بیگم اور بھی کچھ کہنے والی تھی لیکن ہاشم کو دیکھتی جیسے زبان خود باخود تالو سے چپک گئی۔۔۔

ہاشم کی شرٹ پر ہلکے خون کے دھبے دیکھ کر نگہت بیگم نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔۔

ک کیا ہوا ہے ہاشم بیٹا یہ خون کہاں چوٹ لگی ہے بتاؤ۔ نگہت بیگم اسکے قریب آتی چھوتے ہوئے پوچھ رہی تھیں جو نظریں جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

کچھ نہیں ہوا اسے۔۔۔مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا میرا بیٹا اسکول میں مار دھاڑ کر رہا تھا کیا یہ

سکھانے کے لئے بھیجا ہے تمہے اگر کچھ ہو جاتا اسے شکر کرو اسکول سے نہیں نکالا لیکن میں وارن کر رہا ہوں ہاشم کان کھول کر سن لو آئیدہ ایسی کوئی حرکت ہوئی تو میں خود تمہے امریکا بھیج دونگا۔
وقاص صاحب حیران اور کچھ غصّے میں کہتے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے جب کے ہاشم بلکل پر سکون تھا۔۔

امی بھوک لگ رہی ہے کھانے کو ملے گا۔۔ہاشم نے نگہت بیگم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔۔
ہاشم تم کس سے لڑ کر آئے ہو بیٹا تم تو کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کرتے۔ نگہت بیگم اسکی بات نظر انداز کرتیں اسے بولیں غصّے کا تیز ضرور تھا لیکن اپنے غصّے پر قابو پانا وہ بخوبی جانتا تھا ہاشم ہر کسی سے فرینک بھی ہونے کی کوشش نہیں کرتا تھا۔۔

امی کچھ نہیں ہوا آپ جانتی ہیں مجھے جھوٹ بولنے والا سخت ناپسند ہے۔۔۔ہاشم جھنجھلا کر کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔
جب کے نگہت بیگم اسے جاتا دیکھتی رہ گئیں۔۔

جلے ہوئے بازو پر ابھی تک جلن ہے۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آیا امی کا رویہ یکدم اتنا کیسے بدل گیا جب دادی کے ساتھ رہتے تھے تب کبھی امی نہ ابّو سے تیز آواز میں بات کرتی تھی نہ لڑتی تھیں لیکن اب پتہ نہیں اتنا غصہ کیوں کرتی ہیں۔۔۔

کل بھی میرا بازو جلایا۔۔۔ بہت درد ہو رہا تھا۔۔۔اور آج بھی لنچ باکس خالی ہوبے کی وجہ سے

میں شام تک بھوکی رہی تھی۔۔وہ لڑکا کتنا بدتمیز تھا جھوٹا۔ہاشم اچھا ہے پر وہ مجھ سے بات نہیں کرتا۔۔میں ہکلاتی ہوں اس لیے لیکن وہ میری مدد کرتا ہے۔۔آج بھی اس نے اس جھوٹے لڑکے کو مارا میں اسے تھینک یو۔۔۔۔

یکدم عاصم صاحب کی آواز پر تہذیب نے صفحہ پلٹا اور ہاتھ میں پکڑا قلم نیچے رکھا پھر پلٹ کر انھیں دیکھا۔۔۔

پڑھ رہی ہو؟عاصم صاحب نے قریب آکر پوچھا۔۔

جج جی۔۔۔

ہم باقی کل پڑھ لینا ابھی سو جاؤ میری گڑیا۔۔۔عاصم صاحب نے اسکے سر پر پیار دیا۔۔۔

تہذیب کا دل کیا اپنے باپ سے سب کی شکایات لگائے لیکن خود ہی رد کر دیا۔۔

تہذیب سر ہلاتی کتاب کو بند کرتی اٹھ کھڑی ہوئی عاصم صاحب کے کمرے سے نکلتے ہی تہذیب تیزی سے اسٹڈی ٹیبل کے پاس آئی اور کتاب سے صفحہ پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتی کھڑکی سے باہر پھینک کر باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

جانتے ہو اذیت کیا ہے،کہنے کو بہت کچھ

ہونا لیکن،خاموش رہنا!!(اشفاق احمد)

اتوار کا دن تھا تبھی تہذیب دیر سے صبح جاگی۔۔۔

باتھ روم سے نکلی ہی تھی جب تعدیل کے ساتھ زبیر (سوتیلا ماموں) کو کمرے میں بیڈ پر بیٹھے دیکھا۔۔زبیر جو بینش بیگم کا بھائی تھا گندی سوچ کا مالک ایک عیاش آدمی جو خراب دوستوں کی سوبت میں رہ کر ان سے بھی دو ہاتھ آگے نکل گیا یہی وجہ تھی کے بیوی بھی اسے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔

عاصم صاحب اپنے سالے کو پسند نہیں کرتے تھے حلانکے وہ کزنس تھے لیکن بیوی کی وجہ سے خاموش تھے اور شاید یہی خاموشی کتنے لوگوں کی زندگیوں کو اذیت میں مبطلہ کرنے والی تھی۔

اس السلام عل علیکم مم ماماوں۔۔۔تہذیب جو نہا کر نکلی تھی ہڑ بڑا کر تیزی سے ڈوپٹہ اوڑ کر ہکلا کر بولی۔

جب کے زبیر جوان ہوتی تہذیب کو دیکھ کر پاگل سا ہو گیا۔۔

ماموں آپی سلام کہ رہی ہے۔۔۔تعدیل نے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اسے ماموں کا اسطرح اپنی بن کو گھورنا بہت برا لگ رہا تھا۔۔

زبیر ہوش میں آتا ہونٹوں پر زبان پھیرتا اٹھ کر اسکے قریب گیا اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیا۔۔

تہذیب تھرا کر رہ گئی اسے محسوس ہو رہا تھا زبیر اسکے کندھے کو آہستہ سے سہلا رہا تھا۔۔

اس سے پہلے زبیر آگے کچھ کرتا دروازہ کھولتے عاصم صاحب اندر آئے زبیر بجلی کی سی تیزی سی تہذیب سے پیچھے ہٹا۔۔

اب ابّو۔۔۔تہذیب تیزی سے اپنے باپ کے قریب گئی۔۔۔

کیاہوا تہذیب؟عاصم صاحب ایک دم پریشانی سے بولے پھر زبیر کو دیکھا جو زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائے کھڑا تھا۔۔

کک کچھ نن نہ نہیں آآت آتی آتی ہو ہوں چ چچ چلو تع تعدیل۔۔تہذیب باپ کو مسکرا کر کہتی تعدیل کو ساتھ لیتی باہر نکل گئی۔۔۔

(لڑکی یہی ایک غلطی کر جاتی ہے۔۔۔جو وہ محسوس کرتی ہے کسی سے کہتی نہیں ہاں تہذیب بھی غلطی کر گئی اور زبیر کو شیر)

آپی آنکھ مچولی کھلیں۔۔۔۔تعدیل اپنی بہن کو دیکھتے ہوئے بولی جو لان کی طرف جانے والی سیڑیوں پر نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

یکدم اپنی بہن کی آواز پر خیالوں سے نکل کر مسکرا کر اثبات میں سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

بینش بیگم دونوں کو دیکھتی سر جھٹک کر کچن میں چلی گئیں جب کچن میں عاصم صاحب کی آواز گونجی۔۔

بینش بیگم نے پلٹ کر انھیں دیکھا جو گیسٹ روم صاف کروانے کا کہہ رہے تھے بینش بیگم کو حیرت ہوئی لیکن اظہار کے بغیر ہے اچھا کہتیں دوبارہ کام کی طرف متوجہ ہو گئیں۔عاصم صاحب لان کی طرف آئے جہاں تہذیب اور تعدیل بھاگ رہی تھیں۔۔۔

دونوں بیٹیوں کو دیکھتے وہ کرسی پر ہی بیٹھ گئے۔۔

پپ پک پکڑ لل لی لیا۔۔۔تہذیب نے تعدیل کو پکڑتے ہی خوش ہوتے ہوئے کہا۔

تعدیل کے ساتھ عاصم صاحب بھی ہنسنے لگے۔۔۔

تہذیب اور تعدیل اپنے باپ کو دیکھتے ہی انکی طرف اکر ساتھ ہی بیٹھ گئیں۔

ابو آپ ہنس رہے ہیں۔۔۔تعدیل نے مصنوعی منہ پھلا کر کہا۔

ہاہاہا نہیں بلکل نہیں۔۔۔عاصم صاحب نے ہنس کر کہتے اسکے سر پر پیار کر یا تہذیب کو دیکھا جو مسکرا رہی تھی۔۔۔

ابو آپ آپی کو بتا دیں کے آپ مجھ سے زیادہ پیار کرتے ہیں۔۔۔تعدیل جو ہمیشہ تہذیب کو چڑھانے کے لئے اپنے باپ سے یہی سوال کرتی تھی جھٹ بولی۔۔۔

عاصم صاحب اسکے سوال پر ہنس دیے۔۔۔میں اپنی دونوں بیٹیوں سے بہت پیار کرتا ہوں۔۔

نو چیٹنگ ابو سب سے زیادہ۔۔۔تعدیل نے منہ بنا کر کہا۔۔۔

ہم سب سے زیادہ میں تعدیل سے پیار کرتا ہوں میری بیٹی بہادر جو ہے۔عاصم صاحب سوچنے کے انداز میں کہتے مسکرا کر بولے۔۔

تہذیب خاموشی سے صرف مسکرا رہی تھی۔۔۔تعدیل پر جوش ہوتی اپنی جگہ سے کھڑی ہو کر تہذیب کو پیچھے سے اکر گردن کے گرد بازو لپیٹ کر گال کو چوما۔۔۔

یس سنا آپی میں بہت بہادر ہوں اور ابو میں آپی کا بھی خیال رکھوں گی اگر کسی نے بھی آپی کو تنگ کیا تو اسکا کچومر بنا دوں گی۔۔۔تعدیل نے چہک کر مضبوط لہجے میں کہا۔

عاصم صاحب کی آنکھوں میں نمی آگئی۔۔۔

خوش رہو دونوں ہمیشہ اسی طرح ایک دوسرے کا خیال رکھنا کیوں کے تم دونوں میری بیٹیاں ہو۔۔عاصم صاحب اٹھ کر دونوں کو باری باری پیار کرتے اندر کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

یہ جو باپ ہوتے ہیں، سب سے خاص ہوتے ہیں

ایسے کیا دیکھ رہی ہو آپی؟

تم تو آنا ہی نہیں چاہتے تھے پھر یہ اچانک تین چار دن روکنے کا مطلب۔۔۔ بینش بیگم نے مشکوک نظروں سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

تم تو ایسے سوال کر رہی ہو جیسے پہلے کبھی رکا نہیں ہوں خیر بہت باتیں ہو گئیں کچھ کھانے کو تو لادو۔۔زبیر کہتا اپنے بیڈ کراؤں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

ٹھیک ہے چلو تمہیں کمرہ دکھاؤں۔۔

نہیں یہ بھی ٹھیک ہے نرم گرم مزیدار گدا ہے۔۔۔زبیر تہذیب کو خیالوں میں لاتے ہوئے شیطانیت سے بولا۔

زبیر اٹھو یہاں سے۔۔۔۔ بینش بیگم نے سخت لہجے میں کہا زبیر فوراً خود پر قابو پا کر اٹھ کھڑا ہوا اور بینش بیگم سے پہلے کمرے سے نکل گیا۔۔

جب کے بینش بیگم بہت دیر وہیں کھڑی رہیں۔۔سوتیلی بیٹی جتنی ناپسند سہی لیکن بیٹی تھی۔

ہائے تہذیب !ارتضیٰ اسے اسکول کے گیٹ سے اندر آتے ہوئے دیکھتا زور سے کہتا اسکے پاس گیا جو ارتضیٰ کو دیکھ کر وہیں رک گئی تھی۔

ہاہائے۔۔

آج تم ہمارے ساتھ بیٹھو گی نا۔۔۔ارتضیٰ نے پوچھا جب ان سے بڑی کلاس کا گروپ دنوں کے قریب آکر رکا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔۔۔ایک لڑکے نے رعب جماتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ارتضیٰ کے ماتھے پر بل آئے۔۔اس گروپ سے انکی نہیں بنتی تھی۔۔۔

تم سے مطلب ؟ارتضیٰ نے ناک چڑھا کر اسے جواب دیا جب ساتھ کھڑی لڑکی بولی۔۔

تم سے کسی نے نہیں پوچھا سوا سٹے آوے۔۔۔۔۔ناک چڑھا کر کہتی وہ تہذیب کو دیکھنے لگی جو گھبرا کر بولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔

م مم میں میں وہ وہ۔۔۔۔۔تہذیب بری طرح ہکلانے لگی جب سب کا چھت پھاڑ قہقہہ اسکی رہی سہی ہمت بھی توڑ گیا۔۔

پورے اسکول کو پتہ تھا کے تہذیب ہکلاتی ہے اور جنہیں نا بھی پتہ تھا ارتضیٰ اور اسکے دوستوں نے سب کے سامنے اسکا مذاق اڑا اڑا کر بتا دیا تھا یہی وجہ تھی جو وہ لوگ بھی اسکا مذاق اڑانے آ گئے تھے۔۔

اب اس طرح کے لوگ بھی ہمارے ساتھ پڑھیں گے۔۔

کیا مطلب ہے اس بات کا۔۔۔ارتضیٰ نے گھورتے ہوئے اسے کہا۔۔

اوئے تمیز سے رہو جانتے ہو اسکا باپ کون ہے ڈی ایس پی ویسے تم اسے کہاں سے لائے ہو تمہاری رشتے دار ہے۔

لڑکا تہذیب کو سر تا پیر دیکھتا تمسخرانہ مسکراہٹ چہرے پے لاتے ہوئے بولا۔۔

میری دوست ہے اب جانے دو ہمیں۔۔

ٹھیک ہے اسے کہو خود بولے۔۔اسی لڑکی نے اپنی پونی میں مقید بالوں کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

تہذیب نے ایک نظر ساتھ کھڑے ارتضیٰ کو دیکھا پھر سانس کھینچتی ہوئی بولی۔۔

ہم ہمیں جا جا جانے دد دیں۔۔تہذیب ہکلا کے کہتی سامنے کھڑے ہم عمر لڑکے لڑکیوں کو دیکھنے لگی جو سنتے ہی قہقہ لگانے لگے۔۔

ہاہاہا پھر سے کہنا۔۔۔کسی لڑکی نے ہنستے ہوا کہا۔۔

مم مجھے جا جانے۔۔۔

ایک منٹ ایک منٹ کیا تم ہک ہک ہکلاتی ہو ہاہاہا گروپ سے پھر کسی لڑکی نے مذاق اڑایا۔۔

تہذیب چلو یہاں سے۔۔ارتضیٰ انکی پرواہ کیے بغیر اسکول کے بیرونی گیٹ سے اسے لیتا نکل گیا۔

سڑک پے چلتے تہذیب کے آنسوں بہ نکلے۔۔۔

تہذیب تم روکو میں رکشہ لاتا ہوں۔۔۔

ن نہیں تت تت تم چچ چلے ج جاؤاور ویسے بب بھی سس سس سہی کہ رر رہے تھے مم میں

ہک ہکلی ہوں تت تم مم میری ووجہ سے م مت لڑو جج جاؤ بابا کو بب بلا دو بب بس۔۔۔

تہذیب آنسوں پوچھتی سر پے اسکارف اچھی طرح سہی کرتی بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کر سکی۔۔

اس سے پہلے ارتضیٰ کوئی جواب دیتا ہاشم اپنی گاڑی سے اترتا ڈرائیور کو رکنے کا کہتا ان دونوں کی طرف آیا جو سڑک کنارے کھڑے تھے۔۔۔

تہذیب کیا ہوا۔۔۔ہاشم کی آواز پر جہاں اسکے آنسوں پھر اُمنڈ کر آئے وہیں ارتضیٰ ہاشم کو دیکھ کر تپ کر تہذیب کا ہاتھ تھام گیا۔۔

کچھ نہیں ہوا تم جاؤ یہاں سے چلو تہذیب۔تہذیب کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ارتضیٰ کہ کر اسے لئے آگے بڑھنے لگا۔۔۔

چچ چھ چھو چھوڑو چھوڑو۔۔۔۔تہذیب نے ہکلا کر اپنا ہاتھ کھینچا۔۔۔

ارتضیٰ کا چہرہ سرخ ہو گیا ہاشم کو گھورتا وہ اسکول کی طرف تیز تیز جانے لگا۔۔

دیکھ لوں گا ہکلی کو۔۔ارتضیٰ سلگتا ہوا گیٹ سے اندر جانے لگا جب اسکول کے گارڈ نے روکا۔۔

وہ میرے ابو آئے تھے۔۔۔ارتضیٰ گارڈ کو جھوٹ کہتا اندر چلا گیا۔۔۔

خان بڑا لوک کردو گیٹ۔۔۔سر کہتے کلاس کی طرف بڑھ گئے

تم باہر کیوں ہو؟ہاشم اسکے مقابل آتے ہوئے بولا جو اپنی ناک کو اوپر سے رگڑ رہی تھی۔۔

کسی نے کچھ کہا ہے؟ہاشم اسکے آنسوؤں سے لبریز آنکھوں کو دیکھ کر پریشان سا ہو کر بولا۔۔

تہذیب نے زور زور سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

کس نے؟ہاشم اسکے چھوٹے بچوں کے انداز میں گردن ہلانے پر مسکراہٹ دباتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

وہ مم موموٹا س سالا لڑ لڑکا تھ تھاااور پاپت پتلی سی ل لل لڑکی۔

اچھا اچھا سمجھ گیا موٹا سا لڑکا اور پتلی سی لڑکی ہمم۔۔۔ہاشم نے سنجیدگی سے اسکی بات کاٹ کر سمجھنے والے انداز میں اسے کہا۔

اور رنگ کیسا تھا دونوں کا؟ہاشم سے سینے پے ہاتھ باندھ کر پوچھا۔۔۔

ررر ن رنگ د د د و دونوں۔گ گور گورے تھ تھے۔۔۔۔تہذیب رونا بھول کر بتانے لگی اندر ہی اندر خوشی ہو رہی تھی کے ہاشم اس سے خود بات کر رہا تھا۔

ہمم ٹھیک ہے چلو ابھی ٹھیک کرتا ہوں موٹے اور پتلی انگریزوں کو ہمت کیسے ہوئی تمہارا انداق اڑانے کی۔۔۔ہاشم کہتا اسکول کے گیٹ کی طرح بڑھ گیا بہت مشکل سے اس نے اپنا قہقہہ روکا ہوا تھا۔۔

تہذیب اپنے بیگ کے اسٹیپ کو پکڑتی اسکے پیچھے ہولی۔۔۔۔لیکن گیٹ کو بند دیکھ کر دونوں

وہیں رک گئے۔۔

یہ تت تت تو بابن بندہ ہے۔۔۔

دوسرا کھولا ہے چلواؤ۔۔ہاشم اسے کہتا دروازہ کھولتا اندر کی طرف جانے لگا دونوں جلدی جلدی کلاس کی طرف بڑھ گئے۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیا ہوا ہے تمہے؟

کچھ نہیں ہوا تم جاؤ اس ہکلی سے دوستی کرو۔۔۔لبنیٰ منہ تیڑا کر کے بولی۔

یار میں دوستی تھوڑی کر رہا ہوں بس میں چاہتا ہوں اس ہاشم کو کوئی پسند نا کرے نا دوستی کرے۔۔

سب اسے برا کہیں اور برا سمجھیں لیکن ایسا نہیں ہوتا میرے پیرنٹس اسکی تعریف کرتے ہیں۔۔اور تو اور میری خود کی بہن بھی مجھے کہتی ہے کے مجھے ہاشم بھائی زیادہ اچھے لگتے ہیں کیوں کے وہ ذہین ہیں اور دیکھنے میں لمبا قد اور بہت پیارے ہو نہہ۔۔کیا میں پاگل ہوں کندھے تک اتا ہوں اسکے وہ خود ابھی سے لمبا ہے جلتے ہیں مجھ سے۔۔ارتضیٰ جلن میں بولتا رہا۔۔

جب کے لبنیٰ چپ بیٹھی سننے پر مجبور کیوں کے جو ارتضی کہ رہا تھا وہ سچ تھا لیکن وہ جلن میں جس بات کی نفی کر رہا تھا وہ قطعی سہی نہیں تھا۔۔

ارتضیٰ چھوڑو اسے تم بے کیوں اسے سر پر سوار کر رکھا ہے۔۔۔

ایسا کچھ۔۔۔ارتضیٰ کچھ اور کہتا جب تہذیب اور ہاشم کو سیڑیوں پر بیٹھے دیکھا۔۔۔

کک کھاؤ کھاؤ گک گے۔۔۔تہذیب اپنا لنچ باکس کھول کر اس کے سامنے کرتے ہوئے بولی۔

دونوں اس وقت تہذیب کے بقول موٹے لڑکے اور پتلی لڑکی کے انتظار میں تھے۔۔

نو تھینکس۔۔۔ہاشم نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔۔

جھ جھ جھوٹا نہ نہیں ہ ہے۔۔تہذیب کی بات پر ہاشم نے اسکی طرف دیکھا پھر ہاتھ بڑھا کر سینڈ وچ اٹھالیا۔

تہذیب کا چہرہ کھل اٹھا۔۔

ہ ہم دودوست ہ ہے ہیں اا ب۔۔۔تہذیب نے خوشی سے چمکتی آنکھوں سے پوچھا ہاشم اسے دیکھ کر پہلی دفعہ مسکرایا۔۔

تہذیب اسے دیکھتی رہ گئی۔۔اس سے قبل تہذیب کچھ کہتی اچانک ہاشم کی آواز پر اس نے نظریں جھپکیں۔۔

میں کلاس میں جارہا ہوں مجھے لگتا ہے وہ دونوں ابھی یہاں نہیں آئیں گے۔ہاشم کہتا کلاس کی طرف بڑھ گیا۔

تہذیب بھی اس کے پیچھے ہی جانے لگی جب ارتضیٰ کی آواز رکی ارتضیٰ چلتا ہوا اسکے قریب

آیا۔۔

کک کیا کیا ہوا؟

وہ تم سے کیا کہہ رہا تھا۔۔۔ارتضیٰ نے ہاشم کی طرف اشارہ کر کے پوچھا۔

ای ایسے ہی۔۔

میں پانچ منٹ سے تم دونوں کو دیکھ رہا تھا کچھ تو کہہ رہا تھا۔۔۔

مم میں کلاس مم میں جا رہی ہو ہوں۔۔

اچھا نہیں بتانہ تو مت بتاؤ لیکن وہ اچھا لڑکا نہیں ہے مغرور ہے اسے اپنے امیر اور اکلوتے ہونے پر جب دل کرتا ہے کسی سے بھی جان کر پنگے لیتا ہے اور پھر مار تا پیٹتا ہے اسکول کی سب لڑکیوں سے دوستی ہے اسکی اسلیئے دور رہو اس سے۔۔

ہمم۔۔۔۔تہذیب سب سن کر اثباب میں سر ہلا کر کلاس کی طرف بڑھ گئی ہاشم اسے بلکل ویسا نہیں لگا جیسے ارتضیٰ بتا رہا تھا۔

ج جھ جھوٹا کک کون س سی ل لل لڑکی سے د دو دوستی ہ یے اس اسکی۔۔۔تہذیب بڑبڑاتی کلاس میں داخل ہوئی سامنے ہی ہاشم کے ساتھ وہی پتلی لڑکی بیٹھی ہنستے ہوئے اسے کچھ کہہ رہی تھی۔

بریک ٹائم ابھی ختم نہیں ہوا تھا اسلیئے کلاس میں سب مستی مذاق میں لگے ہوئے تھے۔۔

تہذیب چلتی ہوں دونوں کے سر پر جا کھڑی ہوئی۔۔۔

ہاشم اسے دیکھ کر مسکرایا جب لڑکی نے بھی اپنے قریب کھڑے وجود کو دیکھا پھر شرارت بھری مسکراہٹ سے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑی ہوئی۔۔

ارے تم۔۔۔اس سے پہلے وہ اور کچھ کہتی تہذیب دھپ سے اپنی جگہ پر بیٹھی۔۔

بہری بھی ہو کیا؟ لڑکی اسکی حرکت پر تپ کر بولی۔۔۔

ہاں۔۔۔۔تہذیب گھور کر اسے کہتی ہاشم کو گھورنے لگی۔۔

بسمہ تمہے حیدر بلا رہا ہے کلاس میں۔۔۔اس سے پہلے وہ تہذیب کو کچھ کہتی اسی کی کلاس کی لڑکی نے اسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔

بسمہ جاہل کہہ کر پیر پٹختی کلاس سے نکل گئی۔۔

ایسے کیوں گھور رہی ہو؟

وہ جج جواب ابھی ب بے بیٹھی تت تھی۔۔۔

ہاں تو وہ خود ہی آ کر بیٹھی تھی۔۔ہاشم نے کندھے اچکائے۔۔

وہ وہ وہ ہی لل لڑ لڑکی تھی۔۔۔تہذیب ناک پھلا کر بولی۔۔

وہی پتلی والی۔۔۔۔ہاشم نے بے ساختہ پوچھا۔۔۔تہذیب اثبات میں سر ہلا کر ماتھے پر تیوری چڑھا کر بیٹھ گئی۔

ہاشم کو دوبارہ اسکے انداز پر ہنسی انے لگی۔۔۔

ہاشم کو تہذیب بہت پیاری لگتی تھی یہی وجہ تھی اس نے ابھی تک اپنی جگہ تبدیل نہیں کی تھی۔

اچھا تم ناراض مت ہو یہ لو۔۔۔ہاشم نے اسکا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے بیگ سے چاکلیٹ نکال کر دی جو وہ راستے سے اسی کے لئے لا یا تھا۔۔

تہذیب چاکلیٹ دیکھ کر ساری ناراضگی بھلائے تھینکس کہتی کھول کر کھانے لگی جب کے ہاشم اسکو دیکھنے لگا۔۔۔

تہذیب۔۔۔زوبیر اسکے کمرے کا دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا تہذیب جو اسٹڈی ٹیبل پر بیٹھی پڑھ رہی تھی حیرت سے پلٹ کر زوبیر کو دیکھا۔۔

کھانے کا وقت تھا بینش بیگم کچن میں تھیں جب کے عاصم صاحب ابھی تک گھر نہیں آئے تھے۔۔

ج جج جی مم ماماموں۔۔۔تہذیب جگہ سے کھڑی ہو کر بولی۔

زوبیر اندر اتا دروازہ لوک کر کے اسکی طرف بڑھنے لگا تہذیب گھبرا گئی۔۔

دد دادادا دروازہ کک۔۔۔

ہاہاہا ارے یار ڈرو مت اور زبان کو استعمال مت کرو ویسے ہی ہکلاتی ہو میں تو بس دیکھنے آیا تھا کیا

کر رہی ہو تم۔۔۔

زبیر گہری نظروں سے اسے دیکھتا خباثت سے بولتا اسکے نزدیک آیا۔۔

پھر ہاتھ کر اسکے گال پے رکھا ہی تھا جب تہذیب سے ہاتھ کو جھٹک کر دروازے کی طرف دوڑ لگائی اب اتنی نا سمجھ نہیں تھی کے کا اس طرح آکر چھونا نہ سمجھے۔۔۔

اس سے پہلے تہذیب دروازہ کھولتی زوبیر نے پیچھے سے پکڑ کر اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ کر دبایا۔۔۔

بڑی تیز ہو ساری طراری نکلتا ہوں۔۔ زبیر نے کہتے ہی نازک سے لڑکی کو اٹھا کر بیڈ پر زور سے پٹخا۔۔ حیوانیت تھی جو اس کے سر پر سوار تھی۔۔۔۔

تہذیب تڑپ کر رہ گئی آنسوں لڑیوں کی طرح اسکی آنکھوں سے بہنے لگے۔۔۔

سختی سے اسکا منہ دبائے اسکے کپڑے پھاڑنے لگا تہذیب بری طرح مچل کر رہ گئی اپنی سے دو گنی عمر کا مضبوط مرد اپنی حوس مٹانے کے لئے کسی کی زندگی چھین رہا تھا۔۔۔۔

امی ماموں کہاں ہیں؟ تعدیل کچن میں آتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

کمرے میں ہونگے۔۔۔۔

نہیں ہیں میں نے باتھروم میں بھی دیکھا۔۔ تعدیل نے کہا یکدم بینش بیگم خوف سے لرز گئیں۔۔

وہ دو دن سے اپنے بھائی کو دیکھ رہی تھی جو تہذیب کو عجیب نظروں سے دیکھتا تھا۔۔۔

ت تم جاؤ میں ابھی آتی ہوں جاؤ شاباش۔۔۔۔بینش بیگم بیلن اٹھاتی تعدیل کو کہتیں کچن سے نکل گئیں۔۔

تعدیل اپنے کمرے میں جانے کے بجائے اپنی ماں کے پیچھے جانے لگی۔۔۔

کمرے کا لاک جو تہذیب نے کھول دیا تھا اس لئے بآسانی بینش بیگم اندر داخل ہوئیں لیکن سامنے کا منظر دیکھ کر پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔

تعدیل جو خاموشی سے پیچھے آرہی تھی زور سے چیخ پڑی جہاں بینش بیگم ہوش میں آئیں وہیں زوبیر جو مچلتی تڑپتی تہذیب کو غصّے میں تھپڑ پے تھپڑ مارے جارہا تھا۔۔جو قابو نہیں ہو رہی تھی جس نے اسکے چہرے کو ناخنوں سے زخمی کردیا تھا یکدم چیخنے کی آواز پر تہذیب کو چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

تہذیب روتی بلکتی بستر سے اٹھی جگہ جگہ سے لباس پھٹا ہوا تھا بال بکھرے چہرے پر انگلیوں کے نشان صاف واضع تھے ہونٹ کے کنارے سے خون رس رہا تھا۔۔۔۔

بینش بیگم کا اسے اس حال میں دیکھ کر دل کٹ گیا۔۔۔۔

تمہے اسکارف کی کیا ضرورت ہے چھوڑو اسے۔۔اپنے کہے الفاظ کسی چابک کی طرح بینش بیگم کے سینے پر کھوپے۔۔

تعدیل تیزی سے تہذیب کی طرف بھاگی رضائی اٹھا کر اسے اڑا کر لپٹ کر آواز سے رونے لگی۔۔

زبیر جو کھڑا گھبرا رہا تھا کچھ سوچتا ہوا اپنی بہن کی طرف بڑھا۔۔۔

پاس مت آنا دفع ہو جا۔۔۔ بینش بیگم ہلک کے بل چیختی ہاتھ میں پکڑے بیلن کو پوری قوت سے اسکی طرف پھینکا جو بلبلا کر رہ گیا۔۔۔۔۔

کاش کاش تو میرا بھائی نہ ہوتا کتنا غلیظ ہے تو میری بیٹی میری۔۔۔

کون سی بیٹی ہاں سوتیلی بیٹی ہے سمجھی یہ اچانک سے میری بیٹی کب سے ہو گئی ایک کام کر آپی اسے مجھے دے دے۔۔۔

نہیں نہیں یہ میری آپی ہے میں ابّو کو بتاتی ہوں۔۔۔تعدیل نے تڑپ کر کہا اور بیڈ سے اتر کر باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

تہذیب خوف سے بیڈ سے اتر کر اپنی بہن کے پیچھے بھاگی۔

روو کورو کو اپنی بیٹی کو۔۔۔۔۔زبیر کی زبان لڑ کھڑا کر رہ گئی۔۔

بینش بیگم اسی طرح کھڑی رہیں۔۔۔۔۔زوبیر کو سمجھ نہیں آیا کیا کرے جب اپنی ہی بہن کو دھکّا دیتا باہر کی طرف بھاگا۔۔

بینش بیگم زور سے قالین پر گریں۔۔۔

نہیں زبیر خدا کا خوف کر زبیر!! بینش بیگم زور سے چیختی اٹھ کر لڑ کھڑاتی ہوئی کمرے سے

نکلیں۔۔۔

ہانپتی کانپتیں لاؤنج میں آئیں جہاں کوئی نہیں تھا۔

یااللہ تعدیل!!!!۔۔تہذیب!!!۔۔۔تعدیل!! بینش بیگم زور زور سے چیخ رہی تھیں جب صوفے کے پیچھے تہذیب اور تعدیل کو بیٹھے دیکھا۔

بینش بیگم تیزی سے ان دونوں کے قریب جاکر بیٹھتیں گلے سے لگا کر رونے لگی۔۔

امی ماموں کے ہاتھ میں چھرا تھا اس لیے ہم دونوں جلدی سے یہاں چھپ گئیں۔۔۔اور اور وہ بھاگ گئے۔۔

امی میں بہادر نہیں ہوں نہ امی۔۔۔تعدیل ہچکیوں سے روتی ہوئی کہ رہی تھی جب کے تہذیب گم سم بیٹھی خالی نظروں سے اپنی ماں کو دیکھ رہی تھی۔

اسے تو پتہ ہی نہیں تھا وہ انکی بیٹی نہیں ہے۔۔۔۔بینش بیگم تعدیل کو سینے سے لگائے تھپک رہی تھیں جب لاؤنج میں کسی نے قدم رکھا۔۔۔

تینوں نے دروازے کی طرف دیکھا جہاں عاصم صاحب بریف کیس پکڑے اندر آرہے تھے لیکن صوفے کے پاس اپنی بیوی اور بیٹیوں کو دیکھ کر شاک ہوگئے ہاتھ سے بریف کیس چھوٹ گیا۔۔

نظریں جیسے تہذیب کی ابتر ہوئی حالت پر ہی ٹھہر گئیں۔۔۔تہذیب باپ کو دیکھتے ہی کھڑی ہوئی اور شاید یہی ایک غلطی کر بیٹھی جگہ جگہ سے کپڑوں کو پھٹا دیکھ کر عاصم صاحب کے دل

میں شدید تکلیف اٹھی۔۔۔

بیٹی کو اس حالت میں دیکھ کر کتنے ہی لاتعداد بھیانک خیالوں نے مل کر انکے دل کو جاکڑ لیا تھا۔۔۔یکدم تکلیف برداشت سے باہر ہوئی سینے کو مسلتے عاصم صاحب نیچے گرتے چلے گئے۔۔۔

اپنی بیٹیوں کے لئے تو باپ بہت حساس ہوتے ہیں۔۔

ہاشم بھائی چلیں ہم سائیکل پر ریس لگاتے ہیں آج تو ارتضٰی بھائی بھی آئے ہیں۔۔۔ عریشہ ہاشم کو کمرے میں آکر چہک کر بولی جو کل کے ٹیسٹ کی تیاری کر رہا تھا۔

کل ٹیسٹ ہے عریشہ تبھی میں مل کر آگیا۔۔۔ہاشم کتاب پر نظر جمائے ہوئے بولا۔

ہاشم بھائی مجھے پتہ ہے آپ ارتضٰی بھائی کی وجہ سے کہ رہے ہیں۔۔ عریشہ کمرے میں رکھے فلور کشن پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

غلط ایسا کچھ نہیں ہے ہو سکتا ہے وہ مجھے پسند نہ کرتا ہو۔۔۔ہاشم نے کتاب بند کرکے اٹھ کر اسی کے سامنے دوسرے فلور کشن پر بیٹھ کر کہا۔۔۔

ہمم ہو سکتا ہے لیکن کیوں آپ تو بہت اچھے ہیں نا۔۔ عریشہ ایک ہاتھ کو تھوڑی کے نیچے رکھتی الجھتے ہوئے پوچھنے لگی۔

جس کا جواب ہاشم کے پاس بھی نہیں تھا۔۔

پتہ نہیں اور ضروری تھوڑی ہے ہر کسی کی پسند ایک جیسی ہو۔۔ہاشم نے کندھے اچکا کر کہا۔

جب ملازمہ نوک کرتی کھانے کا کہتی واپس چلی گئی۔۔

تم چلو عریشہ میں اتا ہوں۔۔۔ہاشم کہتا دوبارہ اپنی اسٹڈی ٹیبل کے پاس آیا۔

عریشہ کے جاتے ہی ہاشم نے دراز کھول کر اندر رکھی سونے کی چین کو نکال کر دیکھا جس میں پلیٹ کی طرح کے لاکٹ پر تہذیب کا نام کندہ ہوا تھا دو دن پہلے ہی تو اسے ڈیسک کے پاس پڑا ملا تھا۔۔

وہ اسے واپس دے سکتا تھا لیکن وہ اسے اپنے ساتھ امریکہ لیکر جائے گا۔۔۔

یکدم دوبارہ دروازہ نوک ہوا ہاشم نے تیزی سے ہاتھ میں پکڑی چین واپس رکھی۔۔

ہاشم بھائی پھوپھو بلا رہی ہیں۔۔۔

ہاں چلو۔۔۔ہاشم مسکراتا عریشہ کے ساتھ باہر نکل گیا۔۔

ہسپتال کے کوریڈور میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔۔۔بینش بیگم شمائلہ بیگم کے کندھے پر سر ٹکائے ہوئے تھیں۔

جب کے دوسری بینچ پر تہذیب اور تعدیل اپنے باپ کے لئے دعا گو تھیں۔۔

میں نے کبھی نہیں سوچا تھا زوبیر اس حد تک کر سکتا ہے کیسے سامنا کروں گی میں عاصم کا کے میں وہ عورت ہوں جس نے اتنا گھٹیا بیٹا پیدا کیا ہے جو اپنے ہی نفس کا اس قدر غلام ہو چکا ہے کہ

رشتوں کو ہی پامال کرنے لگا۔ میں بہت شرمندہ ہوں بینش ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا شاید میری تربیت۔۔ شائلہ بیگم اور کچھ کہتیں اس سے قبل ہی بینش بیگم نے انکی بات کاٹ دی۔۔

نہیں امی ہر بار وجہ تربیت نہیں ہوتی ہر بار ماں باپ کو قصور وار نہیں ٹھہرایا جاتا یہ معاشرہ یہ لوگ ہمارا خود کا اندر برا ہے یا اچھا؟۔۔ماں باپ تو اولاد کی اچھی تربیت کرتے ہیں۔ اور بچے جب بڑے ہو جائیں تو ماں باپ کو ناسمجھ بچہ سمجھنے لگتے ہیں اور پھر بعد میں غلطی کرنے پر ماں باپ کی تربیت کا رونا روتے ہیں کے ہماری تربیت تو ہمارے بڑوں نے کی بیشک بچہ اپنے بڑوں کو دیکھ کر سیکھتا ہے لیکن وہ بچہ عمر بھر بچہ رہتا ہے؟ کیا شعور کی منزلوں کو تہہ کرتا اسے اچھے برے کی تمیز کا اندازہ نہیں ہوتا۔۔ کیوں ایسا کیوں امی۔۔ آپ نے اور ابّو نے زوبیر کو پڑھایا اسکی شادی کروائی اپنی زمیداری اپنا فرض نبھالیا باقی اب؟ اب جو وہ کر رہا ہے یہ اسکا خود کا فیل ہے۔۔

بینش بیگم بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھیں جب ڈاکٹر باہر آئے۔۔۔

ڈاکٹر کیسے ہیں وہ؟ کیا ہوا ہے؟ بینش بیگم تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

ہارٹ اٹیک۔۔۔ مائیز اٹیک ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے جیسے سب کے سروں پر بم پھوڑا۔۔

کک۔۔۔ بینش بیگم کی آواز جیسے اندر ہی دب کر رہ گئی۔

خطرے کی کوئی بات نہیں ان شاءاللہ جلد ہی صحت یاب ہو جائیں گے کچھ دیر تک روم میں شفٹ کر دیں گے پھر مل سکتے ہیں لیکن دھیان رہے ابھی زیادہ بات نا کریں۔۔

ڈاکٹر کہ کے تعدیل کے سر پر ہاتھ رکھتے آگے بڑھ گئے جب کے بینش بیگم وہیں بینچ پر ڈھہ گئیں۔

اللہ تجے سیدھی راہ دیکھائے زبیر شائلہ بیگم روتے ہوئے بولیں جب کے تہذیب انھیں دیکھتی رہ گئی۔۔

اتنا سڑا ہوا منہ کیوں بنایا ہوا ہے؟ شمائل ارتضیٰ کے ساتھ بینچ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔

میری مرضی تجھے کیا ہے؟ ارتضیٰ نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔۔

اچھا ٹھیک ہے یار بھلائی کا تو زمانہ ہی نہیں۔۔ شمائل کہتے ہوئے کلاس سے نکل گیا جب کے ارتضیٰ ہاشم کی پشت کو گھورنے لگا پھر اٹھ کر باہر نکل گیا۔۔

بریک ٹائم تھا اور ہاشم ابھی تک یہی سوچ رہا تھا تہذیب آج اسکول کیوں نہیں آئی۔۔۔

وہ کیوں نہیں آئی آج؟ پھر اگزیمز شروع ہو جائیں گے مجھے بتانے کا وقت ہی نہیں ملے گا۔۔

ہاشم خود سے کہتا نچلا لب کاٹنے لگا۔۔۔

جانے کہاں ملیں منزلیں۔۔۔۔۔

کہیں کھو نا جائیں ہمارے راستے۔۔۔۔(امرحہ)

ایک ہفتے بعد:

کل سے میں دوبارہ آفس جانا شروع کروں گا تم ماں بیٹیوں کی وجہ سے اتنا آرام کر لیا یہی غنیمت جانو۔۔۔

عاصم صاحب نے دودھ کا گلاس لیتے ہوئے کہاں پھر بینش بیگم کی کلائی تھام لی۔۔۔۔

بیٹھو۔۔۔عاصم صاحب کے کہنے پر بینش بیگم ہچکتاتے ہوئے بیٹھیں۔۔۔

کافی دیر دونوں میں خاموشی حائل رہی۔۔۔۔۔۔

جو کچھ ہوا کسی غیر نے نہیں بلکے اپنے نے کیا ہاں پیٹھ پر چھرا کھپا ہے۔۔۔ جس کا زخم ہر بار کریدنے سے تازہ ہو کر انکی روح کو بھی لہولہان کرے گی۔۔۔۔

آپ کا قصور نہیں ہے شاید میرا ہے یا شاید سبق کے میں اسے جانتا تھا پھر بھی صرف تمہاری خوشی کے لئے کے وہ تمہارا بھائی ہے اور بچیوں کا ماموں لیکن میں غلط ثابت ہوا وہ میری تہذیب کا ماموں نہیں بن سکا میں نے اپنی بیٹی کو ہماری بیٹی کہ کر تمہاری گود میں ڈالا کے وہ ماں کی ممتا سے محروم نہ رہے لیکن اس شخص کی وجہ سے میری بچی گم سم ہو گئی تم سے ہچکچانے لگی ہے میں اسے چھوڑوں گا نہیں کب تک چھپے گا۔۔۔۔

عاصم صاحب بھرائی ہوئی آواز میں دھیمے لہجے میں بول رہے تھے بینش بیگم آنسوں بہاتیں عاصم صاحب کو دیکھ رہی تھیں جو بیٹی کے غم میں کمزور اور بوڑھے لگ رہے تھے۔۔

اچانک عاصم صاحب نے انکے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔

میری میری تہذیب سے کبھی سوتیلا سلوک مت کرنا اسکا دنیا میں میرے علاوہ کوئی نہیں ہے اگر میں مر گیا۔۔۔

اللہ نا کرے ایسا مت کہیں وہ ہماری بیٹی ہے ہماری بڑی بیٹی میں سنبھال لونگی اسے دیکھئے گا وہ دوبارہ ٹھیک ہو جائے گی۔۔ بینش بیگم نے یکدم ہی انکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر تڑپ کر کہا۔۔

عاصم صاحب نے مطمئن ہو کر اسکے سر پر اپنی تھوڑی ٹیکا کر آنکھیں موند لیں۔۔

تہذیب کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے اس سال پیپرز نہیں دے سکے گی۔۔۔ عاصم صاحب پرنسل کو کال پر کہ رہے تھے۔۔

تہذیب جو کمرے میں داخل ہو رہی تھی پر سکون سانس لیتی تشکر بھری نظروں سے اپنے باپ کو دیکھنے لگی پھر واپس پلٹ گئی۔

ہاں بس بیماریاں بتا کر تھوڑی آتی ہیں یار۔۔۔

چلو کل ملتے ہیں۔۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے عاصم صاحب نے کہ کر کال ڈسکنیکٹ کی۔۔۔ اسکول کا پرنسپل انکا دوست تھا۔

موبائل رکھنے کے بعد دروازے کی طرف دیکھا وہ جانتے تھے کون آیا تھا گہری سانس لیتے بالکنی میں چلے گئے۔۔۔

اوئے ہوئے آج کس خوشی میں پارٹی دی ہے۔۔ریحان نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے ارتضیٰ سے کہا جو لبنیٰ سے کچھ کہہ رہا تھا۔۔

ہاہاہا میں بتاتا ہوں کیوں کے آج ارتضیٰ احمد کا اول دشمن ہاشم وقاص اپنی فیملی کے ساتھ امریکا شفٹ ہو گیا کچھ سالوں کے لئے بیچارہ جانا نہیں چاہتا تھا پر کیا کر سکتے ہیں۔۔

کیوں ارتضیٰ ٹھیک کہا نا۔۔اس سے پہلے ارتضیٰ جواب دیتا شمائل کھڑا ہوتا پر جوش انداز میں بولا۔۔

یسسس۔۔۔۔ارتضیٰ نے جوش میں تھمزاپ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اوہ بیچاری ہکلی کا دوست چلا گیا۔۔لبنیٰ کو یکدم تہذیب یاد آئی۔

یار لبنیٰ فضول لوگوں کا نام مت لو میرا موڈ آج بہت اچھا ہے اوکے۔۔

ارتضیٰ منہ بناتے ہوئے کہہ کر ڈیک کا والیوم تیز کرتا سب کے ساتھ ناچنے لگا۔۔

آپی کیا ہوا نیند نہیں آرہی؟تعدیل جو اس حادثے کے بعد تہذیب کے ساتھ ہی سونے لگی تھی اسے تحفظ محسوس کروانے کے لئے اٹھ اٹھ کر اسے دیکھتی کبھی اسکے گرد ہاتھ رکھ کر لیٹ جاتی۔۔۔اٹھ کر بولی۔۔

نن نہیں۔۔۔

New Era Magazine

کیوں کہیں آپ کو سر میں درد تو نہیں ہو رہا۔۔۔تعدیل فکر مند سی کہتی اٹھ بیٹھی۔۔

نن نہیں ت ت تم س سس سوج جج جاؤ۔۔۔تہذیب زبردستی کی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہتی کروٹ لیکر آنکھیں موند گئی۔۔

کچھ ہی لمحوں میں تہذیب کی آنکھ کے کنارے سے آنسوں نکل کر تکیے کو بھگانے لگے۔۔۔

ہاشم ہاں وہ ہاشم کے لئے رو رہی تھی جانے کیوں وہ آج یاد آ رہا تھا۔۔۔۔

گم گیا مسافر کچھ خبر ملے نا

کیسا ہے یہ سفر

ہمسفر ملے نا۔۔۔۔(امرحہ)

کچھ سال بعد:

تم نہ ملے

جانے کہاں چھپ گئے

جانے کہاں کھو گئے

آج بھی میں وہیں ہوں پر تم کہیں نہیں

ہر لمحہ ہر گزرتے دن کے ساتھ تمہے یاد کیا ہے

تم سے مل کر جو گزرے سالوں کی داستان سنانی ہے

تم سے مل کر تمہاری ہی شکایات لگانی ہے

کے یوں اچانک جانے کہاں چھپ گئے تم

کے اچانک جانے کہاں کھو گئے تم۔۔۔۔۔(امرحہ)

الارم کی تیز بجتی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی۔۔۔

فل سائز کے بیڈ پر درمیان میں پھیل کے الٹا لیٹا وہ خواب خروش کے مزے لوٹ رہا تھا جب الارم نے اسکے مزے کی نیند میں خلل ڈالا۔۔۔

نیند میں ہی اسنے ہاتھ سے آواز کا گلا دبانا چاہا لیکن پہنچ سے دور کیسے اسکے شکنجے میں آتا۔۔

ردا جو اسے جگانے آئی تھی ہنسی دبا کر سائیڈ ٹیبل تک آتی الارم کلاک اٹھا کر اسکے کان کے قریب لے گئی جسے اس نے فوراً ہی زور سے ہاتھ مارا۔۔

ہاشم بھائی یہ کیا کر دیا بیچارا کلاک ٹوٹ گیا۔ردا صدمے سے چیخی۔۔۔

ہاشم جو کروٹ کے بل لیٹ رہا تھا آنکھیں کھولتا جھٹکے سے اٹھا بال بکھرے ہوئے آنکھوں میں نیند بھری وہ اسے گھورنے لگا۔۔۔

اٹھارہ سالہ ردا اپنے پچیس سالہ ماموں زاد بھائی کو گھورتا پا کر کانوں کو پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

سوری ہاشم بھائی وہ حماد نے کہا شرط لگا لو ہاشم بھائی گھوڑے گھدے بیچ کر سوتے ہیں نہیں اٹھیں گے اتنی جلدی۔۔۔

ردا جلدی سے کہتی باہر کی طرف بھاگی جب غصے میں حماد پردے کے پیچھے سے نکل کر اسکے

پیچھے جانے لگا۔۔

یکدم ہاشم کی آواز پر حماد گھبرا کر روکا۔۔۔

تم جانتے ہو مجھے یہ فضول حرکتیں پسند نہیں ہیں اور یہ شرطیں لگانا کہاں سے سیکھی ہیں تم نے

ہاں۔۔۔

آئیندہ شرطیں لگاتے دیکھا نہ تو ٹانگیں توڑ دوں گا جاؤ اب یہاں سے اور ایک منٹ رو کو مجھے

سوتے سے اس طرح جگانے کی آئندہ کوشش کی تو اچھا نہیں ہو گا بھا گو اب

ہاشم اچھی خاصی جھاڑ پلا کر دوبارہ اپنے نرم گرم بستر پر لیٹا جب ایک بار پھر حماد کی آواز کانوں

میں پڑی۔۔

مجھے کیوں ڈانٹ رہے ہیں ردا کی بچی نے خود شرط لگائی تھی اور ہاشم بھائی ایک ہفتہ ہو گیا ہے

پاکستان واپس آئے آپ ہمیں سی ویو نہیں جانے دے رہے

گھر سے کون سا دور ہے ہم کتنے سالوں بعد واپس اپنے ملک آئے ہیں اور ردا کا تو جائز حق ہے

دیکھنے کا وہ تو زندگی میں پہلی بار آئی ہے نا بے فکر رہے وہاں جا کر کوئی ڈوب نہیں جائے گا

ایک ہی سانس میں حماد ناراضگی سے بولا۔۔۔۔

ہو گیا تمہارا اب جاؤ اور دروازہ بند کر کے جانا۔۔۔ہاشم سپاٹ لہجے میں کہتا دوبارہ رضائی لیکر

کروٹ بدل گیا۔۔۔

ابّو زندہ ہوتے تو وہ کبھی ہمیں منا نہیں کرتے۔۔۔حماد افسردگی سے کہتا تیزی سے کمرے سے

چلا گیا۔

جب کے ہاشم آنکھیں کھولے کتنی ہی دیر ساکت پڑا رہا آنکھ کے کنارے سے آنسوں نکل کر کنپٹی پر سے بہتے ہوئے بالوں میں جذب ہونے لگے۔۔۔

جھٹکے سے اٹھتا بیدردی سے اپنی دونوں انکھوں کو رگڑ لیا جیسے سارے آنسوں ختم کر دینا چاہتا ہو۔۔

کتنا مشکل تھا اپنے آنسوؤں کو چھپا کر مسکرانا۔۔۔اپنے درد کو اپنے تک ہی محدود رکھنا۔۔۔

دو مہینے ہاں دو مہینے ہی تو گزرے ہیں اپنے باپ کے شفقت انکے محبت بھرے لمس سے محروم ہوئے

ایک روڈ ایکسیڈنٹ نے باپ اور ردا کے باپ کو نگل لیا۔۔گھر میں بڑے بیٹے ہونے کی وجہ سے ساری ذیمداری اس پر آگئی کے پھوپھو کا بیٹا پندرہ سال کا ہے۔۔۔

!! ٹھک ٹھک ٹھک

یکدم دروازے کی دستک نے اسے ہوش کی دنیا میں لا پٹخہ چہرے پے ہاتھ پھیرتے وہ جلدی سے اٹھا۔۔۔

نگہت بیگم دروازہ کھولتے مسکراتی ہوئیں اندر داخل ہوتیں اسکے مقابل جا کھڑی ہوئیں۔۔۔

میں اٹھانے ہی آرہی تھی۔۔۔نگہت بیگم بولتیں اسکے چہرے کو غور سے دیکھنے لگیں۔۔۔

تم رورہے تھے؟

نہیں امی وہ ردا اور حماد نے کچی نیند سے جگا دیا۔۔۔

ہاشم آنکھوں کو مسلتے ہوئے کہنے لگا جب نگہت بیگم نے ہاتھ بڑھا کر اسکا ہاتھ پکڑا۔۔۔

ماں کو بنانے کی ضرورت نہیں ہے میں جانتی ہوں بس تمھارے منہ سے سننا چاہ رہی تھی۔۔۔

نگہت بیگم نے نرم لہجے میں کہا ہاشم نے ضبط کرتے سر جھکا لیا۔۔

امی ابّو کو اتنی جلدی نہیں جانا چاہیے تھا ابھی تو مجھے انکے کندھے سے کندھا ملا کر چلنا تھا اور وہ دو گھروں کی ذیمداری میرے کندھوں پر ڈال کر مجھے تنہا چھوڑ گئے۔۔ میں میں کیسے کرونگا سب کبھی جو میں خود ٹوٹ گیا کیسے سنبھالوں گا امی۔۔۔ ہاشم کہتا روتے ہوئے اپنی ماں کے گلے لگ گیا۔۔۔

نگہت بیگم نے سختی سے آنکھیں میچ کر اپنے آنسوؤں کو بہنے سے روکا بیٹے کو حوصلہ وہمت دینے کے لئے خود کو مضبوط کرنا تھا۔۔۔۔

صبر کرو بس بیٹا رونے سے تو تم کمزور ہو جاؤ گے اور کس نے کہا تم اکیلے ہو میں ہوں تمھارے بھائی ہیں نہ۔۔۔ چلو جاؤ فرہش ہو کر آؤ میں ناشتہ لگاتی ہوں جاؤ۔۔

نگہت بیگم گال تھپتھپا کر کمرے سے چلی گئیں جب کے

ہاشم لمبی سانس لیتا باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

رات کے دو بجے کا وقت تھا وہ اور اسکے اسکول فرینڈز جن کی دوستی عمر کے ساتھ گہری ہوتی

چلی گئی تھی۔دائرے کی شکل میں صوفوں پر بیٹھے درمیان میں دو تین شیشے رکھے ان سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔ کلب کی نیلی مدھم لائیٹ جس میں ہر طرف دھواں ہی دھواں تھا۔۔کان پھاڑ دینے والا میوزک بج رہا تھا ڈانس فلور پر ایک طوفانِ بدتمیزی مچی ہوئی تھی۔۔

گھر جانے کا ارادہ ہے یا یہیں پڑے رہنا ہے۔۔۔ریحان منہ سے دھوئیں کو گول دائرے کی شکل میں ہوا میں چھوڑتے ہوئے ارتضیٰ سے بولا۔

جو لبنیٰ کے ساتھ چپک کر بیٹھا کان کے قریب جھکا جانے کونسی باتیں کر رہا تھا۔۔۔بدمزہ ہوتا ریحان کی آواز پر اسے دیکھا۔۔۔

نہیں یار ابھی تو رات باقی ہے۔۔۔۔ارتضیٰ آنکھ دبا کر کہتا ایک ہاتھ جو لبنیٰ کے پیچھے رکھا تھا اسکا گال سہلانے لگا۔۔

ریحان اور شمائل نے معنی خیز نظروں نے مسکرا کر دونوں کو دیکھا۔۔۔

چلو ٹھیک ہے میں تو چلا ورنہ میرے باپ نے گھر میں انٹری بینڈ کر دینی ہے۔۔۔۔ریحان کہتے ہوئے اٹھا شمائل بھی اسکے ساتھ ہی کھڑا ہو گیا۔۔۔

میں بھی چلتا ہوں کباب میں ہڈی نہیں بننا۔۔۔شمائل کہتے ہی ریحان کے ساتھ جانے لگا جب ارتضیٰ نے زور سے کہا بل دیکر جاؤ دونوں اپنا۔۔

کبھی خود بھی ہم پر خرچ کر دیا کر ریحان جل کے کہتا پیسوں کو ٹیبل پر پٹخ کر نکل گیا۔۔

دونوں کے جاتے ہی ارتضیٰ لبنیٰ کے ساتھ کلب سے نکلتا اسے لئے ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔۔

کمرے کا دروازہ وا کرتی وہ دبے قدموں چلتی بیڈ کی طرف بڑھی لمبے گھنے بال جو کمر سے نیچے تک لہرا رہے تھے۔۔

دونوں ہاتھوں میں کالی چوڑیاں پہنے مسکراہٹ دبائے رضائی میں گھسی دنیا و مافیا سے بیگانہ سوتی تعدیل کو دیکھ کر مسکرائی۔ پھر جھک کر اسکے ماتھے کو چوما تعدیل کسمسا کر رہ گئی۔

تہذیب مسکرا کر سیدھی ہوئی ہاتھ بڑھا کا رضائی کو ایک ہی جھٹکے سے اتارا۔

تعدیل زور سے چیخ مارتی حواس باختہ سی اٹھ بیٹھی۔۔۔۔

آپی آپ نے ڈرا دیا ابھی میرا ہارٹ فائل ہو جاتا اففف اتنا پیارا خواب دیکھ رہی تھی ہائے۔۔۔

تعدیل منہ بنا کر کہتی آخر میں شرمائی۔۔۔

تہذیب مسکراتی ہوئی اسکے سامنے بیٹھی۔۔

اچ اچھا کک کیا دد دی دیکھا۔۔۔

ہاہ آپ دلہن بنی ہوئی ہیں اور آپ کا حسین شہزادہ دولہا آپ کا ہاتھ تھام کر اپنے ساتھ لیکر جا رہا ہے لیکن آپ کی وجہ سے سب غائب۔۔۔تعدیل مسکرا کے بولتی منہ پھولا کر اسکی گود میں سر رکھ کر لیٹ گئی۔۔ جس کے چہرے سے یکدم مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔

پ پپ پاپا پاگل ک کک کچ کچھ ب بھی بو بولتی ہو مم مجھ ج جیسی ہک ہکلی س سس سے ک کک کون ش شا شادی کک کر کرے گا۔۔۔

تہذیب اپنا مذاق اڑاتے ہوئے بولا۔۔

تعدیل جھٹ اٹھی اسکے دونوں ہاتھوں کو تھام کر منہ بنا کر بولی۔۔

ایسے مت کہیں آپ بہت خوبصورت ہیں اور ہکلانا یہ کوئی ایسی بھی بڑی بات نہیں ہے آپ دیکھئے گا آپ کا جب شہزادہ آئے گا نہ وہ آپ اور آپ کے دل سے محبت کرے گا نہ کے آپ کے ہکلانے سے۔۔۔تعدیل پر یقین لہجے میں کہتی مسکرا کر اسکے گلے لگ گئی۔۔۔

بب بہت س سس سمجھ سمجھدار ہو ہو گئی ہو کک کہا کہاں سے سی سیکھیں ی یہ ب با باتیں۔۔۔

تہذیب آنکھ کا کونہ صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

ہاہاہاپی میں ہوں کیوں کے سمجھدار۔۔۔تعدیل ہنس کر بولی جس پر تہذیب بھی ہنس دی۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہاشم بھائی آپ آفس جارہے ہیں؟ ہدبر ہاشم کو دیکھتا تیزی سے اپنے بھائی کی طرف بڑھا جو تھری پیس سوٹ میں تیار گاڑی میں بیٹھ رہا تھا۔۔۔

دراز قد سرخ و سفید ہینڈسم ہاشم وقاص جسے دیکھتے ہی لمحے بھر کے لئے نظر ٹھہر جاتی تھی روک کر اپنے بھائی کو دیکھنے لگا۔۔۔تینوں بھائی ہینڈسم تھے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے حماد جو دونوں بھائیوں سے عمر میں چھوٹا تھا باپ کی ڈیتھ کے بعد بہت حساس ہو گیا تھا۔۔

لیکن کہتے ہیں۔۔۔قسمت۔۔۔پریشانیاں۔۔۔بے سکونی۔۔۔۔نا ذات دیکھتی ہے نا ہی رنگ روپ۔۔۔

ہاشم و قاص جو بچپن سے ہی سنجیدہ اور اکھڑ مزاج کا تھا اب بھی ویسے ہی تھا۔۔

ہاں کیوں کوئی کام ہے؟ سنجیدگی سے کہتا دروازہ واپس بند کرتا اسکے قریب بڑھا۔۔۔

جی وہ حماد کہہ رہا ہے کے ہمیں سی ویو جانا ہے پھر وہیں سے مکڈونلڈس جائیں گے ضد کررہا ہے۔۔۔ہدبر ہچکچا کر اتنا ہی بولا۔۔

ٹھیک ہے تم بھی چلے جاؤ پر خیال رکھنا۔۔۔ہاشم نے کہتے ہوئے والٹ نکال کر پیسے دیے۔۔

میں کچھ دنوں میں تم چاروں کا اکاؤنٹ بنواتا ہوں تاکہ مسلئہ نہ ہو۔۔۔ہاشم خود ہی اسکا گال تھپتھپا کر کہتا گاڑی میں بیٹھنے لگا۔۔۔

ہاشم بھائی اسکی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے آپ ہیں نا۔۔ہدبر یکدم بولا۔۔

ابھی نہیں ہے لیکن بعد میں ہو سکتا ہے شاید مجھ سے مانگنا پسند نا آئے۔۔ہاشم کہتا گاڑی میں بیٹھ کر چلا گیا۔

ہدبر کافی دیر بیرونی گیٹ کو دیکھتا رہا۔۔

!! ٹھک ٹھک ٹھک

ہاشم جو فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا دروازے کی دستک پر سر اٹھایا۔

جہاں احمد صاحب اور ارتضیٰ دونوں اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔

ہاشم اپنے ماموں کے احترام میں فائل بند کر کے کھڑا ہو گیا۔۔

السلام علیکم ماموں بیٹھیں۔۔

وعلیکم اسلام برخوردار کیسے ہو؟اور نگہت باجی ٹھیک ہیں نا۔۔احمد صاحب اسے دیکھتے ہوئے مسکراتے ہوئے پوچھنے لگے

جب کے ارتضیٰ اسے دیکھ کر اندر اندر حسد کی آگ میں جل رہا تھا۔۔ بچپن کی حسد کینہ آج بھی قائم تھی بلکہ آج اتنے سالوں بعد اسے دیکھ کر حسد سے بڑھ کر کچھ اور محسوس ہو رہا تھا نفرت ہاں نفرت اسکے وجود سے اسکے چہرے سے۔۔۔

یکدم ہی ارتضیٰ ان دونوں کے بیچ میں بول اٹھا۔۔

تمہاری تو قسمت چمک گئی پڑھائی مکمل کرتے ہی سیدھا پھوپھا کی سیٹ پر بیٹھ گئے زبردست کیوں ابّو۔۔۔۔۔

احمد صاحب کو گھورتا پاکر ارتضیٰ سر جھٹک کر چپ ہو گیا۔۔۔

ہاشم نے سختی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔بہت مشکل سے غصّے پر وہ قابو پاسکا۔۔۔

دیکھ لو پھر قسمت ہاشم نے دانت پیستے اسی کی طرح طنز کیا۔۔۔

ہونہہ !ارتضیٰ ہنکار بھرتا تیزی سے کرسی سے اٹھ کر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا شیشے کا بھاری دروازہ کھولتا باہر نکل گیا۔۔

ارتضیٰ کے نکلتے ہی بہت دیر آفس میں خاموشی رہی۔۔

آپی چلیں آئیس کریم کھا کراتے ہیں میں ابو سے اجازت لے کرا گئی ہوں۔۔۔ چلیں چلیں چلیں۔۔۔۔

تعدیل تیزی سے کچن میں آتی تہذیب کا ہاتھ کھینچ کر لے جانے لگی۔۔۔

اب ابھی نا نہیں۔۔۔ تہذیب ہاتھ میں پکڑے ٹماٹر کو رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

بینش بیگم شام کی چائے بناتے ہوئے اپنی دونوں بیٹیوں کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔۔۔

کتنی مشکل سے تہذیب کو وہ پھر سے نارمل کر پائیں تھیں۔۔۔۔

کوئی نہیں وہی نہیں ابّو نے کہ دیا ہے چلیں ڈرائیور انکل گاڑی اسٹارٹ کر چکے ہیں اے سی بھی چلا چکے ہیں چلیں نا میرا بہت دل کر رہا ہے۔۔۔۔ تعدیل کے اس طرح کہنے پر تہذیب اور بینش بیگم ہنس دی۔۔۔

ہاہاہا جاؤ چلی جاؤ ورنہ جان نہیں چھوڑے گی یہ۔۔۔ بینش بیگم نے ہنس کر کہا تہذیب ٹھیک ہے کہتی اسکے ساتھ کچن سے نکل گئی۔۔۔

ہیلو ریحان۔۔

ابھی میں بلکل ٹھیک نہیں ہوں فلیٹ آ رہا ہوں

کیا وہیں ہو؟ٹھیک ہے پہنچ رہا ہوں۔۔۔اوکے۔۔۔ارتضیٰ غصّے میں کانپتا کال ڈسکنیکٹ کرتے سعد کے گھر کی طرف بڑھ گیا۔۔

سعد بگڑا ہوا امیر زادہ جس کا کام لڑکیوں اور ہر طرح کا نشہ کرنا تھا۔۔۔جواب ارتضیٰ بھی کرنے لگا تھا یہی وجہ تھی کے غصّہ کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔۔

ایک سال پہلے ہی ان سب کی یونیورسٹی میں دوستی ہوئی تھی۔۔۔۔

اسی نے ارتضیٰ کے دماغ میں لبنٰی کے لئے گند بھرا تھا اور ارتضیٰ احمد اسکے کہے پر عمل کرتا لبنٰی کو استعمال کر رہا تھا۔۔۔

برائی کی طرف کھینچ کر لانا نہیں پڑتا اسکے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔۔۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

آپی گھوریں تو نہیں مجھے تھوڑی پتہ تھا بیچ راستے میں گاڑی خراب ہو جائے گا۔۔۔۔

تعدیل تہذیب کے گھورنے پر کندھے اچکا کر کہتی دروازہ کھول کر باہر نکلی۔۔۔

تہذیب بھی اپنی طرف کے دروازے سے اتری۔۔۔

ک کہا کہاں جج جا رہی ہو۔۔تہذیب ہکلا کر کیتی اسے دیکھنے لگی جو روڈ کی طرف دیکھ رہی تھی۔

ک کیا د دیکھ رہی ہو۔۔

کوئی گاڑی تاکہ ہم ان سے مدد لے سکیں یا تو ہمیں گھر تک لفٹ دے دیں یا ہماری گاڑی کو

ٹھیک کر دیں۔۔۔

تعدیل مزے سے کہتی ارد گرد دیکھنے لگی جب کے تہذیب سر جھٹک کر رہ گئی۔۔۔

پانچ منٹ ہی گزرے تھے جب دور سے گاڑی کی ہیڈلائیٹس دیکھ کر تعدیل چہکی۔۔۔

ڈرائیور انکل کوئی گاڑی آرہی ہے آپ روکیں۔۔۔

جی ٹھیک ہے آپ دونوں گاڑی میں بیٹھ جائیں۔۔۔ڈرائیور کے کہنے پر دونوں جلدی سے گاڑی میں بیٹھیں۔۔۔

ہاشم جو گاڑی چلاتے اپنی کنپٹی کو ہلکے ہلکے دو انگلیوں سے دبا رہا تھا کسی شخص کو روڈ کے کنارے لفٹ مانگتے دیکھ کر اپنی گاڑی روکی۔۔

ہاشم کے گاڑی روکتے ہی ڈرائیور اسکے پاس گیا۔۔۔

کالے شیشے ہونے کی وجہ سے تہذیب اندر بیٹھے شخص کو نہیں دیکھ سکی۔۔۔

جب ڈرائیور نے آکر شیشہ بجایا۔۔۔

ک کک کیا ہو ہوا۔۔ تہذیب نے ہکلا کر پوچھا۔۔

بیٹی وہ کہ رہے ہیں کے ڈیفنس کے علاقے میں اس وقت کوئی مکینک نہیں ملے گا اگر مناسب لگے تو لفٹ دے دیتے ہیں وہ بھی اسی علاقے میں رہائش ہیں۔۔۔ڈرائیور نے تصیلاً بتایا۔۔۔

ٹھیک ہے چلیں۔۔۔۔تعدیل کہتے ہی گاڑی سے اتری۔۔۔ تہذیب گھبرا گئی۔۔۔

تاتا تعدیل نن نہیں جا جانے ک کک کون ہو۔۔۔

آپی ڈرین مت ڈرائیور انکل ہیں نہ ساتھ اور اس سنسان سڑک سے اچھا ہے نہ اب چلیں۔۔۔

ہاشم نے فرنٹ شیشے سے پیچھے دیکھا جہاں دو لڑکیاں خاموش سے بیٹھی تھیں۔۔۔۔

ڈرائیور نے بیٹھتے ہی اسے ایڈریس سمجھا دیا تھا۔۔۔

پورے راستے گاڑی میں خاموشی چھائی رہی تہذیب نے سختی سے تعدیل کا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔۔۔

یکدم گاڑی رکی تہذیب کانپ گئی سر اٹھا کر دیکھا تو پر سکون سانس خارج کی۔۔

ہاشم جو اسے دیکھ رہا تھا اسکی حرکت پر آہستگی سے مسکرا دیا۔۔

بہت بہت شکریہ بیٹا آپ کا۔۔۔ڈرائیور کہتا گاڑی سے اترا۔۔تعدیل اتر کر کھڑکی کی طرف آئی۔

تھینک یو بھائی۔۔۔

یور ویلکم۔۔۔ہاشم نے مسکرا کر تعدیل کو جواب دیا۔

تہذیب جو جلدی سے اتر رہی تھی گھبراہٹ میں دروازے کے ساتھ ڈوپٹے کا کنارہ بھی پھنسا لیا۔۔۔

تعدیل جو کہتے گیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی تہذیب بھی اسکے پیچھے تیزی سے جانے لگی لیکن ڈوپٹے کی وجہ سے لڑکھڑا کر رکنا پڑا۔

ہاشم گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا ہی تھا۔۔۔تہذیب ڈر گئی۔۔۔

ررررو کیں۔۔۔۔تہذیب نے ہکلا کر زور سے کہا ہاشم نے روک کر اسے دیکھا پھر اسکے

ڈوپٹے کو۔۔

تہذیب اسے دیکھنے لگی جو اسی کو دیکھ رہا تھا پھر اتر کر گاڑی کے دروازے سے ڈوپٹہ آزاد کروایا۔۔

تھ تھینک ی یو۔۔۔۔ تہذیب شکریہ کہتی جلدی سے بھاگی جیسے وہ ابھی اسے پکڑ لے گا۔۔۔
جب کے ہاشم کی نظروں میں چھم سے کسی کا عکس لہرایا۔۔۔۔

آپی کتنے پیارے تھے نہ؟

ک کک کون؟ تہذیب نے پلٹ کر پوچھا جو شب خوابی کے لباس میں کھڑی بالوں کو سلجھا رہی تھی۔۔

ارے وہی جنہوں نے ہمیں لفٹ دی ہے افف آپی اتنی جلدی بھول گئیں۔۔ تعدیل اٹھ کر بیٹھتی حیران ہوتے ہوئے بولی۔

ن نہیں یاد ہے۔۔۔

شکر ہے ورنہ مجھے لگا تھا پھر سے یاد کروانا پڑے گا ویسے آپی وہ میرڈ تو نہیں لگ رہے تھے۔۔ تعدیل گھٹنوں پر تھوڑی ٹیکاتے ہوئے پرسوچ انداز میں بولی۔

اف تا تعدیل ف فض فضول م مت بو بولنا ش شر شروع ہو ہو جا جان نا۔۔۔ تہذیب نے گھورتے ہوئے وارن کیا۔

نہیں میں تو ایسے ہی پوچھ رہی تھی مجھے کیا لیکن اگر وہ سنگل ہوئے تو۔۔۔۔

ت تت توان انگیجڈہ ہو سک سکتے ہیں۔۔۔ تہذیب نے صوفے سے کشن اٹھا کر اسے مارا اور باتھ روم گھس گئی تعدیل کے فضول سولوں سے بچنے کا ایک ہی راستہ تھا۔۔

ہاشم ابھی تک جاگ رہے ہو۔۔۔ نگہت بیگم کی آواز پر اسنے ہاتھ میں پکڑی سونے کی چین کو جلدی سے اپنی مٹھی میں دبایا۔۔

ابھی سونے ہی لیٹ رہا تھا۔۔۔ہاشم نے پلٹ کر جواب دیا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ نگہت بیگم کہ کر جانے لگیں جب ہاشم نے روکا۔۔

آپ کو کوئی کام تھا؟ ہاشم کی بات پر نگہت بیگم نے اسے دیکھا۔۔

ہاں وہ دراصل تمھارے ماموں کا فون آیا تھا وہ کہ رہے تھے پارٹنر شپ ختم کرنا چاہتے ہیں.. نگہت بیگم نے ہچکچا کر کہا ہاشم کو جھٹکا لگا۔۔

پر ماموں تو آج آفس آئے تھے انہوں نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی۔۔۔ہاشم حیران ہوتے ہوئے بولا۔

شاید تم سے کہنا اچھا نہ لگ رہا ہو۔۔۔

کیا مطلب ہے امی کہنا اچھا نہ لگ رہا ہو لیکن وہ جو کر رہے ہیں وہ اچھا لگ رہا ہو گا۔۔ ہاشم چڑا۔۔۔

یہ بھی مشورہ بھابھی اور میرے بھتیجے نے ہی دیا ہو گا خیر اچھا ہے ایسے رشتوں سے بہتر ہے بندا

خاموشی سے کنارہ کشی کر لے۔۔۔

نگہت بیگم نے سر جھٹک کر کہا جب کے ہاشم انھیں دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

چپ ہوں گرتو نہ سمجھ کے غافل ہوں میں

اپنوں کے رویوں سے بخوبی واقف ہوں میں !!(امرحہ)

تعدیل چھت سے نیچے اؤ۔۔ پتہ نہیں یہ لڑکی اتنی دھوپ میں کیا کرنے پہنچ گئی ہے پھر آکر کچھ ٹھنڈا پینا ہے کا شور مچاتی ہے جس میں سادا پانی تو ہر گز ہوتا ہی نہیں ہے تہذیب ذرا کان کھینچ کر لیکر اؤ۔۔

بینش بیگم بولتی ہوئی کچن میں داخل ہوئیں۔۔۔

امی کان کھچوانے کی زحمت مت کریں میں خود آگئی آپی پلیز شربت کولڈ ڈرنک شیک کچھ بھی دے دیں گرمی لگ گئی مجھے تو۔۔۔ تعدیل ماتھے پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی۔

لو سنو۔۔۔ بینش بیگم کہتیں کچن سے نکل گئیں جب تعدیل تہذیب کے قریب آئی۔

آپی ہمارے برابر والے بنگلے میں نئے لوگ آئے ہیں ایک لڑکی بھی ہے میری عمر کی۔۔۔

تعدیل نے رازداری سے بتایا تہذیب نے مسکرا کر اس کے سر پر چپت لگادی۔۔

ج جاجاسوسی م مت مت کروورنہ م امی ک کو ب بتادوں گ گی۔۔۔ تہذیب مصنوع گھوری سے بولی۔

تعدیل منہ پھولا کر کچن سے نکل کر لان میں نکل گئی۔۔

ہاشم تم کہاں چلے گئے؟ کیوں چلے گئے۔۔۔ کیا تم کبھی نہیں ملو گے۔۔۔۔ جانتے ہو سب نے کہا تم ملک سے چلے گئے کبھی نہیں اؤ گے اور میں کتنی دیر یقینی و بے یقینی کی دہلیز پر کھڑی رہی۔۔ شاید مجھ سے مذاق کیا گیا ہو مگر نہیں میں تو سب کے لئے ایک اینٹر ٹینمنٹ تھی جس کا دل کرتا میرے ہکلانے کا مذاق اڑا کر سب کے ساتھ مل کر قہقہے لگاتا۔ تم نہیں تھے وہاں میرے لئے لڑنے والے تمھارے جانے کے بعد سب نے بات کرنا چھوڑ دی۔۔۔ میں اکیلی رہ گئی۔۔

آج پھر تم یاد آرہے ہو دیکھو کیسی بیوقوفی ہے میں آج تک اسی امید میں ہوں کے کبھی تم ملو گے۔۔ مجھے دیکھ کر مسکراؤ گے۔۔۔۔ کتنی کوشش کی تمہے بھولنے کی کے وہ تو ہمارا بچپن تھا لیکن بچپن بھی بھلا کوئی بھول سکتا ہے۔۔

جیسے آج بھی وہ رات جب یاد آتی ہے تو اپنی چیخیں بے بسی کانوں سے لہو ٹپکانے لگتی ہے۔۔۔

کوئی اس قدر سفاک کیسے ہو سکتا ہے ہاشم؟ سب کو لگتا ہے عمر کے ساتھ میں سب بھول گئی۔۔ لیکن میں کچھ بھی نہیں بھولی اپنی بے بسی کیسے بھول سکتی ہوں؟

ہاں میں بہت بے بس ہو گئی تھی اللّٰہ سے دعا ہے کوئی معذور پیدا نہ ہو کے اس دنیا کے لوگ بڑے ظالم ہیں۔۔

تہذیب!! باپ کی آواز سنتے ہی تہذیب نے صفحہ پلٹا قلم رکھ کر اپنے باپ کو دیکھا۔۔۔

جج جی۔۔۔

کیا بات ہے سوئی نہیں ابھی تک؟ عاصم صاحب ہمیشہ کی طرح رات میں اپنی بیٹیوں کو دیکھنے ضرور آتے تھے۔۔

سس سو رہی ہوں بب بس۔۔۔ تہذیب مسکرا کر کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

عاصم صاحب نے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا کر سر پر پیار کیا۔۔

چلو سو جاؤ۔۔۔اسے دیکھو کیسے سو رہی ہے۔۔۔عاصم صاحب ہنس کر بولتے کمرے سے نکل گئے۔۔

تہذیب نے تعدیل کو دیکھا جو پورے بستر پر پھیل کر لیٹی ہوئی تھی منہ تھوڑا سا کھولا ہوا تھا۔۔

تہذیب کو ہنسی آنے لگی۔۔

آگے بڑھ کر اسے ٹھیک کیا رضائی اڑائی پھر چلتی ہوئی اسٹڈی ٹیبل کے پاس آئی اور ہمیشہ کی طرح صفحے کو پھاڑ کر کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔

ہاشم بھائی آپ کو پتہ ہے ماموں لوگوں نے گھر بدل لیا ہے۔۔۔ہدبر نے ہاشم کے بیٹھتے ہی اسے بتایا۔

جانتا ہوں یہیں آگے لیا ہے۔۔۔ہاشم نے نارمل انداز میں ناشتہ کرتے ہوئے کہا۔۔

پارٹی دی ہے دوستوں اور دور پرے کے رشتے دار بھی آئیں گے۔۔ نگہت بیگم نے سلائس پر مکھن لگاتے ہوئے بتایا ہاشم کے ماتھے پر بل پڑے۔۔

ہنہہ پارٹی آپ کو نہیں لگتا میلاد اور قرآن خوانی کروانی چاہیے تھی۔۔۔ وردہ بیگم یکدم بول "اٹھیں۔۔۔

پھوپھو ہوتے ہیں کچھ لوگ جو دنیا میں کھو کر دین کو بھلائے بیٹھے ہیں لیکن دوسروں کے سامنے ان سے زیادہ دین دار کوئی نہیں ہوتا اور امی آپ لوگ چلے جایئے گا میری طرف سے ہاشم کہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔ معذرت۔۔۔

ناشتہ تو پورا کرو۔۔۔

کر لیا امی چلتا ہوں اللہ حافظ۔۔۔ ہاشم کہتا لاونج عبور کرتا چلا گیا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیسا لگا ہمارا بنگلہ؟ نیلم بیگم اپنی سلک کی ساڑی کا پلو ٹھیک کرتے گردن اکڑا کر پوچھنے لگیں جی کا گلہ آگے پیچھے سے گہرا تھا سلیولس پہنے بے جھجک کھڑی تھیں۔۔

ماشاءاللہ بہت خوبصورت ہے۔۔ نگہت بیگم نے مسکرا کر نرم لہجے میں کہا۔۔۔

تھینک یو نگہت باجی۔۔۔ آپ یہ دیکھیں نیکلس ڈائمنڈ کا ہے احمد نے آج ہی گفٹ کیا ہے اور خود پیار سے مجھے پہنایا ہے۔۔۔ نیلم نے پھر اترا کر بتایا۔۔۔

ان سے کچھ ہی فاصلے پر ردا اور حماد اپنے قہقہے روک رہے تھے۔۔۔

New Era Magazine

حماد یہ کیا ہے۔۔۔ردا سر گوشی میں بولی۔۔

یہ ہماری تازی تازی امیر ممانی ہاہاہا۔۔۔۔حماد کہ کر ہنسا جب کسی نے اسکا کان پکڑا۔۔

کون ہے۔۔۔حماد بری طرح چونکا۔

تمہارا بھائی اب چلو یہاں سے دونوں ہاشم بھائی آئے ہیں۔۔۔

کیا لیکن وہ تو نہیں آرہے تھے نہ؟ حماد حیران ہو کر پوچھنے لگا۔۔۔

ہاں شاید ماموں نے کال کی تھی اب چلو۔۔۔ہد بر نے کہتے ہوئے چلنے کو کہا۔۔

اچھا امی کو تو بتادوں رو کیں۔۔۔حماد کہتا نگہت بیگم کی طرف بڑھ گیا جب کے ہد بر عجیب بولتا ردا کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اس حلیے میں آنے کا مقصد؟ کیا دکھانا چاہتے ہو کے بہت زمے دار انسان ہو؟ ہاشم جو تھکن کے باوجود اپنے ماموں کے کہنے پر آفس سے سیدھا یہیں آگیا تھا ارتضیٰ کے کہنے پر ضبط کر کے رہ گیا۔۔

ارتضیٰ احمد کبھی کبھی تم مجھے ذہنی بیمار لگتے ہو اسلئے مجھ سے جتنا ہو سکے دور رہا کرو یہ نا ہو تمہاری بیماری کا علاج کیے بغیر میرا ہاتھ اٹھ جائے۔۔۔۔

ہاشم اسکے گریبان کو ٹھیک کرتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔

اس سے پہلے ارتضیٰ غصّے میں پاگل ہوتا ریحان اور لبنیٰ بیچ میں آگئے۔ ریلکیس گائیز کیوں لڑ

رہے ہو؟

اپنے دوست کا علاج کرواؤ یا مجھے ماموں سے کہنا ہوگا۔۔۔ہاشم نے ریحان کو دیکھ کر کہا ار تضیٰ غصّے سے کانپنے لگا۔

یو باسٹرڈ۔۔۔۔

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

آپی چلیں۔۔۔تعدیل لان سے دوڑتی ہوئی تہذیب اور اپنے مشترکہ کمرے میں میں داخل ہوئی۔

ک کہاں؟

چلیں تو بتاتی ہوں۔۔۔تعدیل جلدی میں اسکا ہاتھ تھام کر لان کی دیوار کی طرف لے گئی جہاں دوسرے بنگلے کا بیرونی گیٹ اور لان نظر آرہا تھا۔۔۔

تعدیل کرسی رکھ کر چڑھی۔۔۔تہذیب نے بھی اسکی پیروی کی۔۔

چونکہ تہذیب کا قد پانچ دو تھا تبھی اسے پنجے کے بل کھڑا ہونا پڑا۔۔۔

ارے آپی یہاں تو جنگ چل رہی ہے ابھی تو سب ٹھیک ہے آپ کو پتہ ہے کل جس نے لفٹ دی وہ بھی ہیں یہاں۔۔۔

ت تم ان نے یہ ہر حرکتیں ک کہاں۔۔۔۔

اف آپی بعد میں ڈانٹیے گا وہ کیا پنچ مارا ہے۔۔۔تعدیل اسکی بات کاٹ کر پرجوش سی بولی۔۔

جہاں ہاشم نے ارتضیٰ کے منہ پر پنچ مارا تھا اس سے قبل لڑائی طویل ہو جاتی ہد بر حماد نے اپنے بھائی کو پکڑ لیا۔

ہاشم بھائی چھوڑیں۔۔۔ہد بر زور سے چیخا تہذیب جو انہی کی طرف متوجہ ہو چکی تھی ہاشم نام سن کر ساکت رہ گئی۔۔

ہاہاشم نن ہاہاشم کک کسی اوار کا نانام بب بھی ہو ساسک سکتا ہے۔۔۔تہذیب بڑبڑانے لگی جب نگہت بیگم کو دیکھ کر پہچانے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

زیادہ فاصلہ نہ ہونے کی وجہ سے صاف دیکھ رہا تھا۔۔۔

ہاہاشم۔۔۔سرگوشی میں کہتی وہ کرسی سے جلدی اترنے کے چکر میں گھاس پے قدم رکھتے ہی یکدم گری۔۔۔

آپی۔۔۔تعدیل جو دوسری طرف ہوتی لڑائی سے لطف اندوز ہو رہی تھی دھپ کی آواز پر پیچھے دیکھا جہاں گھاس پر تہذیب گری ہوئی تھی۔۔

ہاہاآپی آپ کیوں گر گئیں آپ کو پنچ تھوڑی مارا ہے۔۔۔تعدیل زور سے ہنس کر بولی۔۔۔

تہذیب اسے گھورتے ہوئے اپنے پاؤں کی پرواہ کیے بغیر دوبارہ کرسی پر کھڑی ہو کر ہاشم کو دیکھنے لگی۔۔

تمہاری جرّت کیسے ہوئی ہمارے ہی گھر میں کھڑے ہو کر ہمارے ہی بیٹے پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔ نیلم بیگم غصّے سے ہاشم کے مقابل کھڑے ہو کر چیختے ہوئے بولیں۔۔

ہاشم کے ساتھ نگہت بیگم وغیرہ بھی شوکڈ رہ گئے۔۔۔

نیلم۔۔۔ نگہت بیگم کی آواز حلق میں دب کر رہ گئی زندگی میں پہلی بار نیلم کا اس طرح کرنا ان سب کو حیران کر گیا تھا۔۔

کیا نیلم ہاں اپنے بیٹے کو تمیز سکھائیں کے دوسروں کے گھروں میں اکر اس طرح اپنی اوقات نہیں دکھائی جاتی۔۔۔

نیلم بس بہت ہو گیا ہمارا تماشامت بناؤ اور ہم کسی نہیں ہیں میرے بھائی کا گھر ہے آپ۔۔۔

بھائی کا تھا ہے نہیں جیسے رخصت ہو کر آپ اپنے شوہر کے گھر گئی ہیں نہ جواب اس دنیا میں بھی نہیں ہیں ویسے ہی اب یہ گھر میرے شوہر کا ہے وہ تو شکر ہے بروقت احمد نے اپنا کاروبار الگ کر لیا

ورنہ جسے تمیز نہیں ہے وہ کیا کاروبار چلائے گا۔۔۔ نیلم بیگم نگہت بیگم کی بات کاٹ کر زہر اگل رہی تھیں یکدم ہاشم کی برداشت ختم ہو گئی۔۔

بس بہت بول چکیں آپ اور بہت سن لیا ہم نے آپ ہماری اوقات کی بات کر رہی ہیں جب کے آپ خود۔۔۔ چٹاخ

اچانک زوردار تھپڑ گال پے لگنے سے ہاشم چپ ہو گیا ایک سکوت تھا جو ہر جانب پھیل گیا تھا۔۔۔

دیوار کے ساتھ جو تعدیل اور تہذیب کھڑی تھیں وہیں سن رہ گئیں یکدم تعدیل کرسی سے اتر کر کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

آپی میں اندر جارہی ہوں۔۔۔تعدیل اسے کہ کراندر کی طرف بڑھ گئی کے وہ اتنے ہینڈسم بھائی کو پیٹتے نہیں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔

تہذیب کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا اسے تکلیف ہورہی تھی ہاشم کے لئے لیکن وہ کچھ نہیں کرسکتی تھی۔۔

ہاشم گال پے ہاتھ رکھے اپنی ماں کو دیکھنے لگا جس نے پہلی دفع اسے مارا تھا ہاشم کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔۔

ماں کا دل کتنا نرم تھا کے مار کر خود بھی آنسوں بہارہی تھی۔۔۔ہاشم کا دل کٹ کر رہ گیا۔۔۔

چلو اپنے گھر۔۔۔نگہت بیگم بہت مشکل سے بول پائیں۔۔

احمد صاحب سر جھکا کر کھڑے تھے جب کے ارتضیٰ اپنے دوستوں کے ساتھ دور کھڑا مسکرارہا تھا۔۔۔

تہذیب ہاشم اور اسکی فیملی کو جاتا دیکھتی بنا کچھ سوچے سمجھے بھاگتی ہوئی گیٹ سے باہر نکلی۔۔۔

ہاشم تیزی سے گاڑی کی طرح بڑھتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تہذیب ڈوپٹہ سر پر لیتی نگہت بیگم کی طرف بڑھی۔

جو خاموش آنسوں بہاتیں وردہ بیگم کا ہاتھ پکڑے گاڑی میں بیٹھنے لگی تھیں۔۔

آآن آنٹی۔۔۔تہذیب کی آواز پر نگہت بیگم نے پلٹ کر دیکھا جہاں ایک لڑکی آنسوؤں سے تر

چہرہ لئے انھیں دیکھ رہی تھی۔۔

بھائی یہ کون ہے۔۔۔ہد برنے اچھنبے میں اپنی ماں کے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھا ہد بر کے کہتے ہی سب نے گردن گھوما کر دیکھا۔۔

ہاشم جو رونے سے خود کو روک رہا تھا اسے دیکھتے ہی دروازے کھول کر باہر نکلا۔۔

کیا ہوا بیٹی؟ کون ہو۔۔۔نگہت بیگم آنسوں صاف کرتے ہوئے بولیں وہ اسے پہچانی نہیں تھیں یکدم کیسے پہچان جاتیں اس وقت نو سال کی بچی کو دیکھا تھا۔۔۔

ہاشم کے گاڑی سے اترنے پر تہذیب نے اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

امی آپ بیٹھیں ہاشم نے اپنی ماں کو دیکھ کر کہا نگہت بیگم اسے دیکھتیں گاڑی میں بیٹھ گئیں جب ہاشم اسکی طرف پلٹا۔۔

کیا بات ہے آپ کیوں اس طرح با۔۔۔۔

ہاہاشم۔۔۔۔یکدم تہذیب اسکے بیچ میں بول پڑی۔۔

ہاہاشم ت تم آ گئے واواپس۔۔۔تہذیب روتے ہوئے ہکلا کر بولی جب کے ہاشم سن رہ گیا تہذیب ہاں وہ اسکی تہذیب تھی جسے وہ کبھی بھولا نہیں تھا۔۔۔

اس سے قبل ہاشم کچھ کہتا پیچھے سے گارڈ آ گیا۔

میڈم جی اندر چلیں عاصم صاحب نے آپ کو باہر نکلتے دیکھ لیا ہے مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔۔

"آتی ہو ہوں۔۔۔تہذیب آنسوں پوچھتی ہاشم کو یکھ کر مسکرائی ہاشم جو ایک قدم آگے بڑھنے لگا تھا ہارن کی آواز پر رو کا۔۔

میڈم۔۔۔گارڈ نے دوبارہ بیزار لہجے میں کہا اسے ابھی صرف سونا تھا۔۔

جاؤ تہذیب۔۔۔ہاشم خود پر قابو پاتے مسکرا کے کہتا گاڑی میں بیٹھا۔۔۔

تہذیب نے پلٹ کر گارڈ کو گھورا ایک بار پھر پلٹ کر اسے دیکھا جو گاڑی اسٹارٹ کرتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

تہذیب کے دیکھتے ہی گاڑی زن سے لے گیا۔

گھر پہنچتے ہی سب لاؤنج میں ہی بیٹھ گئے۔۔۔۔ہر کوئی اپنی اپنی سوچوں میں الجھا تھا۔۔یکدم نگہت بیگم نے رونا شروع کر دیا۔

ہاشم نے اپنی ماں کو دیکھ کر ہونٹ بھینچ لیے جس کا آخری رشتہ بھی آج ختم ہو گیا۔

نگہت چپ ہو جاؤ ایسے بے حس لوگوں کے لئے رویا نہیں جاتا۔۔۔وردہ بیگم نے ردا سے پانی کا گلاس لے کر انھیں تھماتے ہوئے کہا۔۔۔

میں کیوں روؤں گی ان کے لئے جن لوگوں نے ایک دم ہمیں دو کوڑی کا کر دیا وردہ۔۔۔۔آج تک میرے بیٹوں نے اپنے ماں باپ سے بدتمیزی نہیں کی اور یوں بھری محفل میں میری اور میری اولاد کی اس قدر توہین۔۔۔۔

اور میرا بھائی چپ کھڑا تھا جس کے ہر دکھ سکھ میں میں اسکی باجی اسکے ساتھ کھڑی رہی آج اپنی بیوی کو خاموش نہ کروا سکا نا اپنے بیٹے کو کچھ کہنے کی ہمت پڑی ہاہ کیسے پڑتی کے وہ اسکی اولاد تھی۔

میرا تو شوہر بھی نہیں رہا چلا گیا مجھے تنہا کر گیا کاش میں بھی اسکے ساتھ ہی چلی جاتی۔۔۔نگہت

بیگم ٹوٹے ہوئے لہجے میں کہتی روتی چلیں گئیں۔۔۔

امی پلیز اللہ نہ کرے اپکا سایا ہمیشہ ہم پر سلامت رہے ہم ہیں نا آپ کے بیٹے۔۔۔ ہاشم نگہت بیگم کے سامنے گھٹوں کے بل بیٹھتا دونوں ہاتھوں کو تھام کر بولا۔۔۔

اور میں بھی تو ہوں۔۔۔ ردا بھی جھٹ بولی۔

ردا کی بچی میں اور ہدبر بھائی بھی ہیں۔۔۔۔ حماد جو صوفے سے اٹھ کر نگہت بیگم کے پاس جا کر کہنے والا تھا یکدم ردا کے بولنے پر چڑا۔۔

میں خود بول سکتا ہوں۔۔۔ ہدبر نے حماد کو گھورتے ہوئے کہا۔۔

ہاں تو میں نے بول دیا نا۔۔ حماد کندھے اچکا کر بولا۔

نگہت بیگم آنسوں صاف کرتی ہنس دیں۔۔ نگہت بیگم کو ہنستا دیکھ کر سب نے سکون بھاری سانس لی۔۔

ہاشم بیڈ پر چت لیٹا ہاتھ میں پکڑی سونے کی چین کو دیکھ رہا تھا یکدم تہذیب کا سراپا آنکھوں میں لہرایا۔ چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔

تہذیب۔۔۔۔ ہلکے سے اسکا نام لیتے اسنے سونے کی چین کو اپنے لبوں سے چھوا۔۔۔

جب دروازہ نوک ہوا۔۔۔ تیزی سے اٹھ کر چین کو اسکی جگہ پر رکھا۔۔۔

کون ہے؟

ہاشم بھائی میں۔۔۔ہد بر نے دروازہ سے اندر جھانکتے پوری بتیسی نکال کر کہا۔

کیا ہوا مسکرا کیوں رہے ہو۔۔۔ہاشم نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

بس ماشاءاللہ ہنس مکھ بھائی ہے اپکا۔۔۔ہد بر کہتا اسکے بیڈ پر لیٹا۔۔۔

اچھا تو ہنس مکھ بھائی آپ یہاں کیا کرنے آ گئے ہیں جا کر آرام فرمائیں کل میرے ساتھ آفس چلنا ہے۔۔۔

ہاشم کہ کر اسکے چہرے کو دیکھنے لگا کیوں کے ہاشم نے یہ فیصلہ خود سے کیا تھا کے اب خود ہی مل کر اپنے باپ کے بزنس کو پروان چڑھانا ہے۔۔۔

ہد بر یکدم سنجیدہ ہوا۔۔۔

میں بھی آپ سے یہی کہنے والا تھا ویسے بھی پڑھائی کے بعد ابّو کا بزنس ہی سنبھلنا تھا۔ہد بر ہونٹ کاٹتے ہوئے سر جھکا کر بولا۔۔۔

جھوٹ بلکل اچھا نہیں بولتے تم۔۔۔۔میں اکیلا ہوں اور مجھے تمھاری ضرورت ہے حماد کی پڑھائی ابھی رہتی ہے ورنہ شاید میں اسے کہتا میں جانتا ہوں تمہیں ابھی ان سب جھمیلوں میں نہیں پڑھنا تھا ابّو کے بقول تم ابھی چھوٹے ہو پہلے میرا نمبر ہے۔۔ہاشم کہتے ہوئے ہنسا ہد بر مسکرا کر اپنے بھائی کے گلے لگ گیا۔۔

اچھا ہاشم بھائی ایک بات تو بتائیں وہ لڑکی کون تھی؟ہد بر الگ ہوتا شرارت سے بولا۔۔

کون سی لڑکی؟ہاشم نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

ہاشم بھائی بنیں مت وہ جو آپ کو دیکھ کر مسکرا رہی تھی اور کتنی حسین مسکراہٹ۔۔۔اچھا اچھا گھوریں مت ایز آ بہن کہ رہا ہوں۔

ہدبر اسکے گھورنے پر بات بدل کر کہتا کھڑا ہو گیا۔۔۔

مار کھاؤ گے چلو نکلو اب۔۔۔ہاشم اپنا قہقہہ ضبط کرتے ہوئے مصنوعی روعب سے بولا۔۔

اچھا جا رہا ہوں لیکن اگر ایسا سین ہے تو ابھی بتا سکتے ہیں۔۔۔ہدبر کہتے ہی تیزی سے کمرے سے نکلا ہاشم مسکراتا بیڈ پر لیٹا۔۔

تم سے کیسے ملا جائے معصوم بلی۔۔۔ہاشم بڑبڑاتے ہوئے سوچنے لگا ۔۔۔

آپی۔۔۔تعدیل تہذیب کے پاس بیٹھتے ہوئے مشکوک نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

ہمم ک کک کیا ہو ہوا۔۔۔

کل سے آپ اکیلے اکیلے مسکرا رہی ہیں کیا بات ہے کہیں جن کا سایا تو نہیں ہو گیا۔۔۔تعدیل نے آنکھیں پھیلا کر تہذیب سے کہا جو اسکی بات پر پھر مسکرا دی۔۔۔

ہیں کہیں سچ میں تو جن نہیں چمڑ گیا۔۔۔رکیں ذرا تعدیل فکر مندی سے کہتی سر پر ڈوپٹہ اوڑھ کر اس پر دم کرنے لگی جو اسے دیکھ کر کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔۔

پپ پاگل ک کک کچھ ن نہیں ہو ہوا مم م مجھے۔۔۔تہذیب نے اسکے بازو پر چپت لگا کر کہا۔۔ سچ میں نہ آپی۔۔۔۔

ہاہاں۔۔۔تہذیب نچلا ہونٹ دبا کر بولی۔۔جب بادلوں کی گڑ گڑاہٹ پر دونوں لان کی طرف دوڑیں بارش کی دونوں ہی دیوانی تھیں۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ابے یار یہ بارش کہاں سے شروع ہو گئی۔۔۔ارتضیٰ جو لان میں ریحان کے ساتھ بیٹھا تھا جھنجھلا کر اندر کی طرف بڑھنے لگا جب کھلکھلانے کی ہلکی آواز اسکے کان میں پڑی۔۔۔

کیا ہوا رو ک کیوں گیا۔۔۔ریحان نے پلٹ کر اسے کہا۔۔۔

تو چل میں آیا۔۔۔ارتضیٰ نے ڈرائنگ روم کی طرف اشارہ کیا ریحان کندھے اچکا کر اندر بڑھ گیا۔

ارتضیٰ اسکے جاتے ہی دیوار سے پار دیکھنے کی کوشش کرنے لگا پھر چڑ کر چھوٹے سے اسٹول پر کھڑا ہوتا چھپ کر دیکھنے لگا جہاں دو لڑکیاں بارش میں کھڑی ہنس رہی تھیں۔۔۔

ارتضیٰ کی نظر جسے ہی تعدیل پر پڑی اسکی نظریں تعدیل کے سراپے میں ہی اٹک کر رہ گئی۔

ارتضیٰ احمد جو بچپن سے ہی خوبصورت چیزوں کو پسند کرتا تھا اور جب دل بھر جاتا یا تو پھینک دیتا یا چھوڑ دیتا۔۔

تعدیل اس سے پانچ سال چھوٹی تھی لیکن ارتضیٰ کو اس سے کوئی گرز نہیں تھا۔۔۔

جتنی دیر وہ دونوں لان میں رہیں اتنی ہی دیر ارتضیٰ چھپ کر آنکھوں میں حوس لئے اسے دیکھتا رہا اسے یہ بھی بھول گیا کے اپنی طرح کا ہی دوست اسکے گھر اسکے ہی ڈرائنگ روم میں موجود

ہے۔

ہاشم بھائی کیا ضرورت تھی بارش میں آفس جانے کی موسم انجوئے بھی نہیں کیا اب تو روک بھی گئی۔۔۔

ہدبر جو پورے راستے بارش کے روک جانے کا اور اپنے آفس جانے کا افسوس کر رہا تھا ہاشم کے گاڑی روکنے پر پہلے اسے دیکھا پھر باہر۔۔۔

ہاشم بھائی ماموں کے گھر کے پاس کیوں روکی گاڑی۔۔۔

ہدبر نے پریشانی سے اپنے بھائی سے پوچھا جو گاڑی سے اتر کر اسی طرف آیا۔۔۔

اترو۔۔۔۔۔

ہیں پر آپ ماموں۔۔۔ ہدبر اور زیادہ حیران ہوا۔۔

اففففف یار میں وہاں نہیں جا رہا تم اترو اور بلکل چپ کر کے چلو اور خبردار بیچ میں بولے۔۔۔

ہاشم اسے ہدایت دیتا عاصم صاحب کے گھر کی طرف بڑھا یکدم ہدبر چونکا۔۔۔

اوہ اب سمجھا۔۔۔ ہدبر پرجوش ہو کر بولا جب ہاشم نے اسے گھورا۔۔۔

اچھا نہیں سمجھا ویسے کون ہیں یہ لوگ؟ ہدبر پر سوچ انداز میں ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا

ہاشم اسکے کندھے پر زور سے پنچ مارتا گیٹ کی جانب بڑھ گیا۔

آپ دونوں بیٹھیں صاحب آتے ہیں۔۔۔ ملازمہ ہاشم اور ہدبر کو ڈرائنگ میں بیٹھا کر چلی گئیں۔

ہاشم بھائی ہم یہاں کیوں آئے ہیں اور ہم دو ہٹے کٹے مسٹنڈو کو اس گارڈ نے کیسے اندر آنے دیا۔۔ہدبر نے بے صبری اور حیرت سے پوچھا۔

شش! چپ نہیں رہ سکتے تم بعد میں بتاتا ہوں۔ہاشم ابھی بات ہی کر رہا تھا جب عاصم صاحب ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے۔۔۔دونوں احتراماً صوفے سے کھڑا ہو گئے۔

السلام علیکم انکل۔۔۔۔ہاشم نے جلدی سے سلام کیا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔بیٹھو بچوں۔۔۔

جی شکریہ وہ ایکچولی انکل ہم وقاص شیخ کے بیٹے ہیں؟ آپ کے دوست جو امریکا شفٹ ہو گئے تھے آپ سے چار پانچ دفع باہر ملاقات بھی ہوئی تھی۔۔۔ہاشم انھیں تفصلاً بتانے لگا جو یاد کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

وقاص۔۔۔عاصم صاحب نام دوہراتے ہوئے سوچنے لگے ۔۔۔

آپ کو یاد نہیں آ رہا انکل جب آپ کی بیٹی دکان نہیں بیک مطلب بیکری جا رہی تھی۔۔۔

ہاشم غور سے عاصم صاحب کو دیکھتا یاد کروانے کی بھرپور کوشش کر رہا تھا جب کے ہدبر تھوڑی کے نیچے ہاتھ ٹکائے کبھی اپنے بڑے بھائی کو دیکھتا جو ضرورت سے زیادہ بولتا نہیں تھا لیکن اب۔۔

یا کبھی انکل کو دیکھتا جو بھرپور طریقے سے ایسے یاد کرنے کی کوشش کر رہے تھے جیسے امتحان کا پرچہ کرنے بیٹھے ہوں۔۔۔

اففف کیسے یاد کرواؤں تہذیب کا نام لیا تو کہیں کچھ غلط سمجھ کر گھر سے ہی نہ نکلوا دیں۔۔

ہاشم ابھی سوچ ہی رہا تھا جب اچانک عاصم صاحب خوش ہوتے ہوئے پرجوش لہجے میں بولے۔

اچھا اچھا یاد آ گیا وقاص انھیں کیسے بھول سکتا ہوں میری بیٹی کی حفاظت کی تھی ورنہ جانے کہاں چلی جاتی۔۔۔عاصم صاحب خوش ہوتے ہوئے بولے۔

ماشاءاللہ کتنے وقت بعد دیکھا ہے جوان ہو گئے۔۔

جی انکل بلکل عمر تو بڑھتی ہی ہے ویسے یہ ہاشم بھائی ہیں بڑے اور پھر میں ہوں ہدبر نام ہے میرا ایک اور بھائی بھی ہے مجھ سے چھوٹا حماد نام ہے۔۔۔

آپ کبھی آئیں نا گھر یا ہم آتے جاتے رہیں گے آپ کے بیٹوں جیسے ہیں کیوں ہاشم بھائی۔۔۔

اس سے قبل ہاشم کچھ بول پاتا ہدبر جھٹ آگے کو ہوتا نان اسٹوپ بولتا چلا گیا۔۔پھر چپ ہوا تو ہاشم کو دیکھا جو صبر کے گھونٹ بھر کے رہ گیا تھا۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ اور تمھارے ابّو نہیں آئے بیٹا۔۔۔عاصم صاحب نرم لہجے میں مسکراتے ہوئے ہاشم سے پوچھنے لگے عاصم صاحب کو وہ دونوں بہت پسند آئے۔۔۔

عاصم صاحب کے پوچھنے پر ہاشم کے چہرے پر سایہ سا لہرایا دونوں نے ہی نظریں جھکا لیں

تھیں۔

اوہ انکل ابّو کا دو مہینے پہلے ہی روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا۔۔ہاشم ضبط سے بتا کر سر جھکا کر بیٹھ گیا جب کے عاصم صاحب کے چہرے سے یکدم مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔

عاصم صاحب نے اٹھ کر ہاشم کا کندھا تھپتھپایا۔۔انھیں حقیقتاً سن کر دکھ پہنچا تھا۔۔

بس بیٹا صبر ہی کر سکتے ہیں ہم انسان۔۔۔زندگی اور موت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے۔۔

اچھا تم دونوں آرام سے بیٹھو میں تمہاری آنٹی کو بلا کر لاتا ہوں۔۔۔عاصم صاحب کہتے ہی ڈرائنگ روم نکل گئے۔۔

عاصم صاحب کے نکلتے ہی تعدیل جو اندر آتے ہوئے دونوں کو دیکھ کر تجسس میں لگ گئی تھی سر پر ڈوپٹہ لیتے ہوئے دروازے سے اندر جھانکنے لگی۔

اسلام علیکم ہاشم بھائی۔۔۔تعدیل آہستہ آواز میں بنا اندر داخل ہوئے ہی بولی۔۔۔

ہاشم اور ہدبر دونوں نے چونک کر دیکھا۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ہاشم بولتے ہوئے کھڑا ہوا۔۔

تم کون ہو؟ہدبر نے جواب دینے کے بجائے دلچسپی سے اسے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

تعدیل کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

کیوں بتاؤں؟اور ہاشم بھائی کل وہ۔۔

ایک سیکنڈ کل کیا ہاں کہیں تم وہیں تو نہیں تھی لیکن تمہے تو میں نے دیکھا ہی نہیں

تھا۔۔۔تعدیل کی بات مکمل ہونے سے پہلے ہی ہد بر نے پھر کہا جب کے ہاشم دونوں کو ہی گھور کر رہ گیا۔۔۔

بس ہد بر چپ رہو اور تم۔۔ہاشم یکدم سوچنے لگا اسکا نام۔

ہاشم بھائی میں اپنا نام کسی ایرے غیرے کے سامنے نہیں بتاؤں۔۔

تعدیل تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔اچانک بینش بیگم کی آواز پر تعدیل زبان دانتوں میں دبا گئی ہد بر مصنوعی کھانسی کھانسنے لگا جب کے تعدیل جل بھون گئی۔

امی وہ یہ وہی ہیں اس دن جنہوں نے ہمیں لفٹ دی تھی اچھا میں آتی ہوں شاید آپی بلا رہی ہیں۔۔ تعدیل بوکھلا کر کہ کر تیزی سے بھاگی۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اگلے کچھ دن تہذیب اور ہاشم کے دن بے چینی میں گزرے جب کے دوسری طرح ارتضیٰ کسی طرح تعدیل کو اپنے جال میں پھنسانے کا سوچ رہا تھا۔۔۔

جب کے ہد بر کے خیالوں میں اپنی اور تعدیل کی پہلی ملاقات نہیں بھول رہی تھی۔۔۔شاید وہ اسے اچھی لگی تھی۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کیا بات ہے آج کل لبنیٰ سے نہیں مل رہا کہیں دل تو نہیں بھر گیا۔۔۔سعد سگریٹ کا کش لگاتا

کمینگی سے بولا۔۔

ہاں۔۔۔ کیوں کے اس سے بھی دلکش چیز ملی ہے لیکن ابھی تک میری بات بھی نہیں ہوئی تم کوئی آئیڈیا دو۔ارتضیٰ اسے دیکھتے ہوئے بے چینی سے بولا۔۔۔

ہاہاہاواہ یار میں تو سمجھا تھا تیرے لئے لڑکی کو پھنسانا کوئی مشکل نہیں ہوگا پر یہ میں کیا سن رہا ہوں۔۔۔ہاہاہا۔۔۔سعد قہقہے لگا تھا مذاق اڑانے لگا ارتضیٰ خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔۔

اتنا بھی مشکل نہیں ہے میں تو صرف بتا رہا تھا دیکھ لینا کچھ ہی دنوں میں میری باہوں میں ہوگی اسکے لئے جو بھی کرنا پڑا نا ارتضیٰ احمد وہ بھی کر گزر جائے گا۔۔۔

ارتضیٰ غصّے سے انگلی اٹھا کر بولتا لمبے لمبے ڈاگ بھرتا فلیٹ سے نکل گیا۔۔۔

ہنہ سالے کو بڑی اکڑ ہے دیکھنا اپنی اس انا اور جوش میں پٹے گا بری طرح۔۔۔سعد جل کر سامنے بیٹھی لڑکی سے بولا۔۔۔

شام کا وقت تھا جب ہاشم اور ہدبر آفس سے آئے تھے۔

ابھی گاڑی سے اترے ہی تھے کے لان کی کرسی پر بیٹھی ردا نے زور سے آواز دی۔۔۔

ہاشم کا موڈ بلکل ٹھیک نہیں تھا تبھی بنا متوجہ ہوئے اندر جانے لگا یکدم تعدیل کی آواز پر قدم جیسے وہیں رہ گئے۔۔

پلٹ کر لان کی طرف دیکھا جہاں رد احماد کے ساتھ تعدیل اور تہذیب کرسیوں پر بیٹھی تھیں

New Era Magazine

کتنے ہی لمحے اسے یقین کرنے میں لگے جب یقین آیا تو کھل کا مسکراتا انکی طرف آیا۔۔۔

السلام علیکم ہاشم بھائی ہو گئے نہ شاک۔تعدیل مسکرا کر بولی۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔ہاشم تہذیب کو کن اکھیوں سے دیکھتا تعدیل کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا

وعلیکم اسلام کیسی ہو؟ ہدبر نے اسکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے زور سے کہا۔۔۔

جی ٹھیک ہوں۔۔۔تعدیل بے ناک چڑھا کر کہا جب تہذیب نے ہاشم کو سلام کیا۔۔۔

ہاشم اسے جواب دیتا اسے ہی دیکھنے لگا۔۔۔

ہاشم بھائی امی ابو بھی آئے ہیں اندر ہیں۔۔۔تعدیل نے مسکرا کر بتایا۔۔

اوہ اچھا ٹھیک ہے میں مل کر آتا ہوں۔۔۔ہاشم کہتے ہوئے اندر جانے لگا۔۔۔

تہذیب آپی چلیں آپ لوگوں کو میں اپنا روم دکھاتی ہوں۔۔ردا کہ کر دونوں کو لیجنے لگی

جب دروازے کے قریب ہاشم روک کر انکے قریب انے کا انتظار کرنے لگا۔۔

تہذیب کے گزرنے پر ہاشم نے جلدی سے اسکا ہاتھ پکڑ کر چھوڑ کر جاتے جاتے پلٹ کر

شرارت سے مسکرایا جو اسکی حرکت پر گھبرا گئی تھی۔۔۔

پھر مسکرا کر اپنے ہاتھ کو چھو کر اسکا لمس محسوس کرتی جلدی سے سیڑیوں کی طرف بڑھی جہاں

دونوں باتیں کرتے ہوئے جا رہی تھیں۔۔

ہاشم واش روم سے نکلتا تو لئے سے اپنے گیلے بال رگڑتا ڈریسنگ کے سامنے کھڑا ہو کر بالوں کو

ہاتھ سے ہی سیٹ کرنے کے بعد پرفیوم لگانے لگا۔

بلیک شرٹ کے آستین کو کہنوں تک فولڈ کرتے اپنی مکمل تیاری کا جائزہ لے رہا تھا۔

جب ردا کی باتوں کی آواز آئی شاید وہ نیچے جا رہی تھیں۔۔

چھت پر چلتے ہیں بادل آئے ہوئے ہیں لگتا ہے بارش ہو گی۔۔ردا تیز تیز دونوں کو بول کر سیڑیوں کی جانب جا رہی تھی۔۔

تہذیب جو خاموشی سے دونوں کے پیچھے خاموشی سے جا رہی تھی جب اچانک کسی نے اسکے ہونٹوں پر اپنا مضبوط ہاتھ رکھ کر کمرے میں کھنچا۔۔۔

ہاشم کی حرکت پر تہذیب تھرا کر رہ گئی آنکھوں کے ساتھ سوچیں کہیں پیچھے چلیں گئیں۔۔۔

یہی تو ہوا تھا اسکے ساتھ سختی سے لبوں کو دباتے اسے بستر پر بے دردی سے پھینکا تھا جیسے وہ کوئی بے جان کھلونا ہو۔۔۔

آنکھوں کو سختی سے میچے آنسوں لڑیوں کی طرح گالوں پر لڑھک گئے ہاشم جو اسکے کان میں سرگوشی کرنے لگا تھا۔

ہاتھ پر نمی محسوس کرتے حیران ہوا۔۔ہاتھ اسکے لبوں سے ہٹا کر چلتا اسکے سامنے آیا جو ہونٹ بھینچے رو رہی تھی۔

ہاشم کتنی دیر اسے دیکھتا رہا چہرے پر مسکراہٹ کی جگہ سنجیدگی نے لے لی۔۔۔

ہاتھ بڑھا کر باری باری دونوں گالوں پے بہتے آنسوں صاف کرنے لگا۔۔۔تہذیب نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اپنے اتنے قریب ہاشم کو دیکھ کر رونے میں شدّت آئی۔۔۔

ہاتھ ہٹا کر ہاشم نے گہری سانس لی۔۔۔سوری مجھے نہیں پتہ تھا تم میرے اس عمل سے ہرٹ

ہو۔

نن نہیں م میں ت تم تم تمہاری و وجہ س سے ن نہیں رو رار ہی۔۔۔ تہذیب یکدم بیچ میں بولتی بہت مشکل سے اپنی بات مکمل کر سکی کے رونے کی وجہ سے ہکلاہٹ پر قابو نہیں ہو پاتا۔۔

جب کے ہاشم سکون سے اسکی بات سن رہا تھا۔۔اسکا یوں اٹک اٹک کر بولنا کبھی بھی اسے اسکا مذاق بنانے یا اڑانے کا باعث نہیں بنا۔۔۔وہ اسے ایسے ہی پسند کرتا تھا جانے یہ پسند محبت میں بدلی پتہ ہی نہیں چلا لیکن اتنا ضرور تھا اسکے بعد اسے کوئی دوسری لڑکی پسند نہیں آئی۔۔۔

ہوتے ہیں کچھ ایسی محبت کرنے والے۔۔۔۔۔

کوئی انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا اور جو یہ سمجھتے ہیں وہ بیوقوف۔۔۔ غرور و تکبّر میں جی رہے ہوتے ہیں۔۔

اے مٹی کے بندے تیرا اور میرا رب ایک ہی ہے

ہمم پھر اس طرح رونے کا مطلب مجھے لگا ابھی مجھے تھپڑ پڑ جائے گا۔۔۔ہاشم کہہ کر ہلکا سا مسکرایا۔۔

اایک بابات پو پوچھوں ؟ تہذیب اسکی بات پر ہلکا سا مسکراتی آنسوں پوچھتے ہوئے بولی۔۔

ایک کیوں جتنی دل کرے پوچھ سکتی ہو میں اب کہیں نہیں جانے والا۔۔۔ہاشم نے کہتے آہستہ سے اسکا ہاتھ تھاما۔۔

مج مجھے بابناب بتائے اامریکہ چاچلے گ گئے م میں ن نے ک کت کتنا س سب سب سے پوچھا

ک کوئی ماذاق کر رہاہوا اور وہ ارار تضیٰ جو دو دوست ۔۔۔

ششش ! سب کو چھوڑو اور ارتضیٰ وہ میرے ماموں زاد ہے وہ مجھے پسند نہیں کرتا اور رہا سوال تمہے بتائے بنا جانے کا تو اس میں غلطی تمہاری بھی ہے تم آئی ہی نہیں۔۔

کتنا انتظار کیا سوچا تھا کسی طرح ملوں لیکن وقت جیسے ریت کی طرح پھسلتا چلا گیا۔۔۔

ہاشم اسکے لبوں پر انگلی رکھتا جھک کر اسکی انکھوں میں دیکھتا بتانے لگا کے تہذیب بمشکل ہی اسکے کندھے تک تھی۔۔۔ تہذیب خاموش ہی رہی کیا بتاتی۔۔۔

ہاشم پھر کچھ کہتا اس سے قبل ہی ہدبر دروازہ پورا کھول کر اندر داخل ہوا۔۔۔

تہذیب نے گھبرا کر تیزی سے ہاشم کا ہاتھ چھوڑا جس نے دوبارہ پکڑ کر پیچھے کر اسکے آگے آ گیا۔۔

چھ چھو۔۔ چھوڑو۔۔۔۔ تہذیب نظریں جھکائے ہلکے سے بولی۔

اوہ وہ ہاشم بھائی میں آپ کو ہی بلانے آیا تھا بوندا باندی ہو رہی ہے۔۔ ہدبر بتیسی نکل کر کہتا شرارت سے دونوں کو دیکھنے لگا تہذیب اپنا ہاتھ چھڑوانے کی ناکام کوشش میں لگی ہوئی تھی۔۔

اچھا تو؟

تو لان میں ہیں سب میں جا رہا ہوں آ جائیں۔۔۔ ہدبر شرارت سے کہتے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

ہدبر کے کمرے سے نکلتے ہی تہذیب نے غصّے سے ہاشم کے ہاتھ کو کاٹا۔ ہاشم چیخ مارتا اسکا ہاتھ

چھوڑ کر اپنے ہاتھ کو سہلانے لگا۔۔

بڑی ہی خطرناک ہو یار۔۔۔ہاشم آنکھیں میں شرارتی چمک لئے مسکرا کر بولا۔۔

بے بے شرم۔۔۔تہذیب کہتی دروازے کی طرح بڑھی ہاشم کا قہقہ بے ساختہ نکل گیا۔

ہاہاہا اچھا رو کو تو او ئے بلی۔۔۔

ہاشم اسکے پیچھے جاتے ہوئے بولا لیکن تہذیب تیزی سے لان کی طرف چلی گئی۔۔۔۔

اگلے کہیں دن ہاشم آفس میں کام کی وجہ سے مصروف رہا ہد بر بھی اسکے ساتھ ہی ہوتا تھا۔۔۔۔

دوسری طرف بینش بیگم اور نگہت بیگم کا فون یا کبھی ایک دوسرے کی طرف آنا جانا ہونے لگا۔

تعدیل کی ردا کے ساتھ ساتھ حماد سے بھی دوستی ہوگئی یہ اتفاق ہی ہوتا جب کبھی دونوں بینش بیگم کے ساتھ جاتیں وہ دونوں ہی گھر پر موجود نہ ہوتے۔۔

اور یہی بات تہذیب کو کبھی کبھی غصّہ دلانے کا باعث بن جاتی۔۔۔

اس دن بھی یہی ہوا تہذیب گھر آتے ہی کمرے میں داخل ہوتی اوندھے منہ بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹی جب اسکے موبائل پر کال آنے لگی۔۔۔

ہاشم کالنگ دیکھ کر ناک چڑھا کر اسنے موبائل واپس بیڈ پر رکھ دیا جب واٹس ایپ پر میسج آیا۔۔

تہذیب نے لیٹے لیٹے ہی موبائل اٹھا کر میسج اوپن کیا جہاں ہاشم کا ہائے بلی کے آگے دل والے ایموجی بھی تھے۔۔

تہذیب نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرادی یکدم یاد آیا وہ دو گھنٹے پہلے ہی ناراض ہوئی تھی۔۔۔اس لیے بنا رپلائے کیے اس نے موبائل رکھ دیا۔

ہاشم جو آفس سے نکلتا ہدبر کے ساتھ پارکنگ لاٹ کی طرف بڑھتا تہذیب کا سین دیکھ کر بھی نو رپلائی تھا مسکرادیا۔۔۔

ناراض بعد میں ہو جانا پہلے میری بات سنو تمھارے لئے گڈ نیوز ہے۔۔۔ہاشم نے ٹائپ کر کے سینڈ کرتا گاڑی میں بیٹھا۔۔

تہذیب ہاشم کا آیا میسج پڑھ کر تجسس میں آگئی جلدی سے ٹائپنگ کرنے لگی۔۔۔

کیسی گڈ نیوز؟ٹائپ کرتے ہی اسنے سینڈ کیا۔ہاشم نے ہنسی دبا کر میسج کیا۔۔

کل تک کا انتظار کرو۔۔

ٹھیک ہے پھر میں کل تک کے لئے ناراض ہوں گڈ بائے۔۔۔

تہذیب میسج سینڈ کر کے موبائل رکھ کر کمرے سے نکل گئی جب کے ہاشم اہ بھر کے رہ گیا۔۔۔

بلی کہیں کی۔۔

ارے واہ آج کوئی آرہا ہے کیا؟تعدیل کچن میں داخل ہو کر پتیلوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔۔

ہاں تمہاری نگہت آنٹی اپنے بچوں کے ساتھ ڈنر پر آرہی ہیں۔۔۔ بینش بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔

تہذیب جو کچن کی طرف آرہی تھی سب کے انے کا سن کر مسکرانے لگی مگر یکدم ہی اسے یاد آیا وہ ناراض ہے اس سے۔۔

کیا واقعی آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا اور یہ ردا کی بچی نے بھی نہیں بتایا ٹھہریں ابھی اسکی خبر لیتی ہوں۔۔

تعدیل خوش ہوتی خود سے کہتی کچن سے نکل گئی۔۔۔

تہذیب اپنی الماری کے پٹ کھولے کھڑی سوچنے میں لگی ہوئی تھی جب بینش بیگم اسکے کمرے میں داخل ہوئیں۔

تہذیب نے پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھا جو مسکرا کر اسکے قریب آئیں۔۔

میں کچھ بات کرنے آئی تھی تم سے۔۔۔

ج جی۔۔۔

وہ دراصل نگہت بہن تمہارا ہاتھ مانگنے آرہی ہیں اپنے بڑے بیٹے کے لی۔۔۔ بینش بیگم کچھ ہچکچا کر اسے بتانے لگی جو انکی بات پر ساکت رہ گئی تھی۔۔

کتنے ہی لمحے وہ یونہی کھڑی رہیں جب کے بینش بیگم اسے بتا کر جا چکی تھی۔۔

رات کے آٹھ بج رہے تھے جب ہاشم لوگوں کی گاڑی بیرونی گیٹ سے اندھر داخل ہو رہی تھی۔

ارتضیٰ جو نیلم بیگم کے ساتھ مال سے واپس آرہا تھا گاڑی میں اپنی پھوپھو کی فیملی کو دیکھ کر نفرت سے سر جھٹکنے لگا جب اچانک تعدیل کا خیال آیا۔۔

یہ لوگ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔۔خود سے ہمکلام ہوتے اپنے گھر کے گیٹ سے اندر بڑھ گیا۔

جب کے دوسری طرف عاصم صاحب بینش بیگم کے ساتھ انکا استقبال کر رہی تھیں۔

ہاشم کی خوشی اسکے چہرے سے لگائی جاسکتی تھی جو بات بات پر مسکرائے جا رہا تھا۔۔

آنٹی میں تہذیب آپی اور تعدیل آپی کے پاس جاؤں؟ردا بینش بیگم کے پاس کھڑی ہو کر پوچھنے لگی۔۔

بینش بیگم کی اجازت ملتے ہی ردا ملازمہ کے ساتھ ڈرائنگ روم سے نکل گئی۔۔۔

ہاشم بے چینی سے پہلو پر پہلو بدل رہا تھا تہذیب کو دیکھنے کی کوئی ترکیب ابھی سوچ ہی رہا تھا جب ہد بر نے ہاشم کے کان میں سرگوشی کی۔۔۔

ہاشم بھائی اگر آپ کو ہماری ہونے والی بھابھی سے ملنا ہے تو چلیں۔۔۔

چلیں کیسے کیا سوچیں گے انکل آنٹی یہی تو مسئلہ ہے۔۔۔ہاشم نے گھور کر اسے کہا۔۔

میرے پاس بہت اچھا آئیڈیا ہے۔۔

اور وہ کیا ہے؟ ہاشم نے ایک آئی اچکائی۔۔

کان لائیں۔۔۔ہدبر اسکے کان کے قریب ہی ہو کر بولا۔

ہاشم اسے گھور کر رہ گیا جب کے ہدبر گدی پے ہاتھ پھیرتا ہنسی دبا گیا۔۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

لان میں ادھر سے ادھر ٹہلتے وہ اپنی سوچوں میں غرک تھا۔۔

رات کا وقت ہونے کی وجہ سے ہر طرف خاموشی کا راج تھا ایسے میں ساتھ والے بنگلے میں ہونے والی گفتگو اور قہقے اسکے کانوں میں پڑے۔۔

رک کر اندھیرے میں چھپ کر اس نے دوسری طرف دیکھا دیکھا جہاں اسکے کزنز کرسیوں پر بیٹھے تھے۔

جب تعدیل اور تہذیب کو انکے قریب آتے دیکھا ہاشم کے چہرے کی گہری ہوتی مسکراہٹ اسے لان میں جلتی لائٹ میں صاف دکھائی دے رہی تھی۔ جانے کیوں اسے دیکھ کر وہ احساسِ کمتری میں چلا جاتا تھا اور یہی احساس کمتری وقت کے ساتھ کچھ اور ہی رنگ لے آئی تھی۔

ارتضیٰ احمد ایسے لوگوں میں سے تھا جنہیں کچھ لوگوں سے خدا واسطے کا بیر ہوتا۔۔ جنہیں اپنے

سخت ناپسندیدہ لوگوں کی خوشیاں برداشت ہی نہیں ہوتی تھیں۔

ہاشم کی نظروں کے تعاقب میں اس نے تہذیب کے چہرے کو دیکھا جو اسکے دیکھنے پر بلش ہو رہی تھی۔۔۔اپنی خود ساختہ نفرت میں وہ تعدیل کو جیسے دیکھنا ہی بھول گیا اور پھر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا گاڑی میں بیٹھتے ہی زن سے گاڑی بھگا لے گیا۔۔۔

ہاشم بھائی ہماری ہونے والی بھابی کا منہ تو میٹھا کرواتے۔۔۔ہدبر نے اسکے قریب جھک کر سرگوشی میں شرارت سے کہا۔

تمہاری زبان زیادہ نہیں چل رہی ہے؟ ہاشم نے مصنوعی گھوری سے اسے دیکھا جو ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا۔

جب نظر تہذیب کے ساتھ بیٹھی تعدیل پر پڑی جو ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھی۔۔ہدبر اسے دیکھتے کھول کر مسکرایا تعدیل ناک چڑھا کر حماد کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔

نک چڑی چڑیلنی۔۔۔ہدبر چڑ کر کرسی سے اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔۔

ہدبر کے اٹھ کر جاتے ہی ہاشم نے اپنا بازو پھیلا کر کرسی پر رکھ کر تہذیب کو آئی بروا چکا کر اپنے برابر میں آکر بیٹھنے کے لئے اشارہ کرنے لگا۔۔

تہذیب نفی میں سر ہلا کر مسکرانے لگی۔

ہاشم اشارے میں ہی منت کرنے لگا جب کے تہذیب بار بار آہستگی سے سر نفی میں ہلاتی

مسکراہٹ دبا رہی تھی۔۔۔

دونوں ایک دوسرے سے دور بیٹھے بھی اشاروں میں لگے ہوئے تھے یہ جانے بغیر کے تعدیل ردا کے ساتھ حماد اور ہدبر (جو ہاتھ میں پیپسی سے بھرا گلاس تھامے آگیا تھا) دونوں کو دیکھ کر محظوظ ہو رہے تھے۔۔

اہم ارے حماد ذرا بات سننا۔۔۔

جی کہیں۔۔۔ حماد نے سر اٹھا کر پیچھے کھڑے ہدبر کو دیکھ کر کہا جو اشارے کرتے اندر کی طرف جا رہا تھا۔

حماد مسکراتے ہوئے اٹھ کر اسکے پیچھے گیا ردا اور تعدیل بھی خاموشی سے اٹھ کر اندر کیطرف تیزی سے جانے لگی۔۔۔

جب دروازے کے پاس ہی ہدبر اور حماد نے روک لیا۔۔۔

تہذیب نے نظر دائیں طرف گھمائی اور گھبرا کر کھڑی ہوتی لان میں چاروں طرف دیکھنے لگی۔

یہ یہ س سب کک کہاں چا چلے گئے۔۔۔ تہذیب نے کہتے ہی قدم بڑھائے جب ہاشم نے جلدی سے اسکی کلائی پکڑی۔۔

تہذیب کے دل کی کی دھڑکن یکدم تیز ہوئی۔۔۔

ہدبر نے پاس کھڑی ردا اور تعدیل کو دیکھا جو بنا آنکھیں جھپکائے لان میں ہاشم اور تہذیب کو

دیکھ رہی تھیں۔

ہدبر نے گلاس حماد کو دیا پھر آگے بڑھ کر دونوں کی آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

رداور تعدیل دونوں ہی نے گھبرا کر ہاتھ ہٹا کر پلٹ کر دیکھا۔۔

کیا بد تمیزی ہے۔۔۔تعدیل نے گھورا۔۔

شرم کرو بچی ہو کر دوسری بچی کو کیا سیکھا رہی ہو۔۔ہدبر نے کہتے ہی دوڑ لگائی جو اسکی بات پر حماد کے ہاتھ سے ادھا بھرا کولڈ ڈرنک کا گلاس اس پر پھینکنے والی تھی۔

لیکن اسکے بھاگتے ہی روک کر اسکے پیچھے بھاگی۔ہاشم نے کلائی پکڑے ہی اسے اپنے قریب کیا۔۔

یہ تم کل سے کس لئے ناراض تھی۔۔

م میری مرمرضی۔۔تہذیب اپنی کلائی چھڑواتے نیچے نظریں کے بولی۔

ہاہ!!یہ میری تیری مرضی ہمارے بیچ میں کہاں سے آگئی سیدھے سے بتاؤ کیوں ناراض تھیں۔

ہاشم نے جان پوچھ کر گھورتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

ززز بردستی۔۔۔۔

ہاں ہے زبردستی جلدی سے بتاؤ ورنہ یہی سے اٹھا کر لیجاؤں گا۔ہاشم نے ہونٹ دبا کر ہنسی ضبط کرتے ہوئے اسے کہا۔

تہذیب اسے حیرت سے دیکھنے لگی جس نے ابھی تک اسکا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔۔

ہاشم اسکی حیرت بھری نظروں میں جھانکتا اسکے ہاتھ کو اپنے دل کے مقام پے رکھتا اسکی پیشانی سے اپنی پیشانی ٹیکاتا دیکھتا رہا۔

جسے اپنی ہتھیلی پر ہاشم کے دل کی دھک دھک واضح محسوس ہو رہی تھی۔۔

تہذیب اتنی قربت سے سانس نہیں لے پا رہی تھی۔۔۔

آئی لو یو معصوم بلی۔۔۔ سرگوشی میں کہتا وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ چھوڑ کر دو قدم پیچھے ہوا۔۔

تہذیب ابھی تک اسکے اظہارِ محبت پر ساکت کھڑی تھی۔

جب پیچھے سے چیخنے کی آواز پر ہوش میں واپس آئی لمبی سانس لیتی تہذیب پلٹ کر دیکھنے لگی جہاں تعدیل ابھی تک ہاتھ میں گلاس لئے اسکے پیچھے بھاگ رہی تھی۔۔۔

حمادر داد دونوں ہنس رہے تھے جب کے ہاشم مسکراتے ہوئے اسکے پاس سے گزرتا دھیرے سے ہاتھ کو چھوتا اندر بڑھ گیا۔

تہذیب سرخ ہوتی اپنی بہن کو دیکھنے لگی جو ہد بر کے پیچھے بھاگتے بھاگتے ہلکان ہونے لگی تھی۔۔

تہذیب کو اسکی حالت دیکھ کر ہنسی آگئی۔

امی میری غلطی نہیں ہے وہ خود۔۔

چپ رہو شرم نہیں آتی گھر آئے بچے پر کولڈ ڈرنک پھینکتے، ہوئے۔۔۔ بینش بیگم نے اسکی بات کاٹ کر ڈانٹا وہ جولان میں شور سن کر آئیں تھیں۔

اپنی بیٹی کو ہدبر پر کولڈ ڈرنک پھینکتے دیکھ کر آگ بگولہ ہو گئیں۔۔۔

بچہ ؟امی یہ۔۔۔۔تعدیل حیرت سے آنکھیں پوری کھولے اپنے بائیں طرف کھڑے ہدبر کی جانب ارشارہ کرکے بولی۔

جو حماد اور ردا کے ساتھ کھڑا مسکراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

چپ !! چلو میرے ساتھ کچن میں۔۔۔بینش بیگم نے دوبارہ ٹوکا۔۔۔

تعدیل آگے بڑھتی ہدبر کو منہ چڑھاتی اندر کی طرح بڑھ گئی ردا بھی اسکے پیچھے ہی گئی۔۔۔

سوری بیٹا۔۔۔

ارے آنٹی کوئی بات نہیں ویسے بھی آج جوگنگ نہیں کی تھی دس منٹ دوڑیا۔۔ہدبر ہنستے ہوئے بولا۔۔۔ بینش بیگم مسکراتی ہوئی اندر چلی گئیں۔۔

گیارہ بجے تک وہ لوگ چلے گئے تھے۔۔۔جب کے بہت دیر تک تہذیب عاصم صاحب کے سینے سے لگی بیٹھی ہلکی آواز میں باتیں کر رہی تھی۔۔۔

جب بینش بیگم نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے تعدیل کی شکایت لگانی شروع کی تعدیل جو وہیں آرہی تھی الٹے قدموں چلتی پچھلے دروازہ سے لان میں نکل گئی۔۔۔

دونوں باپ بیٹی جو سنجیدگی سے انکی پوری بات سن رہے تھے انکے چپ ہوتے ہی ہنس دیئے۔۔۔

آپ ہنس رہے ہیں کیا سوچتا ہوگا بچہ کیسی لڑکی ہے۔۔۔

ہاہاہا! ارے بھئی بچے ہیں کوئی بات نہیں اس میں غصّہ کرنے والی کیا بات ہے۔۔۔عاصم صاحب نے ہنس کر کہا پھر سونے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

تہذیب مسکراتے ہوئے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

تع تعدیل ک کہاں چچ چلی گ گئی۔۔۔تہذیب کمرے میں اسے نہ پاکر بڑبڑائی جب اسکا موبائل رنگ ہوا۔۔

ہاشم کالنگ پڑھ کر جھٹ کال ریسیو کرتی وہ بیڈ پر ہی نیم دراز ہو گئی۔۔۔

تعدیل گھاس پر چہل قدمی کرتی سر جھکائے ہاتھ میں تھامے موبائل پر فیس بک یوز کر رہی تھی۔

یکدم اسے کسی کی نظریں خود پر جمی محسوس ہوئیں سر اٹھا کر دائیں طرف دیکھا جہاں کوئی نہیں تھا کندھے اچکاتی وہ اندر کی طرف بڑھ گئی۔

اسکے جاتے ہی ارتضیٰ نے ریحان کو نظروں میں شیطانی چمک لئے دیکھا۔۔۔۔

کیاارادہ ہے؟

ایک تیر سے تین شکار۔۔۔

ناراض تو نہیں ہو اب؟

ن نہیں۔۔۔ تہذیب چہرے سے لٹ کو کان کے پیچھے آڑ ستی مسکراہٹ دبا کر بولی۔۔۔

ہمم تو چلو پھر مجھے میری بات کا جواب دو۔۔۔ ہاشم نے شرارت سے کہا۔۔

ک کس بب بات کا۔۔۔

ارے اتنی حسین بات بھول گئی؟ ہاشم اٹھ کر بیٹھتا صدمے سے بولا۔۔

ک کون سی ب بات مج مجھے تو کک کچھ یایاد ن نہیں۔۔۔۔ تہذیب نے جان کر لا علمی ظاہر کی

ہاشم نے موبائل کان سے ہٹا کر گھورا پھر اسے بولا۔۔

ٹھیک ہے مت بتاؤ ایک بار شادی ہو کر آ ؤ روز تم سے پوچھوں گا اگر تم بھاگنے کی کوشش کرو گی

تو پھر دیکھنا تمہے کس کے اپنی باہوں میں قید کر لوں گا۔۔

وہ جو اس کے عزائم سن رہی تھی آخری بات پر شرم سے لال ٹماٹر ہو گئی۔۔

ب بے۔۔

بے حد محبت ہے تمہے مجھ سے اہ مجھے بھی یار۔۔۔۔

ہاشم اسکی بات اچکتا نچلے ہونٹ کا کونہ دانتوں میں دبا کر ہنسی ضبط کرتا اسکے دل کی دھڑکن کی

رفتار بڑھا گیا۔۔

سینے پے ہاتھ رکھتی تہذیب نے کپکپاہٹ پر قابو پاتے جلدی سے کال ڈسکنیکٹ کی ہاشم جو کچھ

کہنے والا تھا اسکے کال کاٹنے پر موبائل کی اسکرین کو گھورتا رہ گیا۔۔

اگلے کچھ ہی دنوں میں نکاح کے ساتھ ہی رخصتی ہونا تہہ پائی تھی۔۔یہ عاصم صاحب کی خوا ہش تھی جس پر بینش بیگم کے ساتھ نگہت بیگم نے بھی اتنی جلدی کی وجہ جاننی چاہی جس پر عاصم صاحب نے اپنی خواہش کہ کرانہیں راضی کیا۔۔

آج کل ویسے بھی انکی طبیعت ناساز رہتی تھی لیکن اپنی بیٹیوں کے سامنے وہ ہمیشہ ہشاش بشاش رر ہتے کوشش کرتے تھے لیکن اس کے باوجود تہذیب اپنے باپ کی گرتی صحت کو دیکھ کر بینش بیگم سے ڈاکٹر کا بولتی رہتی تھی۔۔۔

تہذیب کمرے میں تھی جب تعدیل دوڑتی ہوئی پرجوش انداز میں آکراس کے گلے لگی۔۔۔

ارارے کک کیاہو ہوگیا۔۔۔اچانک نازل ہوئی تعدیل کا اس طرح اکر اس سے لپٹنا اسے حواس باختہ کرگئی تھی۔۔

ارے آپی بہت اچھی خبر سن کر آرہی ہوں چلیں امی ابو بلارہے ہیں چلی جلدی۔۔۔

تعدیل الگ ہوکر خوشی سے تیز تیز بولتی تہذیب کو بولنے کا موقع دیے بغیر ہاتھ پکڑ کر کھیچتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

اابوّات اتنی جاجلدی ک کیاہ ہے رر رخصتی کک کی م میں نے نن نہیں جاجانا۔۔۔

تعدیل جو تہذیب کو باپ کے کمرے میں لائی تھی رخصتی کا سن کر اپنے باپ کے پاس جاکر

سینے سے لگ گئی تھی جو بیڈ کراؤں سے ٹیک لگائے خلاء میں نظریں جمائیں جانے کن سوچوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔۔۔

تہذیب کے تیزی سے انکے سینے سے لگنے پر عاصم صاحب نے چونک کر تہذیب کو دیکھا پھر مسکرا کر اسکے گرد ہاتھ باندھے۔

جانا تو ہے ہی تہذیب آج نہیں تو کل میں اپنی بیٹی کو دلہن کے روپ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔۔عاصم صاحب نے نرم لہجے میں سمجھایا۔۔۔

ل لیکن اب ابوات اتنی ج جلدی۔۔۔

ہونہہ پھر وہی بات یہ میری خواہش ہے کیا میری خواہش پوری نہیں کروگی۔۔۔عاصم صاحب نے ناراضگی سے کہا تہذیب آنسوں پوچھتی نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

یہ ہوئی نہ بات اب یہ رونا بند کرو رخصتی سے ایک دن پہلے میلاد اور قرآن خوانی رکھی ہے۔۔

عاصم صاحب نے مسکرا کر اسکے سر پر پیار کیا۔

بینش بیگم اور تعدیل دونوں مسکرا دیں۔۔۔

ہاشم ابھی باتھ روم سے نکلا ہی تھا جب ہد بر اور حماد کو اپنے کمرے میں دیکھا۔

کیا بات ہے تم دونوں کے منہ کو کیا ہوا ہے؟

ہاشم بھائی نیچے ماموں اپنی فیملی کے ساتھ آئے تھے معافی مانگنے امی تو اپکا بتانے والی تھیں لیکن

میں نے کہہ دیا کے آپ نہیں ہیں۔۔۔

ہد بر نے منہ بنا کر کہا جب کے ہاشم سنتے ہی ہونٹ بھینچ گیا۔۔۔

امی نے بتایا ہے کے آپ کی شادی ہونے والی ہے۔۔۔حماد نے بھی خاموشی توڑی۔۔

ہم اب جیسے بھی ہیں رشتہ تو ہے بتانا تو تھا ہی ورنہ ہماری نئی امیر ممانی کو بہت بُرا لگتا۔۔۔ہد بر نے ناک چڑھا کر کہا ماموں کی فیملی کا آنا اسے بہت ناگوار گزرا تھا سب جانتے تھے جتنی بھی معافیاں مانگ لیکن لیکن فطرت کبھی نہیں بدلے گی۔

تم دونوں منہ بنانا بند کرو اب چلو۔۔۔ہاشم خود کو پر سکون کرتے ہوئے بولا ویسے ہی ا بھی وہ لوگ .بنکیوٹ بک کروانے جا رہے تھے۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تو مسٹر ہاشم وقاص شادی کر رہا ہے۔۔ہونہہ ارتضیٰ نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا پھر چلتا ہوا ڈائننگ ٹیبل پر آکر کرسی کھینچ کر بیٹھا۔

ابو امی مجھے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔

ہمم کرو۔۔۔۔احمد صاحب نے ہاتھ روک کر کہا۔۔

مجھے ایک لڑکی پسند آئی ہے میں اس سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔ارتضیٰ نے عام سے لہجے میں کہا پھر پلیٹ میں چاول نکالنے لگا۔۔۔

احمد صاحب اور نیلم بیگم نے حیرت سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔

کیا تم سنجیدہ ہو؟

بلکل۔۔۔۔

کون ہے وہ لڑکی جلدی سے بتاؤ ہم کل ہی جائیں گے اپنے شہزادے کے لئے۔۔۔ نیلم بیگم خوش ہوتے ہوئے بولیں۔۔۔

ہمارے پڑوسی جن کی دو بیٹیاں ہیں۔۔ارتضیٰ نے سکون سے کہا دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

انکی بڑی بیٹی کی شادی ہے ہاشم سے ارتضیٰ۔۔۔۔احمد صاحب نے تھوڑا سختی سے کہا۔۔

ہم جانتا ہوں میں تو انکی چھوٹی بیٹی کا کہہ رہا ہوں۔۔۔ارتضیٰ نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔

احمد صاحب پر سکون ہوئے وہ نہیں چاہتے تھے کے دونوں گھروں میں پھر اختلاف بڑھیں۔۔

ٹھیک ہے پھر ہم کل چلیں گے نیلم بیگم نے بات ختم کی جب عریشہ سیڑیاں اتر کر آگئی۔۔۔

عاصم صاحب لان میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے جب گارڈ کی آواز پر نظر ہٹا کر اسے دیکھا جو کسی کی آمد کا بتا رہا تھا۔۔

عاصم صاحب اندر بھیجنے کا کہتے خود کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

کیا بات ہے آپ اس طرح کیوں کھڑے ہیں؟ بینش بیگم انکی طرف آتے ہوئے بولیں۔عاصم

صاحب نے چونک کر دیکھا۔۔

اس سے قبل کچھ بولتے احمد صاحب اپنی بیوی اور بیٹے کے ساتھ اندر اتے ہوئے دیکھے۔۔

یہ کون ہیں؟ بینش بیگم نے حیران ہو کر پوچھا۔

پتہ نہیں چلو۔۔عاصم صاحب کندھے اچکاتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔۔۔

احمد صاحب سے مل کر وہ ان لوگوں کو ڈرائنگ روم میں لے آئے۔۔۔

ارتضیٰ خاموشی سے ہاتھ باندھ کر ان سب کے پیچھے چلنے لگا لیکن نظریں متلاشی انداز میں تعدیل کو ڈھونڈھ رہی تھی۔۔۔

بینش بیگم دروازہ نوک کر کے اندر داخل ہوئی جہاں تہذیب اور تعدیل شادی کے جوڑے بیگ میں رکھ رہی تھیں۔۔۔

اچھا تو یہ کام تھا جو محترمہ نے تہذیب کو بھی سہی سے ناشتہ نہیں کرنے دیا تھا۔۔۔ بینش بیگم کی آواز پر دونوں نے دروازے کی طرف دیکھ جہاں بینش بیگم کھڑی مسکرا رہی تھیں۔۔

م میں ن نن نے کا کہا ب بھی اب ابھی پا پا پانچ د دن ہ ہیں رخ رخصتی میں۔۔ تہذیب نے مسکراہٹ دبا کر اپنی ماں کو بتایا۔۔۔

آپی۔۔۔۔

اچھا بھئی اب شروع مت ہو جانا۔۔۔اور تعدیل تم جاؤ حلیہ درست کر کے آؤ۔۔۔ بینش بیگم

کہتے ہوئے جانے لگیں۔۔

ک کیوں کک کہاں ج جا جا رہی ہیں۔۔۔ تہذیب نے حیرت سے پوچھا۔

شاپنگ پر جا رہے ہیں یس۔۔ بینش بیگم کے بولنے سے پہلے ہی تعدیل نے خوش ہو کر کہا۔۔۔

جی نہیں۔۔۔ آپ کے رشتے کے لئے آئے ہیں پڑوسی ہیں تمہے دیکھا ہے ایک بار اپنے اکلوتے بیٹے کے لئے پسند کیا ہے۔۔۔ بینش بیگم نے ماتھا پیٹ کر کہا۔

کیا! امی یہ یہ کیا کہ رہی ہیں اور مجھے کہاں سے دیکھ لیا اس جن کے بچے نے۔۔۔۔

تعدیل یہ کس طرح کی زبان استعمال کر رہی ہو بے شرم کہیں کی اور دیکھنے کی بھی خوب کہی یہ جو تم جاسوسی ناولز پڑھ کر جاسوسی کرنے ادھر ادھ پھدکتی ہو نہ وہیں اس جن کو ہمارا مینڈک پسند آ گیا اب منہ بند کر کے نیچے آؤ۔۔

بینش بیگم گھور کر کہتیں کمرے سے نکل گئیں جب کے تہذیب چپ بیٹھی اس دن کو سوچنے لگی جب ہاشم اور اسکی فیملی کے ساتھ اتنا برا برتاؤ کیا گیا تھا۔۔۔

جن کو مینڈک کیوں پسند آیا اپنے ہی جیسی چڑیل کیوں نہ پسند آ گئی ہونہہ آپی میں ابو کو بتادونگی میں اس سے شادی وادی نہیں کرونگی۔۔ تعدیل کہ کے باتھ روم چلی گئی فلحال اپنی ماں کی بات پر عمل جو کرنا تھا۔۔

تہذیب ابھی بھی اسی طرح بیٹھی تھی جب اسکے موبائل پر رنگ ہوا۔۔

چونک کر نام پڑھا جہاں ہاشم کالنگ آ رہا تھا لمبی سانس لیکر ریسیو کرتی بالکنی میں چلی گئی۔۔

آآپ ک کہاں ہیں۔۔۔۔تہذیب نے مدھم آواز میں پوچھا جس نے اسکے آپ کہنے پر موبائل کان سے ہٹا کر حیرت سے اسکرین کو دیکھا۔۔

تہذیب طبیعت ٹھیک ہے نہ یہ میں ہوں ہاشم۔۔

ج جان جانتی ہو ہوں تا تنگ م مت کا کریں ہم ھمھاری شاشادی ہو ہو رر ہی ہے اب رش رشتہ بدبدل رر ہا ہے۔۔۔

تہذیب نے سنجیدگی سے جواب دیا ہاشم کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔۔

ہم چلو اچھا ہے ویسے کیا بات ہے کافی سنجیدہ لگ رہی ہو؟ وہ اسکا ہاشم تھا کیسے نا اسکے لہجے کو محسوس نا کرتا۔۔

وہ تع تعدیل کے ل لیے رش رشتہ آیا ہے۔۔۔

ارے یہ تو بہت اچھی خبر سنائی تمھے تو خوش ہونا چاہیے۔ہاشم اپنی سیٹ پر ٹیک لگاتے ہوئے خوش ہو کر بولا جب ہدبر شیشے کا بھاری دروازہ کھولتا اندر داخل ہوا۔۔۔

ل لیکن ہاہاشم وہ ہم ہمارے پاپڑوسی وہ ہیں اوا ور آآپ اچ اچھی ط طرح وا واقف ہیں ک کے ہم ہمارے س ساتھ ایک وہ ہی بن بنگلو ہے۔۔

تہذیب نے پریشانی سے ہکلا کر اپنی بات مکمل کی ہاشم جھٹکے سے اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا ہدبر نے حیرت سے اسے دیکھا جو اسکے سامنے اکر بیٹھا تھا۔۔

میں رات میں آتا ہوں۔۔۔ہاشم نے کہتے ہی کال ڈسکنیکٹ کی یکدم ہی اسکا دماغ گھوم گیا

تھا۔۔۔

کیاہوا ہاشم بھائی؟

ماموں تہذیب کے گھر پر ہیں ارتضیٰ اور ممانی بھی ساتھ ہیں۔۔۔ہاشم کہ کر ہونٹ بھینچ کر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا جب کے ہدبر ابھی بھی نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ کیا کر رہے ہیں وہاں کہیں امی تو نہیں لیکر گئیں۔۔ہدبر خود سے اندازے لگانے لگا

نہیں وہ لوگ وہاں ارتضیٰ کا رشتہ لیکر گئے ہیں تعدیل کے لئے۔۔۔

ہدبر سنتے ہی ہاشم کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

یہ کیا کہ رہے ہیں ہاشم بھائی آپ جانتے ہیں میں نے آج ہی امی سے اسکے لئے کتنی ہمت جما کر کے بات کی ہے یہ ارتضیٰ بھائی کہاں سے ظالم سماج بن گئے۔۔۔ہدبر حیرت و بے بسی سے بولا۔۔ہاشم نے کندھے اچکائے۔

میں نے کہاہے ہم رات میں آئیں گے فکر مت کرو وہ صرف ابھی بات کرنے آئے ہیں ہاشم کہ کر فائل پر جھک گیا۔۔

میں جارہا ہوں جانے لگیں تو بتادیے گا۔۔میں تو کھانے پینے آیا تھا سارا موڈ ہی غرق کر دیا۔۔ہدبر منہ بنا کر کہتا بڑبڑاتے ہوئے چلا گیا۔۔۔

ہاشم اسکے جاتے ہی فائل بند کرتا سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

ارتضیٰ احمد وہ بھی شادی۔۔

ہمیں آپ کی بیٹی بہت پسند آئی ہے امید کرتے ہیں جواب ہاں میں دیں گے۔۔ نیلم بیگم مسکراتے ہوئے بینش بیگم اور عاصم صاحب سے بولیں۔۔

ان شاءاللہ۔۔۔عاصم صاحب نے بھی جواباً مسکرا کر کہا۔

ارتضیٰ تعدیل کو کن اکھیوں سے بیٹھا کب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

جب کے تعدیل منہ پھولا کر بیٹھی تھی نیلم بیگم کو دیکھ کر اسے چڑ ہوئی۔۔۔

انکل اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں ان سے بات کر سکتا ہوں۔۔ارتضی نے یکدم عاصم صاحب سے کہا تہذیب جو ابھی اندر آئی تھی اپنے باپ کو دیکھنے لگی جب عاصم صاحب نے سوچنے کے بعد اجازت دے دی۔۔۔

اٹھیک ہے بیٹا جاؤ تعدیل بیٹی۔۔۔عاصم صاحب نے اجازت دیکر تعدیل سے کہا جو اندر ہی اندر اسکو برا بھلا کہتی سر ہلا کر اٹھ گئی۔۔۔

دونوں آگے پیچھے چلتے لان میں آئے۔۔

بیٹھیں۔۔تعدیل نے اپنے لہجے کو نارمل رکھ کر ہی اسے کہا جو اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔تعدیل کو اسکی نظروں سے الجھن سی ہوئی۔۔

تھینکس۔۔۔ارتضیٰ مسکرا کر بولتا بیٹھ کر سامنے بیٹھی خوبصورت سی لڑکی کو گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

جب کے تعدیل کن اکھیوں سے لاؤنج کے دروازے پر کھڑی تہذیب کو جوان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

اگر اکیلے میں بات کرنے کا نہیں کہتا تو وہ لازمی دونوں کے ساتھ وہاں ہوتی۔۔

پ پا پتہ ن نہیں ک کون س سی با بات کر کرنی ہے م میری ب بہن س سے۔۔ تہذیب جھنجھلا کر خود کلامی کرنے لگی ارتضیٰ کا دیکھنا اسے ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

ہاشم وغیرہ بھی دیکھتے تھے لیکن جانے کیوں ارتضیٰ کا دیکھنا پر اسرار سا تھا۔۔

لڑکی چھوٹی ہو یا بڑی مرد کے دیکھنے کا انداز خوب سمجھتی ہے۔۔

تہذیب دونوں کی باتیں تو نہیں سن پا رہی تھی لیکن ارتضیٰ کا مسکرانا اور تعدیل کے چہرے پر بیزاریت سے اندازہ لگا سکتی تھی۔۔

کچھ دیر اور گزری تہذیب کا صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا... تیز تیز قدم اٹھاتی وہ دونوں کے سر پر جا کھڑی ہوئی۔۔۔

بب باتیں ہو ہو گئیں۔۔ تہذیب نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا۔۔۔

جی آپی۔۔ تعدیل کہتے ہی کھڑی ہوئی۔۔

ارتضیٰ نے ایک سلگتی ہوئی نظر تہذیب پر ڈالی جس کے چہرے کی ناگوری وہ بھانپ چکا تھا۔

اا چھا چ چلو ان اندر۔۔۔ تہذیب کے کہتے ہی تعدیل نے ایک نظر ارتضیٰ کو دیکھا پھر اندر کی جانب قدم بڑھا دیے۔

آآپ بھ بھی آآجائیں۔۔ارتضیٰ کو بیٹھا دیکھ کر تہذیب کہ کر پلٹنے لگی جب تیزی سے ارتضیٰ اٹھ کر اسکے مقابل آیا۔

تہذیب جو قدم بڑھا چکی تھی اسکے اچانک سامنے انے پر سینے سے ٹکرا گئی اس سے پہلے وہ پیچھے ہٹتی ارتضیٰ نے جان کر اسکی کمر کے گرد ہاتھ ڈالا۔۔

اوہ سنبھل کر ابھی گر جاتی۔۔۔ارتضیٰ اسکے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا۔

تہذیب تڑپ کر جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔۔۔

گر گرنے د دیتے۔۔۔ تہذیب گھور کر کہتی تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔۔

بہت تیکھی ہے چیز ہے ہاہ۔۔ارتضیٰ ڈوپٹے سے جھانکتی اسکی لمبی موٹی چٹیا کو دیکھنے لگا۔

تہذیب کمرے میں آتے ہی کپڑے چینگ کرنے چلی گئی ارتضیٰ کا لمس اسے وحشت زدہ کر رہا تھا۔جب تک تہذیب کپڑے بدل کر منہ ہاتھ دھو کر نیچے آئی احمد صاحب کی فیملی پورچ میں کھڑے تھے۔

چلتے ہیں آپ کے ہاں کا انتظار رہے گا۔۔ نیلم بیگم نے بینش بیگم کا ہاتھ دبا کر کہا۔۔۔

نیلم بیگم کا بس نہیں چل رہا تھا کے رشتہ پکا کروا کر ہی دم لیں آخر اکلوتے لاڈلے بیٹے کی پسند تھی اور نیلم بیگم ہمیشہ اسکی خواہشیں پوری کرتی تھیں۔۔

جی۔۔ان شاءاللہ۔۔ بینش بیگم نے مسکرا کر اتنا ہی کہا۔۔

✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤✤

اب ابّو وہ ہاشم آ رہے ہیں رارات ک کو۔۔۔ تہذیب نے باپ کو کمرے کی طرف جاتے دیکھ کر کہا۔۔

ارے مجھے تو بتا دیتی کھانے کا انتظام کر لیتی کیا ہاشم اکیلے آرہا ہے۔۔۔ عاصم صاحب سے پہلے ہی بینش بیگم نے کہا۔۔۔

آ آفس س سے آ آرہے ہیں ہد ہد بر ب بھی ہو ہو گا۔۔۔ تہذیب نے ماں کو جواب دیا تعدیل ہد بر کا نام سنتے ہی اداس ہو گئی۔

اچھا اچھا۔۔ بینش بیگم کہ کر چلی گئیں جب عاصم صاحب کمرے میں جانے کی بجائے صوفے پر بیٹھ گئے۔

میرے خیال سے ہاشم سے بھی ایک بار اس معملے میں پوچھ لیا جائے احمد صاحب نے بتایا وہ انکی بہن کا بیٹا ہے۔۔ عاصم صاحب کہ رہے تھے تہذیب اور تعدیل نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا جب تعدیل نے ہچکچا کر کہا۔۔

ابّو مجھے نہیں کرنی شادی۔۔۔ تعدیل نے کہ کر سر جھکا یا۔۔

عاصم صاحب غور سے تعدیل کے چہرے کو دیکھنے لگے پھر تہذیب کو دیکھا۔

تم کیا کہتی ہو میرا خیال ہے تمہاری ماں کو تعدیل کے لئے مناسب نہیں لگا۔۔

جی سہی اندازہ لگا یا آپ نے لڑکا اچھا ہے لیکن ماں بناوٹی لگیں مجھے بار بار ہاتھ پکڑ نا یہ خالصتاً

دکھاوا لگتا ہے مجھے۔اس سے قبل تہذیب کوئی جواب دیتی بینش بیگم اتے ہوئے بولیں۔

ہمم لیکن فوراًانکار کرنا بھی سہی نہیں ہے جب لڑکا اچھا ہے تو۔۔عاصم صاحب نے بینش بیگم کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔

مجھے ل لڑکا چ اچھا ن نہیں لا لگا اب ابو آپ م مناک کر دیں اس اسے کک کوئی او اور م مل جا جائے گا۔۔

تہذیب منہ بنا کر کہ کر اٹھ کر چلی گئی۔۔۔عاصم صاحب نے کندھے اچکائے۔۔

✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿ ✿

رات کے آٹھ بج رہے تھے جب ہاشم اور ہدبر عاصم صاحب کے گھر پہنچے۔۔

سب سے مل کر عاصم صاحب دونوں کو ساتھ لئے ڈرائنگ روم چلے گئے۔۔

کھانے کا وقت تھا تبھی تہذیب اور تعدیل بینش بیگم کے ساتھ کچن میں چلی گئیں۔۔

ہاشم بیٹا تم لوگوں کی فیملی ساتھ والے گھر پر رہتی ہے کبھی بتایا نہیں؟عاصم صاحب نے دونوں کو دیکھ کر پوچھا۔

جی انکل بتانے کا کبھی موقع نہیں ملا آپ کو کیسے پتہ چلا۔۔۔ہاشم نے کہتے ہی انجان بنتے ہوئے پوچھا۔

وہ بیٹا آج آپ کے ماموں آئے تھے انہی سے پتہ چلا۔۔دراصل اپنے بیٹے کے رشتے کے لئے آئے تھے تمہارا کیا خیال ہے ارتضیٰ اچھا لگا۔۔عاصم صاحب نے بتاتے ہوئے پوچھا۔

ارے انکل میرا کچھ اچھا خیال نہیں ہے۔۔ہدبر تیزی سے بولا ہاشم نے اسکے پیر پر نا محسوس طریقے سے پیر مارا۔۔

ہدبر یکدم خاموش ہوتے مسکرا کر کندھے اچکانے لگا۔۔۔

"انکل آپ کو نہیں لگتا ایک بار تعدیل سے بھی پوچھ لیں کیا پتہ اسے اچھا بھی لگا یہ نہیں رہا ماموں زاد بھائی کی شادی کا یہ سب تو نصیبوں کا کھیل ہے۔ہاشم نے سنجیدگی سے کہا جب عاصم صاحب مسکرائے۔

بیشک ہاشم بیٹا اور فیصلے کا حق میں نے اسے ہی دیا ہے زندگی اس نے ہی گزارنی ہے پر بڑوں کی مرضی بھی لازمی ہونی چاہیے اس سے زندگی بہترین گزرتی ہے ہم نے زندگی کا تجربہ اپنی عمر دے کر کیا ہے۔۔بچے نہیں سمجھ سکتے کیوں کے وہ وہی سمجھتے ہیں جو انہیں وقتی راحت و خوشی دیتا ہے۔

سہی کہ رہے ہیں انکل۔۔۔ہدبر نے مسکرا کر کہا۔۔

تعدیل نے کیا کہا پھر۔۔ہاشم نے عاصم صاحب کو دیکھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔۔

مناسب نہیں لگا تم لوگوں کی آنٹی کو بھی یہی لگا اور تہذیب کو بھی۔۔عاصم صاحب نے تھوڑا ہچکچا کر شرمندگی سے کہا۔۔۔ارتضیٰ انکا کزن تھا۔۔

عاصم صاحب کی بات سنتے ہی دونوں نے سکوں بھری سانس لی جب کے ہدبر بتیسی نکال کر مسکرا کر ہاشم کو کندھا مار کر آئی بر و اچکانے لگا۔۔۔

وہ ڈائننگ ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھیں جب بینش بیگم نے تعدیل کو بلانے بھیجا۔۔۔

تعدیل جاؤبیٹابلاکرلاؤبچے تھکے ہوئے آئے ہیں اور تمھارے ابونے لگالیاہوگاباتوں میں۔۔۔

بینش بیگم کہ کر کچن کی طرف بڑھیں۔۔۔

ملازمہ صرف گھر کی صفائی کے لئے رکھی تھی جب کے کچن کاساراکام وہ خود کرتی تھیں۔۔۔

تعدیل تہذیب کو مسکراکردیکھتی ڈرائنگ روم کی طرف جانے لگی لیکن تینوں کو ساتھ آتادیکھ کروہیں رک گئی۔۔

آجاؤبیٹھوہاشم ہدبر۔۔عاصم صاحب نے دونوں کو مسکراکر کہا۔

انکل واشروم۔۔۔

ہاں ہاں جاؤتہذیب میراکمرہ دکھادو۔۔ہاشم جوتھوڑاجھجک رہاتھاعاصم صاحب نے اسکی بات بیچ سے ہی اُچک لی۔۔

ہاشم بھائی میں بھی آرہاہوں۔۔۔ہدبردونوں کوجاتے دیکھ کربولتاہواانکے پیچھے گیا۔۔تعدیل کیسے پیچھے رہتی جھٹ پیچھے گئی۔۔

تم کیاکرنے آئے ہو؟ہاشم جوتہذیب کاہاتھ پکڑنے لگاتھاہدبرکوگھورکربولا۔

میں واشروم جانے کے لئے آیاہوں۔۔

توجاؤوہ رہاواشروم۔۔۔ہاشم کہ کرپیچھے آتی تعدیل کودیکھ کرسرجھٹک کررہ گیا۔۔

کیاہورہاہے یہاں؟؟تعدیل نے قریب آکر مسکراکرکہا۔

تم کباب میں ہڈی بن گئی ہو۔۔اس سے زیادہ اور کیاہوگااب دونوں کے جواب دینے سے قبل ہی ہدبربول پڑا۔

میں کب کباب میں ہڈی بنی جب ہڈا پہلے سے ہی ان کے بیچ میں اکر پھنس گیا ہے۔۔ تعدیل نے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکا کر جواب دیا۔۔۔

تہذیب کو ہنسی آنے لگے جب کے ہاشم سینے پے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

ہاشم بھائی سن رہے ہیں مجھے ہڈا کہا جارہا ہے اور وہ جو آج آیا تھا رشتہ لے کر وہ تو کانٹا تھا۔۔۔ ہدبر نے گھور کر اسے کہا۔

بھاڑ میں گیا وہ اور تمہے کیا جیلسی ہو رہی ہے اچھا تھا ویسے میں تو ہاں۔۔۔ آہ یو کا کروا چ ۔۔۔۔ اس سے قبل وہ اسے جل کر بولتی جاتی ہدبر اسکا گال زور سے کھینچ کر بھاگا۔۔

تہذیب کے ساتھ ہاشم بھی زور سے ہنس دیا۔۔

انکل سے بات ہو چکی ہے کزن ضرور ہے لیکن تعدیل کے لئے وہ بہتر نہیں ہے۔۔۔ ہاشم نے یکدم کہا تہذیب جو ہنس رہی تھی روک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

م میں ن نے ب بھی ماما کر کر دیا۔۔۔ تہذیب نے منہ بنا کر کہا۔۔

بہت عظیم کام کیا ہے مس تہذب آپ نے۔۔۔ ہاشم نے اسے کندھے سے تھام کے اسکے سر سے سر ٹکرا کر کہا پھر واشروم چلا گیا جب کے تہذیب اپنے ماتھے کو چھوتی مسکرا دی۔۔

اگلے دن بینش بیگم نے کال کر کے رشتے سے معذرت کر لی۔۔۔۔

کچھ روز سب بھول بھال کر ہاشم اور تہذیب کی شادی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔۔۔

چونکہ شادی سے ایک دن پہلے قرآن خوانی اور میلاد ہونا تھا تبھی آج گھر میں صبح سے ہی مہمانوں کی آمد جاری تھی۔

تہذیب تروتازہ سی گلابی شلوار قمیض میں ملبوس دونوں ہاتھوں میں گلابی چوڑیاں بھر بھر کر پہنے مہمانوں کے ساتھ بیٹھی تھی۔

جب تعدیل نے آکر بینش بیگم کو ہاشم کے گھر والوں کے آنے کی اطلاع دی۔۔۔

بینش بیگم جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئیں تو حیران رہ گئیں ٹیبل پر پھلوں اور مٹھایوں کی ٹوکریاں رکھی ہوئی تھیں۔۔

جب کے ہاشم کی ساری فیملی بھی وہیں تھی۔۔

السلام علیکم۔۔۔ باآواز بلند سلام کرتیں بینش بیگم سب سے ملنے لگیں۔۔۔

عاصم صاحب کے ڈرائنگ روم میں اتے ہی نگہت بیگم نے بات شروع کی۔

مجھے کچھ بات کرنی تھی ہاشم نے بتایا کہ میرے بھائی اور بھابھی آئے تھے رشتے کے لئے اگر پہلے پتا ہوتا تو ان کی آمد سے پہلے ہی میں بات کر لیتی۔۔۔ نگہت بیگم مسکرا کر بات کر رہی تھیں جب عاصم صاحب نے انکی بات کاٹی۔۔

ہم نے انھیں جواب دے دیا ہے ہاشم بیٹا اس دن آیا تھا میں نے اپنا فیصلہ بتایا تھا۔۔۔

جی ہاشم نے بتایا در اصل میں اپنے دوسرے بیٹے کے لئے آپ کی چھوٹی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آئی ہوں یہ ہم سب کی مشترکہ خواہش ہے اگر آپ سب مناسب سمجھیں۔۔ نگہت بیگم نے بات مکمل کر کے انھیں دیکھا جو شاید حیران ہوئے تھے۔۔۔

تعدیل جو اندر آرہی تھی بات سن کر پہلے حیران ہوئی پھر شرما کر کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔

اتنی جلدی نہیں ہے آپ آرام سے اپنا فیصلہ بتا سکتے ہیں۔۔ نگہت بیگم سوچوں میں گم دیکھ کر بولیں۔

ھدبر نے بیچارگی سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔

کچھ دن کہنے کی کیا ضرورت تھی۔۔ ھدبر سوچ کر رہ گیا۔۔۔

جب عاصم صاحب نے مسکرا کر اپنی بیوی کو دیکھا۔۔

اپکا کیا خیال ہے؟

نیک خیال ہے پر ایک بار تعدیل سے پوچھ لیں پھر ان شاءاللہ کل تک جواب دیتے ہیں کیا خیال ہے۔۔

سہی ہے آپ کو جو بہتر لگے۔۔۔ نگہت بیگم نے مسکرا کر جواب دیا ھدبر نے ساتھ بیٹھے ہاشم کے کندھے پر سر گرا لیا۔ جب کے ہاشم لبوں پر ہاتھ کی مٹھی بنا کر رکھتا اپنے قہقہے کو ضبط کرنے لگا۔

تہذیب کچن میں تھی جب کچن کے جالی کا دروازہ بجا جو لان کی طرف کھولتا تھا۔۔۔ تہذیب نے تعجب سے دروازے کو دیکھا جب دروازہ کھول کر ہاشم نظر دوڑاتا اندر داخل ہوا تہذیب کی

آنکھیں پوری کھول گئیں۔

آآپ ک۔۔۔۔۔تہذیب اور کچھ کہتی ہاشم اسے دیکھتے ہی تیزی سے آگے بڑھتا اسکے لبوں پر ہاتھ رکھ کر کمر کے گرد ہاتھ لپیٹ کر کان کے قریب جھکا۔۔۔

ششش! تم سے ملنے آیا ہوں۔۔اچھی لگ رہی ہو گلابو۔۔ہاشم نے کہ کرنا محسوس طریقے سے اسکے کان کو لبوں سے چھوا۔۔۔تہذیب خود میں سمٹ سی گئی۔۔

بے بے شرمی م مت ک کریں۔۔۔تہذیب نے گھور کر پیچھے ہوتے ہوئے کہا ہاشم نے ہنستے ہوئے اسکا گال کھینچا۔۔

سوری میری گلابو ویسے جانتی ہو امی کیا مانگنے آئی ہیں۔۔۔

ہاشم اسے چھوڑ کر سلیپ سے ٹیک لگا کر اسے دیکھتے ہوئے بولا جس نے نفی میں سر ہلایا۔۔

ہاشم نے دوبارہ اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔۔

ہدبر کے لئے تعدیل کا رشتہ۔۔۔ہاشم نے بتا کر اسے دیکھا جو سن کر خوش گوار حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

سس سچ۔۔

مم مچ۔۔۔ہاشم اسی کی طرح کہتا سر پر پیار کرتے بجلی کی سی تیزی سے جہاں سے آیا تھا وہیں سے غائب ہو گیا جب کے تہذیب ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔

تہذیب ابھی سونے کے لئے لیٹی ہی تھی صبح فیشل وغیرہ کے لئے پارلر جانا تھا۔۔اچانک تعدیل نے اسکے گرد ہاتھ ہاتھ پھیلایا۔۔تہذیب نے چونک کر اسے دیکھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔

آپی میں نے نہ امی ابو کا ہاں کہ دیا ہے ہم دونوں اب ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔۔۔۔

م میری وج وجہ س سے ت تو ن نہیں کی کیا تا تعدیل ش شادی کک کا ف فیصلہ سو سوچ سا سمجھ کا کر کرو کیا ہد ہد بر تم تمھے پا پسندہ ہے۔۔۔تہذیب نے اسکی بات سن کر اسکے گال پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔

افففف آپی آپ بھی ناں اچھا ہے دیکھنے میں بھی اور شاید مجھے پسند ہے میں تو آپ کو اس لئے کہ رہی ہوں کیوں کے میں بہت خوش ہوں ہم ایک گھر میں ہمیشہ ساتھ رہیں گی۔۔۔تعدیل نے مسکرا کر کہتے اسکے گال کو چوما۔۔۔

اچھا سو جائیں صبح ٹائم پر پارلر پہنچنا ہے۔۔۔

ااوکے م میری م ماں۔۔۔۔تہذیب مسکرا کر کہتی آنکھیں موند گئی۔۔

عاصم صاحب تہذیب اور تعدیل کو پارلر چھوڑ کر خود ایک دو گھنٹے کے لئے آفس چلے گئے اہم کام ناہوتا تو نہ جاتے۔۔۔

السلام علیکم۔۔۔۔نگہت بیگم کے کال ریسیو کرتے ہی بینش بیگم نے سلامتی بھیجی۔

New Era Magazine

وعلیکم اسلام میں آپ کی کال کا ہی انتظار کر رہی تھی گھر میں سب خیریت ہے۔۔۔

جی الحمداللہ دونوں بچیاں پار لر گئی ہوئی ہیں۔۔۔

اچھا ماشاءاللہ۔۔۔ نگہت بیگم مسکرا کر اتنا ہی بولیں جب بینش بیگم نے رشتے کی رضامندی دے دی۔۔ جسے سنتے ہی خوشی کی لہر ہاشم کے گھر میں پھیل گئی چونکہ کل شادی تھی انتظامات کی وجہ سے ہاشم آفس نہیں گیا تھا۔

یہی وجہ تھی کے کچھ ہی لمحوں میں لاؤنج میں سب جماہدبر سے گلے لگ کر مبارکباد دے رہے تھے جو لڑکیوں کی طرح شرما رہا تھا۔۔

واؤ کتنا مزہ آئے گا نا شادی میں وہ بھی دو دو۔۔۔ ردا چہک کر بولی۔۔۔

ردا کی بچی ابھی ایک ہی شادی ہے اور وہ بھی ہاشم بھائی کی۔۔۔۔ کیوں امی ٹھیک کہا ناں۔۔۔ ردا کو جواب دینا حماد کا فرض ہو جیسے جھٹ اسے تیوری چڑھا کر بولا۔۔

تمھے کس نے کہا ہاں۔۔۔ ردا نے پلٹ کر اسے گھورا۔۔

اوہ فو کیا ہو گیا ہے دونوں کو ظاہر ہے کل شادی ہے اب اتنی جلدی تھوڑی ہے کے آج رشتہ پکا اور کل رخصتی۔۔۔ وردہ بیگم اپنی بیٹی کو گھورتے ہوئے بولیں۔۔۔

دونوں ایک دوسرے کو آنکھیں دکھا کر اپنے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئے۔۔۔

اگلے دن صبح سے ہی افرا تفری کا عالم تھا۔۔ ہدبر کے ساتھ ہاشم بھی گھن چکر بنا پھر رہا تھا۔۔۔

تقریب میں ہی نکاح کی رسم رکھی گئی تھی تبھی سب جلدی جلدی دوسرے کام نبٹا رہے تھے

ہدبر گھر آتے ہی نکہت بیگم کے پیچھے پڑ گیا کے ایک عدد منگنی کروا دیں۔۔

ہدبر کیا ہو گیا ہے تمہے اتنی جلدی کیا ہے اپنے بھائی کی شادی ہو لینے دو پھر منگنی ہو جائے گی جاؤ

جا کر اب تیار ہو ٹائم پر پہنچنا ہے۔۔

نکہت بیگم نے گھور کر اسے ڈانٹتے ہوئے کہا پھر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئیں۔۔ان کے

جاتے ہی ہدبر منہ لٹکاتا تیار ہونے چلا گیا۔۔۔

ہاشم ڈریسنگ کے سامنے کھڑا اپنے بالوں کو جیل سے سیٹ کر رہا تھا جب نظر کمرے میں پڑی

ایک طائرانہ نظر ڈال کر خوبصورت سی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھوا۔۔

آدھے گھنٹے پہلے ہی تو کمرے کو گلابوں اور کینڈلز سے سجایا گیا تھا اور وہ کتنی ہی بار کمرے پر نظر

دوڑا چکا تھا۔۔

آج تہذیب اسکی ہو جائے گی ہمیشہ کے لیے جسے کتنے برس دور رہ کر بھی بھولا نہیں سکا تھا۔۔

ہاشم بھائی تیار ہو گئے تو آجائیں ماموں کی فیملی بھی آئی ہے۔۔۔ حماد کمرے میں جھانکتا اسے

اطلاع دیتا واپس چلا گیا۔

جب کے ہاشم ماموں کی فیملی کا سن کر چونک گیا۔۔

امی نے انہیں بھی بلایا ہے۔۔۔ خود کلامی کرتا ایک نظر پھر خود کو دیکھ کر کمرے سے نکل گیا۔۔

رات کے آٹھ بجے وہ لوگ بارات لے کر بینکیوٹ پہنچے۔۔

عاصم صاحب کی فیملی نے پرتاک استقبال کیا آج وہ بے تحاشا خوش تھے اپنی بیٹی کے لئے۔۔۔

تہذیب برائیڈل روم میں تعدیل کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی دلہن کے روپ میں وہ بے تحاشا حسین لگ رہی تھی۔۔۔جب کے تعدیل بھی آج غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی جب روم میں نکاح خواہ کے ساتھ بڑے بزرگ بھی داخل ہوئے۔۔۔

نکاح پڑھواتے ہی سب باہر نکل گئے جب کے تہذیب اپنے باپ کے گلے لگ کر رونے لگی یکدم ہی روم میں تعدیل نے زور و شور سے رونا شروع کیا بینش بیگم اپنا سر پیٹ کر رہ گئیں۔۔

ت تم تم ک کیا پاپاگ پاگلوں ک کی طرح ررو رہی ہو رخ رخصتی م میری ہے ہاتم تمہاری۔۔

تعدیل اسکے گلے لگی جب تہذیب نے اسے جھڑکا۔۔۔

ارے آپی اس سے آپ رونا بھول کر مجھے چپ کروانے لگ جائیں گی نہ اور دیکھیں آپ رونا بھول کر مجھے گھور رہی ہیں۔۔

تعدیل آنسوں پوچھتی سمجھداری سے بولی تہذیب کے ساتھ عاصم صاحب اور بینش بیگم بھی ہنس دیے۔۔

نکاح کے بعد مبارک سلامت کا شور اٹھا۔۔۔ہاشم سب سے اسٹیج پر ہی ملتا مبارکباد وصول کر رہا تھا

جب ارتضیٰ جو ریحان اور شمائل کو بھی ساتھ لایا تھا ہاشم کے مقابل آیا ریحان اور شمائل دونوں نے ہاشم کو مبارکباد دی۔

جب کے ارتضیٰ اسے دیکھنے لگا اچانک آنکھوں میں کسی خیال کے تحت چمک در آئی۔۔

آواز تھوڑی بلند کرتے ہوئے کہنے لگا تا کہ اسٹیج پر اسکے آفس کے کولیگ بھی سن لیں۔۔

شادی بہت بہت مبارک ہو ہاشم وقاص لیکن مجھے ایک بات کا افسوس ہے اچھے خاصے ہو ماشاءاللہ تمہے تو کوئی بھی لڑکی یوں چٹکیوں میں مل جاتی۔۔ پھر ایک ہکلی لڑکی سے شادی کرنے کی بیوقوفانہ حرکت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔۔۔ارتضیٰ چہرے پڑھ تمسخرانہ مسکراہٹ لئے اسے دیکھتے ہوئے بولا جس کا چہرہ سپاٹ ہو گیا۔۔

کبھی کسی سے بے گرز محبت کی ہے ارتضیٰ احمد ایسی محبت جو ہوس سے پاک ہو۔۔۔ایسی محبت جسے لفظوں کے سہاروں کی ضرورت نہ پڑی ہو؟ ہاشم ایک قدم آگے بڑھتا اسکے کندھے سے نادیدہ گرد صاف کرتا ہلکی مگر سرد آواز میں پوچھنے لگا جو اسکی بات پر سلگ کر اسکے ہاتھ کو اپنے کندھے سے جھٹکے سے ہٹا کر اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑے کھڑا رہا۔۔

اچھے ڈائیلوگ ہیں لیکن صرف کہنے اور سننے کے لئے ورنہ یہ جو تم محبت کی بات کر رہے ہو نہ کچھ عرصے بعد سب ختم ہو جائے گی تنتت افسوس جب ایک بات پوری سننے کے لئے پانچ منٹ انتظار کرنا پڑے گا۔۔

ارتضیٰ نے اسے غصّہ دلانے کے لئے تہذیب کا مذاق بنانا چاہا لیکن ہاشم کوئی بھی تاثر دیے بغیر

New Era Magazine

اسٹیج سے نیچے اتر کر تہذیب کی طرف بڑھنے لگا۔

جو دلہن بنی نظریں جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اسٹیج کی طرف بڑھ رہی تھی اسے دیکھتے ہی ہاشم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ چھائی۔۔۔

قریب پہنچتے ہی ہاشم نے اسکا ہاتھ تھاما دونوں ہوٹنگ اور مووی بنواتے اسٹیج پر چڑھ کر صوفے پر بیٹھ گئے۔

ارتضیٰ پہلے ہی غصّے سے دونوں دوستوں کے ساتھ اسٹیج سے اتر کر بینکیوٹ سے نکل گیا اسے کوئی پرواہ تھی بھی نہیں اسکی طرف سے سب بھاڑ میں جائیں۔۔۔

امی۔۔

کیا ہوا تعدیل۔۔ بینش بیگم نے پلٹ کر تعدیل کو دیکھا۔

آپ ملیں کیا نگہت آنٹی کی بھابھی سے کچھ کہا تو نہیں۔۔ تعدیل نے فکرمندی سے کہا وہ اپنی ماں کو نیلم بیگم کے پاس کھڑا دیکھ چکی تھی۔

نہیں کچھ نہیں کہاں یہ تو نصیبوں کی باتیں ہیں۔۔۔ اچھا یہ سب چھوڑو جاؤ ذرا تہذیب کے پاس کہیں گھبرا نا رہی ہو۔۔۔ بینش بیگم مسکرا کر بتاتیں اسے بولیں جو انکی بات سن کر مسکرا دی تھی۔۔

امی آپی کے ساتھ اب ہاشم بھائی ہیں نا بھی میں وہیں سے آ رہی ہوں بار بار آپی کو دیکھ کر انکے

کان میں کچھ کہہ رہے ہیں بیچاری میری آپی شرم سے لال پیلی ہورہی ہیں ہاہاہا۔۔

چل شریر۔۔۔

ہاہاہاارے سچ کہہ رہی ہوں کوئی آرہا ہے تو فوراً سیدھے ہو جاتے ہیں۔۔تعدیل نے ہنس کر شرارت سے کہا بینش بیگم مسکراہٹ دباتیں گھور کر آگے بڑھ گئیں۔تعدیل ہنستی ہوئی پیچھے مڑی سامنے ہی ہدبر کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

کیا ہوا ایسے کیوں گھورا جارہا ہے۔۔تعدیل نے کمر پر ہاتھ ٹکا کر کہا۔۔۔

تمہے ہر کوئی نظر آرہا ہے سوائے میرے۔۔

ہیں؟ یہ کب ہوا؟تعدیل نے اچھنبے سے کہا ہدبر اور تپ گیا۔۔

جب سے ہم آئے ہیں محترمہ۔۔۔

اوہ اچھا لیکن مجھے تو آپ بہت اچھے سے نظر آرہے ہیں تعدیل نے مزے سے کہا ہدبر نے گھورتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا اور چلتا ہوا بینکیوٹ کے دروازے کی طرف آگیا جہاں لوگ نہیں تھے۔۔

🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷🌷

رسموں کے ساتھ ہی مووی اور تصویروں کے طویل سلسلے کے بعد کھانے کھل گیا۔۔

ساڑے گیارہ بجے تک رخصتی کے لئے سب بینکیوٹ سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھنے لگے۔۔

تہذیب روتی ہوئی اپنے ماں باپ اور پھر بہن سے ملی۔۔

میری بیٹی کا ہمیشہ خیال رکھنا کبھی اس سے بدگمان نہ ہونا ہاشم بیٹا۔۔۔عاصم صاحب اسکے گلے لگتے ہوئے بولے جسے اپنے باپ کی شدّت سے یاد آئی کاش وہ زندہ ہوتے تو اپنے بیٹے کو دولہا بنتے دیکھتے۔

ابو آپ فکر مت کریں۔۔۔ہاشم نے بے ساختہ عاصم صاحب کو کہا جو سنتے ہی خوشی سے آبدیدہ ہو گئے۔

خوش رہو۔۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سوا بارہ بجے تک وہ لوگ گھر پہنچے جب کے نیلم بیگم راستے سے ہی احمد صاحب کے ساتھ کل انے کا کہہ کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گئے نیلم بیگم کو تہذیب رشتے کے انکار کرنے کے بعد سے ایک آنکھ نہیں بھا رہی تھی نیلم بیگم ان لوگوں میں سے تھیں جو منہ پر اچھی اور دل میں بغض رکھتے ہیں۔

کچھ رسموں کے بعد تہذیب کو وردہ پھوپھو ہاشم کے روم میں لے گئیں۔۔

امی ابھی میں نے اور تصویریں کھینچی تھیں اپنے ساتھ اپنے بھابھی کو کمرے میں بھیج دیا۔۔۔

ہدبر نے منہ بنا کر کہا۔۔

اتنی تصویریں تو کھینچی ہیں اور کتنی چاہیے۔۔۔نگہت بیگم نے گھور کر کہا۔۔

امی مجھے پتہ ہے یہ ہماری ہونے والی بھابھی کو تصویریں دیکھا کر جلانا چاہتے ہیں کیوں کے اب بھابھی ہمارے پاس ہیں کیوں ہدبر بھائی ٹھیک کہانہ۔۔

حماد نے شرارت سے کہاہدبر نے اسے گھوراجب کے سب ہنس دیۓ ہاشم سب کو باتوں میں لگا دیکھتا نگہت بیگم کے سر پرپیار کرتا تیزی سے سیڑیاں چڑھتا کمرے کی طرف بڑھاجب حماد کی نظرپڑی۔۔

ہاشم بھائی کو کیاہوا ایسے بھاگ کیوں رہے ہیں۔۔حماد کی بات پر ہدبر اور ردا نے ایک دوسرے کو پھر پکڑو کہتے بھاگے۔۔۔

نگہت بیگم اور وردہ بیگم ہنسنے لگیں جب کے حماابھی بھی نا سمجھی سے بیٹھارہ گیا۔۔۔

تہذیب سر جھکاۓ بیٹھی مہندی اور چوڑیوں سے سجے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی دل کی دھک دھک اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہی تھی۔۔

جب دروازہ کھولتے ہاشم اندر آیا خاموش فضا میں اسکی پھولی سانسیں بخوبی اسکے کانوں میں پڑھ رہی تھی۔جب دھڑام کی آواز پر تہذیب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا جہاں ہدبر اور ردا دونوں زمین بوس چکے تھے۔

جب کے ہاشم انکے آندھی طوفان کی طرح دروازے سے ٹکراتے ہوۓ اندر آکر گرنے پر حیران ہوا۔۔

ہاشم جو تھوڑے سے کھولے دروازے کو سانس ہموار کرتا بند کرنے لگا تھا اس طرح آنے سے برق رفتاری سے پیچھے ہٹا تھا ورنہ آج اسکی ناک ضرور ٹوٹتی۔۔

تہذیب گھبرا کر اپنا بھاری شرارہ سنبھالتی اٹھ کر انکے قریب جانے لگی جو چہرے پر میسنی سی مسکراہٹ سجائے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

یہ کیا بدتمیزی ہے اس طرح کمرے میں کون آتا ہے۔۔ہاشم جانتا تھا وہ اسی کے پیچھے آئے ہیں لیکن یہاں تک پیچھے آئیں گے یہ تو سوچا ہی نہیں تھا۔۔۔

سوری ہاشم بھائی ہم تو نیگ لینے گرے۔۔۔ نہیں مطلب آئے تھے وہ یہ چھوٹا پیس آ گے تھا جلدی میں پتہ ہی نہیں چلا۔۔ہدبر بوکھلا کر بولا رادا نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔

ہدبر بھائی۔۔۔ردا نے احتجاً کہا جو اسکے قد کی وجہ سے اسے چھوٹا پیس کہہ رہا تھا۔۔

تہذیب مسکرانے لگی ہاشم تیزی سے اسکے پیچھے اکر کھڑا ہو گیا۔۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے بھاگو اب۔۔۔ہاشم نے دونوں کو کمرے سے نکالنا چاہا جو بنا نیگ لئے ٹلنے والے نہیں تھے جب کے تہذیب ہاشم کے اتنا نزدیک کھڑا ہونے پر نظریں جھکا کر انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔

کتنے تیز ہیں پیسے دیں ورنہ میں یہاں سے نہیں جانے والا۔۔۔ہدبر کہتا صوفے پر جا بیٹھا۔

ابے یار تم بھیگ منگے۔۔۔۔

ہاہاشم اایسے تت تو مت کا کہیں۔۔۔تہذیب بے ساختہ پلٹ کر بولی لیکن اسے اپنے نزدیک خود کو دیکھتا پا کر دوبارہ نظریں جھکا گئی۔

اوئے ہوئے دیکھا ایسی ہوتی ہیں بھابھی چلیں اب دیں ردا بولو تم۔۔۔ہدبر خوش ہو کر کہتا ردا سے بولا جو ساتھ ہی ہدبر سے منہ بنائے بیٹھی تھی۔۔۔

کل لے لینا ابھی جاؤ ورنہ بلاؤں امی کو بلاؤں۔

ہاشم بھائی پہلے نیگ پلیز۔۔۔ردا چلتی ہوئی ہاشم کے سامنے آتی ہاتھ آگے کرتی ہوئی بولی۔

ہاشم نے ایک نظر تہذیب کو مسکرا کر دیکھا پھر والٹ سے پانچ ہزار کے چار نوٹ نکال کر دو اسکی ہتھیلی پر رکھے۔۔

تھینک یو ہاشم بھائی۔۔ردا چہک کر کہتی ہدبر کو زبان چڑھا کر باہر بھاگی ہاشم چلتا ہوا اسکے سامنے جا کھڑا ہوا جواب منہ پھولا رہا تھا۔

یہ لو یار زنانہ حرکتیں مت کرو ایک نوٹ حماد کو دینا ہے میں پوچھوں گا۔۔ہاشم اسے پیسے دیتا وارن کرتے ہوئے بولا۔۔۔

اسے کیوں بھئی اور اس پدی کو دس ہزار یہ کہاں کا انصاف ہے۔۔ہدبر کھڑا ہوتے ہوئے بولا۔۔

بہن ہے اور یہ خالصتاً بہنوں کا حق ہے کیوں تہذیب۔۔۔ہاشم نے انکھوں کو چھوٹا کرتے ہوئے ہدبر کو کہتے تہذیب کو دیکھا جو مسکراہٹ ضبط کرتی سر اثبات میں ہلانے لگی۔۔

ہمم۔۔۔اوکے۔۔فائن۔۔۔کول۔۔۔اوکے۔۔۔۔ہدبر بولتے بولتے دروازے تک پہنچا پھر یکدم میں پھر بھی نہیں دوں گا کہتا بنا پلٹے کمرے سے نکل گیا۔۔

ٹھک ٹھک ٹھک !!

گیارہ بجے کا وقت تھا جب کمرے کا دروازہ نوک ہوا۔۔۔

تہذیب جو ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنے بال سلجھا رہی تھی پلٹ کر ایک نظر ہاشم کو دیکھا جو گہری نیند میں سو رہا تھا۔

مسکرا کر تہذیب نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا جہاں نگہت بیگم کھڑی تھیں۔

صب صبح ب بخیر۔۔۔م میں آ آ رہی ت تھی۔۔۔ تہذیب انھیں دیکھ کر شرمندہ ہوئی جو دیر تک سوتی رہی تھی جانے کیا سوچ رہی ہو نگی۔۔۔۔ تہذیب سوچ کر رہ گئی۔۔

کوئی بات نہیں ہاشم اٹھ گیا۔۔۔ نگہت بیگم نے اسکے امی کہنے پر نہال ہو کر آگے بڑھ کر اسکی پیشانی چوم کر کہا۔

ن نہیں س سو ر رہے ہ ہیں۔۔۔ تہذیب کہ کر نگہت بیگم کو اندر آنے کے لئے سائیڈ پر ہوئی۔۔۔

تم اٹھا دو میں بس تم دونوں کو دیکھنے آئی تھی ہم۔۔۔ نگہت بیگم مسکرا کر کہتیں چلی گئیں۔

تہذیب دروازہ بند کر کے پلٹی ہی تھی جب ہاشم نے دونوں ہاتھ دروازے پر رکھ کر اسے اپنے حصار میں لیا۔۔

تہذیب جلدی سے پیچھے ہوتی دروازے سے ٹکرا گئی جانے وہ کب اٹھا تھا۔۔

ہا۔۔۔

شش!! ہاشم کی بلی۔۔۔ تہذیب کچھ بول پاتی اس سے قبل ہی ہاشم اسکے کان کے قریب جھکتا

سرگوشی میں کہتے ہوئے ایک ہاتھ اسکے لبوں پر رکھ کر دیکھنے لگا۔

تہذیب کے دل کی دھڑکن اسکی قربت سے تیز ہونے لگی۔۔

سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ تہذیب شرمانے کے ساتھ ہی اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔

تہذیب کے شرمانے پر ہاشم قہقہہ لگا کر ہنس دیا۔۔۔

ہاہاہا۔۔ویسے میں کب سے انتظار کر رہا تھا تم کب آکر جگاؤ گی لیکن آپکی یہ حسین نم زلفیں۔۔۔

ہاشم کان میں سرگوشی کرتے دونوں ہاتھوں سے زور سے اسے خود سے لگاتا اتنا ہی کہ کر

جھکا۔۔۔

تہذیب جو پہلے ہی شرم سے چہرا چھپائے ہوئے تھی اب تو بولتی بھی بند ہو چکی تھی۔۔

ڈریسنگ کے سامنے کھڑا وہ خود پر پرفیوم چھڑک رہا تھا جب کے تہذیب ابھی کمرے سے نکل

کر نیچے گئی تھی۔

ہاشم جو نیچے جانے کے لئے کمرے سے نکل رہا تھا حماد کو آتے دیکھ کر رک گیا۔۔۔جو منہ بنا کر

فلور کشن پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔۔

کیا ہوا تمھے؟ ہاشم مسکراہٹ لبوں میں دبا کر سنجیدگی سے بولا۔

ہاشم بھائی میں آپ سے بہت ہی سخت قسم کا ناراض ہوں آپ نے ہدبر بھائی اور ردا دونوں کو

پیسے دیے ہیں کل۔۔اور وہ ردا کی بچی بھابھی کی بہن کے سامنے زبان چڑھا رہی تھی۔۔۔ابّو

ہوتے تو سب سے پہلے مجھے دیتے۔۔۔ لیکن آپ ابّو تھوڑی ہیں جو خیال کریں گے اور وہ کیا آپ کی بہن ہے ہم۔۔۔۔

حماد غصّے سے بنا سوچ سمجھے بولتا چلا گیا یہ سوچ بغیر کے سامنے کھڑے شخص کے دل کو کتنی ٹھیس پہنچی ہو گی اسکی بات سے۔

ہاشم کے چہرے کی مسکراہٹ ایسے غائب ہوئی جیسے کسی نے نوچ لی ہو۔۔۔ہاں اپنوں کے لفظوں میں ہی اتنی طاقت ہوتی ہے کے وہ انسان کی خوشیاں کھا لیتی ہیں۔۔

حماد جو دروازے پر نظر پڑتے ہی خاموش ہوا تھا ہونٹ بھینچ کر نظریں جھکا گیا۔

اس سے پہلے ہاشم کچھ کہنے کی ہمت کرتا ردا تیزی سے قدم اٹھاتی انسوں ضبط کیے سرخ ہوتی آنکھوں کے ساتھ اسکے سامنے آئی حماد جلدی سے کھڑا ہوا۔۔

ردا سوری۔۔۔

نہیں سہی کہا میں بہن نہیں ہوں اور صرف تم نے ہی نہیں میں نے بھی اپنے ابّو کو کھویا ہے۔۔۔ تیمور تو ہم سے بھی چھوٹا ہے وہ بھی ابّو کو یاد کرتا ہے لیکن کبھی اس نے یہ نہیں کہا کے اگر ابو ہوتے تو ایسا کرتے جو تم لوگ نہیں کر رہے کیوں کے باپ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا کبھی بھی۔۔۔ لیکن یہ بھی ایک سچ ہے کے ہاشم بھائی اور ہدبر بھائی کی بھی کوئی جگہ نہیں لے سکتا۔۔۔ میں نہیں ہوں بہن سہی کہا میں کزن ہوں۔۔۔ یہ یہ لو یہ صرف تمہارا حق ہے۔

ردا کی آواز روندھ گئی وہ جو پیسے ہاتھ میں پکڑے اسے دوبارہ جلانے کے گرز سے آئی تھی حماد کی بات سنتے ہی چوکھٹ پر ہی رک گئی تھی۔۔

روتے ہوئے ردا نے حماد کی ہتھیلی پے پیسے رکھ کر اس نے کمرے سے دوڑ لگا دی۔۔

ہاشم بھائی سوری میں غصّے میں غلط بول گیا۔۔۔حماد نادم سا بول کر سر جھکا گیا۔۔۔

کوئی کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے۔۔۔ہاشم خود کو بولنے کے قابل کرتا کہ کر سائیڈ ٹیبل سے والٹ اٹھا کر اس میں سے پیسے نکال کر اسکے قریب آیا۔۔۔جو ابھی تک سر جھکا کر کھڑا تھا۔

ہاشم نے بنا کچھ بولے اسکے ہاتھ سے پیسے لیے پھر اپنے ہاتھ میں پکڑے اسے دے کر جانے لگا۔۔

ہاشم بھائی سوری پلیز مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔

ارے کوئی بات نہیں غصّے میں ہو جاتا ہے۔۔ابو کی جگہ واقعی کوئی نہیں لے سکتا حماد خیر چلو اب جاؤ سوری کر لو ردا سے اور یہ میں دے دونگا۔۔۔ہاشم نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا پھر لمبے لمبے ڈاگ بھرتا کمرے سے نکل گیا۔

بولنا کتنا آسان ہوتا ہے ناں۔۔۔لیکن اسے سن کر سہہ جانا بہت مشکل یہی حال اس وقت حماد کا تھا۔۔۔

یہ ہاشم کہاں ہے؟ بینش بیگم نے اچانک تہذیب سے پوچھا جو لاؤنج میں ہی بیٹھی تھی۔۔

اا آرہے ہوں گ گے م میں دی دیکھتی ہوں۔۔۔۔تہذیب کہ کر اٹھ کر جانے لگی یکدم ہاشم کو نیچے اتے دیکھ کر وہیں رک گئی۔۔

ہاشم اسے مسکرا کر دیکھتا سب سے ملنے لگا جب کے تہذیب اسکے چہرے کو غور سے دیکھنے لگی۔

صبح خوش باش سے ہاشم کے چہرے پر افسردگی چھائی ہوئی تھی اور یہی بات تہذیب کو پریشان کرنے کا باعث بنی۔۔

تہذیب سوچتے ہوئے اسکے ساتھ صوفے پر آ کر بیٹھی جو عاصم صاحب سے بات کر رہا تھا۔۔۔

آپی ردا کہاں ہے؟ تعدیل نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ہاشم نے گہری سانس بھری جب کے تہذیب نے کندھے اچکائے۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے سب ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔۔

ہاشم جو ناشتہ کرتے ساتھ عاصم صاحب سے ہلکی پھلکی باتیں کر رہا تھا کمر کی طرف سے شرٹ کو کھچتا محسوس کرتے ہی حیرت سے نظر گھوما کر دیکھا تہذیب اسکی شرٹ کو چٹکی میں بھر کر ہلکے ہلکے کھینچ رہی تھی۔۔۔

تہذیب کی حرکت پر ہاشم کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آئی۔۔۔نا محسوس انداز میں ہاشم نے اسکے ہاتھ کو ٹیبل کے نیچے ہی تھام لیا۔۔

چھ چھوڑیں۔۔۔

ہم کیا ہوا ناشتہ کرو۔۔۔ہاشم نے انجان بن کر کہتے اسکا ہاتھ دبایا اس سے پہلے تہذیب کچھ بولتی نگہت بیگم بول پڑیں۔۔

New Era Magazine

کیا ہوا بیٹی ناشتہ کیوں نہیں کر رہی۔۔۔

ج جی ک کر رر ہی ہو ہوں۔۔۔۔ بیچارگی سے کہ کر تہذیب کن اکھیوں سے اسے دیکھنے لگی جس نے آنکھ مار کر اس کے ہاتھ کو آزاد کیا۔۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ولیمے کی تقریب رات کو تھی ہاشم تہذیب وغیرہ کو پارلر چھوڑ کر واپس آنے لگا تعدیل بھی انکے ساتھ ہی تھی۔۔

جب راستے میں ہی اسے سگنل پر ارتضیٰ دکھا جو کسی لڑکی کے ساتھ بیک سیٹ بیٹھا تھا۔۔ فرنٹ پر دو انجان لوگ تھے جب کے ارتضیٰ لوگوں کی پرواہ کیے بغیر اس لڑکی کے ساتھ فاصلے ختم کیے کان کے نزدیک جھکا ایک ہاتھ سے اس لڑکی کا گال سہلا رہا تھا جو تھوڑی تھوڑی دیر بعد ہنس رہی تھی۔

ہاشم کے چہرے پر دونوں کو دیکھ کر سخت ناگواری پھیلی جو کہنے کو تو مسلمان ہیں لیکن حرکتیں شرمناک کر رہے تھے ذرا بھی احساس نہیں تھا کے آگے پیچھے لوگوں کی نظریں انہی پر مرکوز تھی۔۔۔۔ کیسے نہ ہوتیں دن دھاڑے انھیں گند دیکھنے کو مل رہا تھا ہاں اسے لوگ گند ہی پھیلا رہے ہوتے ہیں۔۔ ہاشم نے اس پل شدت سے اللہ کا شکر ادا کیا تھا کے تعدیل کی زندگی بچ گئی۔۔۔ سگنل کھلتے ہی ہاشم سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ ﷺ

ماشاءاللہ آپی آج تو آپ کل سے بھی زیادہ پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔تعدیل جو اپنی تیاری مکمل ہونے کے بعد اسکی طرف آئی تھی اسے دیکھتے ہی بے ساختہ بول پڑی۔

تعدیل جو پرپل کلر کی میکسی میں میک اپ اور جیولری پہنے تیار تھی تعدیل کے کہنے پر مسکرا دی۔۔

آپ ماشاءاللہ خود بھی بہت پیاری ہیں۔۔پاس ہی کھڑی پارلر والی نے پیشہ وارنہ مسکراہٹ چہرے پر سجا کر اسکی تعریف کرنا ضروری سمجھا۔۔۔

تھ تھیک ی یو۔۔۔تہذیب نے دھیمی آواز میں اسکا شکریہ کیا جب پیچھے بیٹھی ایک لڑکی زور سے ہنسی۔۔۔

ہاہاہا واؤ موم آپ نے سنا کیسے بولتی ہے یہ ہاہاہا سوری یار لیکن تمھارے بولنے سے مجھے ایک دوست یاد آ گئی وہ بھی ہکلا کر بات کرتی ہے۔ایک سال پہلے میں اسکی شادی میں گئی تھی لیکن ایک ہفتہ پہلے اسکے اپنے گھر گئی بیچاری کو طلاق ہو گئی کے اسکی وجہ سے اسکے ہسبنڈ کا سب مذاق اڑاتے تھے۔

رباب اسٹاپ اٹ۔۔۔اس سے قبل وہ لڑکی اور کچھ کہتی ساتھ بیٹھی اسکی ماں نے گھور کر اسے ٹوکا۔تعدیل غصے میں اسے کچھ کہنے لگی تھی جب تہذیب نے اسکا ہاتھ تھام کر کچھ بھی کہنے سے روکا۔

آپی آپ نے روک دیا ورنہ سناتی اسے ہونہہ اسکے فضول سے ہسبنڈ نے اسے چھوڑ دیا تو ہمیں کیا اس سے۔۔بیوقوف کہیں کی جانے کتنے لوگوں کو اپنی دوست کا بتاتی پھرتی ہوگی اور دیکھا تھا کیسے ہنس رہی تھی۔۔ایسے لوگ سامنے ہمدرد بنتے ہیں پھر پیٹ پیچھے ہنس ہنس کر مذاق اڑاتے ہیں بے حس لوگ۔۔تعدیل اسکے ساتھ گاڑی میں بیٹھی دھیمی آواز میں بولتی رہی۔۔ جب کے تہذیب اس لڑکی کی کہی باتیں سوچنے لگی۔۔۔کیا کوئی صرف لوگوں کے مذاق اڑانے سے اپنی شریکِ حیات کو چھوڑ دیتے ہیں؟اس میں اس لڑکی کا کیا قصور بھلا؟کیا لوگوں نے زندگی بھر اسکے ساتھ اکر گھر میں رہنا تھا؟کیا لوگوں نے اسکے سکھ دکھ میں اسکے ہمقدم چلنا تھا؟ جب شادی کرلی اسکے بعد ہی کیوں اسے شرمندگی ہوئی؟سرخ جوڑے میں پہلو میں بیٹھی زندگی کے حسین خواب دیکھتی اس لڑکی کے خوابوں کو لوگوں کے مذاق نے کیونکر نوچ لیا؟ خامیاں تو ہر کسی میں ہوسکتی ہیں کیا اس مرد کا اتنا ہی ظرف تھا یا لوگ ہی کمظرف ہوچکے ہیں کے اپنا درد اپنی تکلیف اپنی مجبوریاں اپنے خواب اپنی حسرتیں اپنی محبت اپنی نفرت ہی نظرو سمجھ آتی ہے ایسا کیوں ہے آخر۔۔۔۔بہت سے سوال اسکے دماغ میں گردش کرنے لگے جب گاڑی رکی۔زور سے سر کو جھٹک کر تہذیب نیچے اترنے لگی۔۔

وہ نہیں چاہتی تھی کے منفی سوچوں میں گھیر کر وہ خود میں احساسِ کمتری کو خود پر حاوی ہونے دے۔۔

وہ ہاشم کے ساتھ زندگی بھر کا سفر ساتھ میں تہہ کرنا چاہتی ہے۔۔۔

ولیمے کی تقریب اپنے عروج پر تھی ہاشم اور تہذیب ساتھ کھڑے سب کی نگاہوں کا مرکز بنے ہوئے تھے...دونوں لگ بھی تو بہت پیارے رہے تھے۔۔۔

کسی کی نگاہوں میں رشک تھا تو انہی میں ایک انسان ایسا بھی موجود تھا جس کی نگاہوں میں نفرت جلن جانے کتنے ہی جذبے دونوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ کر دل و دماغ میں ابھرے تھے۔

ارتضیٰ احمد جسے بچپن سے ہی ہاشم وقاص سے خداواسطے کا بیر تھا وہ کیسے اسے خوش ہوتے دیکھ سکتا تھا۔۔ ایسا کیا ہے ہاشم میں جو آج ہر وہ چیز پا گیا۔۔۔جب کے ارتضیٰ احمد آج اس سے ایک قدم پیچھے ہی کھڑا ہے۔

ہاشم وقاص میں تم دونوں کی یہ مسکراہٹ چھین لونگا ایسا وار کروں گا کے ہنسنا تو دور مسکراہٹ کیا چیز ہوتی ہے وہ تک بھول جاؤ گے۔۔۔دونوں پے نظریں مرکوز کیے وہ خود ہی جل بھون کر نفرت سے سوچتا سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

اسے اب تعدیل سے کوئی سروکار ہی نا رہا ہو جیسے دل و دماغ پر ہاشم کی نفرت نے نئے سرے سے سر اٹھایا تھا۔

ہاشم نے کن اکھیوں سے ساتھ بیٹھی تہذیب کو دیکھا جو ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ ہد بر کی طرف متوجہ تھی۔۔۔

جب کے ہد بر تہذیب سے ساتھ بیٹھتا موبائل کا فرنٹ کیمرہ اوپن کرتا اپنی اور اسکی سیلفی لینے لگا۔

چلو یہ پھر شروع ہو گیا۔۔۔اٹھو ہد بر کھانا کھول رہا ہے جاؤ عاصم بھائی کے پاس ایک تو یہ ارتضیٰ بھی پتہ نہیں کہاں غائب ہے۔۔۔ نگہت بیگم قریب آتے ہی اسے کہ کر ساتھ ہی اسٹیج سے اتر گئیں۔۔۔

کھانا کھل گیا تھا مہمان کھانے کی طرح متوجہ ہو گے تھے ہاشم اور تہذیب اسٹیج پر اکیلے تھے۔۔۔

ہاشم نے موقع غنیمت جان کر تہذیب کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

تہذیب نے چونک کر اسے دیکھا۔۔

کیا سوچ رہی ہو؟

ک کچھ کچھ ن نہیں۔۔ تہذیب نے کہ کر نظریں جھکا کر اپنے ہاتھ کو دیکھا جو ہاشم کے ہاتھ میں دبا تھا۔

ہاشم اسے غور سے دیکھنے لگا۔۔۔

کسی نے کچھ کہا ہے تم سے؟ یکدم ہاشم نے سنجیدگی سے کہا تہذیب نے حیرت سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

آآپ ک کو اا ایسا کک کیوں لا لگا۔۔۔۔

میجک سے اچھا بتاؤ کس بے کہا میں ابھی ٹھیک کرتا ہوں۔۔ہاشم سنجیدگی میں کہتا ہلکے سے مسکرایا۔

بھابھی جان۔۔۔اس سے قبل تہذیب جواب میں کچھ کہتی ارتضیٰ کی آواز پر دونوں بری طرح چونکے۔

ہاشم سے ساتھ کھڑی اس لڑکی کو دیکھا جسے وہ ارتضیٰ کے ساتھ کار میں دیکھ چکا تھا جب کے ارتضیٰ کے بچپن کے دوست کے ساتھ کھڑا وہ لڑکا بھی دیکھ چکا تھا۔۔۔

ہاشم دیکھنے کے باوجود خاموش ہی رہا جب کے لبنیٰ اور سعد دونوں کھڑے مسکرا رہے تھے۔۔

یہ میرے دوست ہیں۔۔۔ارتضیٰ نے انکے متوجہ ہونے پر کہا۔۔۔

اس السلام ع علیکم !! تہذیب نے آہستہ سے سلام کیا۔

لبنیٰ اور سعد دونوں کے چہرے پر تمسخرانہ پھیلا لیکن ہاشم کے سامنے کچھ کہ کر وہ تماشا نہیں کروانا چاہتے تھے۔۔۔

وعلیکم اسلام بھابھی شادی بہت بہت مبارک آپ دونوں کو۔۔سعد نے چہرے پر سنجیدگی لا کر کہا۔

تھینک یو مسٹر آپ شادی میں آئے۔۔۔کھانا کھا کر جائے گا۔۔۔تہذیب کا ہاتھ پکڑ کر ہاشم جلدی سے بولا۔۔۔انکے چہروں سے صاف لگ رہا تھا وہ تہذیب کے ہکلا کر کہنے پر مسکرا رہے۔۔۔

اوہ یور ویلکم۔۔۔سعد زبردستی مسکرا کر کہ کے تپ گیا۔۔

چلو یہاں سے۔۔۔۔ارتضیٰ گھورتا ہوا کہ کرسب کے ساتھ تیزی سے اسٹیج سے اتر گیا ہاشم ابھی تک انکی پشت دیکھ رہا تھا جب کے تہذیب آنکھوں میں محبت لئے اسے جس نے اسکا مذاق بننے سے پہلے ہی سب کو اپنے لہجے سے باور کروا گیا تھا۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تہذیب ڈریسنگ کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی جب ہاشم کمرے میں آتا کوٹ کو اتار کر ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا اسے دیکھنے لگا پھر چلتا ہوا اسکے گرد بازو پھیلا کا اپنے حصار میں لیتا تھوڑی اسکے کندھے پر ٹکا کر آئینے سے دونوں کے عکس کو دیکھنے لگا۔

بہت اچھی لگ رہی ہو مسز ہاشم۔۔۔ہاشم نے مسکراتے ہوئے اسے کہا۔۔

آآپ ب بھی بب بہت اچ اچھے ل لگ رر ہے ہیں۔۔۔تہذیب نے بھی مسکرا کر کہا۔۔

ہاشم نے مسکرا کر اسے اپنی طرف گھومایا تہذیب نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

ہاہاشم آآپ کب کبھی مج مجھے چھو چھوڑیں گ گے ت تو ن نہیں۔۔۔یکدم تہذیب نے دونوں ہاتھ سینے پے رکھ کر کہا۔۔

ہاشم جو مسکرا کر اسکے گال پر جھک رہا تھا یکدم رک کر پیچھے ہوا۔۔

New Era Magazine

چھوڑنے کی وجہ بتاؤ گی؟ہاشم نے سپاٹ لہجے میں کہا تہذیب ہونٹ بھینچ گئی اسے یہ سوال نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

تہذیب جلدی سے اسکے سینے سے لگ گئی۔۔

س سوری م مجھ مجھے یہ نن نہیں پ پوچھنا چ چاہیے ت تھا۔۔۔س سوری۔۔۔

تہذیب نے دونوں ہاتھ اسکے گرد سختی سے حائل کر کے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

ہاشم نے کچھ بھی کہے بغیر ہونٹ اسکے سر پر رکھ دیئے۔۔۔۔

ہاہاشم۔۔۔

ششش!!کسی کی فضول باتوں کو دماغ میں جگہ مت دو تہذیب۔۔ہاشم وقاص بچپن سے تمھارے ساتھ کا خواہشمند رہا ہے اگر چھوڑنا ہی ہوتا تو تمہے اپنی زندگی میں کبھی شامل نا کرتا ۔۔۔ہاشم اس سے پیچھے ہوتا اسکے چہرے کو تھام کر اسکی آنکھوں میں دیکھ کر محبت سے بولا تہذیب کی آنکھوں سے موتیوں کی طرح آنسوں گالوں پر لڑکھنے لگے۔۔۔

م مجھ۔۔

چھوڑو ان باتوں کو اور یہ رونا بند کرو دیکھو میک اپ خراب ہو رہا ہے بلکل چڑیلوں جیسے روپ دھار رہی ہو۔۔۔ہاشم اسے کہتے ہوئے اسکے آنسو پوچھے جو چڑیل کہنے پر اسے گھور کر پیچھے ہٹنے لگی۔۔

ب بہت۔۔۔

ہاں ہاں جانتا ہوں میری جان تم مجھ سے بہت محبت کرتی ہو لیکن سب سے زیادہ میں تم سے کرتا ہوں۔۔۔ہاشم نے اسکی بات اچک کر اسکی پیشانی چوم کر اپنے حصار میں لے لیا۔۔

ہاشم کتنا خوبرہ شخص ہے اس لڑکی میں ایسا کیا دیکھ لیا جو اس سے شادی کر لی ہو نہ ہو ہکلی کہیں کی۔۔اگر میں ہاشم ہوتی تو شادی تو دور اس سے دوستی تک نہیں کرتی۔۔۔مطلب بند اجب تک اپنی بات پوری کرلے وہ تو ج۔ج۔ووہ ایسے ہی کرتی رہ جائے گی۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔

لبنیٰ خود ہی کہتی قہقہ لگا کر ہنسی ارتضیٰ جو اسکی گود میں سر رکھے لیٹا اس کا ہاتھ اپنے لبوں پر رکھے ہوئے تھا اسکی بات سن کر ہنسنے لگا۔۔۔

اچھا میں چلتا ہوں امی انتظار کر رہی ہونگی جب تک گھر نہیں جاؤں گا وہ جاگتی رہیں گیں۔کہتا بھی ہوں سو جایا کریں لیکن سنتی ہی نہیں ہیں۔۔۔ارتضیٰ اٹھ کر اسکا گال چوم کر بیڈ سے اتر کر اپنی جیکٹ صوفے سے اٹھا کر پہنتا کمرے سے نکل کر فلیٹ کا دروازہ عبور کرتا گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔

بہت کچھ اسکے شیطانی دماغ میں چل رہا تھا وہ سوچ چکا تھا اسے کیا کرنا ہے بس اسے صرف موقعے کی تلاش تھی۔

صبح اسکی آنکھ الارم کی آواز پر کھلی۔۔۔تہذیب نے کسمسا کر کروٹ بدلی ہاتھ ساتھ سوئے ہوئے ہاشم کے سینے پر رکھا۔

یکدم ہاشم کی آنکھ کھلی مندی موندی آنکھیں کھولتے اس نے سینے پے دھرے تہذیب کے ہاتھ کو دیکھا پھر نظروں کا زاویہ اسکی طرف گھوما کر سوئی ہوئی تہذیب کو دیکھ کر ہاتھ بڑھا کر مسکراتے ہوئے اسکے چہرے پر آئی چند لٹوں کو نرمی سے کان کے پیچھے کرتا اسکے سر پر پیار کیا جب دروازہ نوک ہوا۔۔۔

ہاشم نے سر گھوما کر دروازے کی طرف دیکھا۔۔تہذیب چونک کر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔۔چہرہ گھوما کر دیوار گھیر گھڑی پے وقت دیکھا جہاں نو بج رہے تھے۔۔رات کو سونے سے پہلے اسی نے الارم سیٹ کیا تھا تاکہ جلدی آنکھ کھلے۔

میں دیکھتا ہوں۔

ن نہ نہیں م میں دیک دیکھتی ہو ہوں۔۔۔تہذیب اسے کہتی خود اٹھ کر دروازہ کھولنے چلی گئی جب کے ہاشم مسکرا کر سر میں ہاتھ پھیرتا اٹھ کر باتھ روم چلا گیا۔۔۔

ہاشم گیلے بالوں میں تولیہ رگڑتا باہر نکلا جب سامنے سے صوفے اور فلور کشن رکھے بیٹھے تھے ٹیبل پر ناشتہ رکھا ہوا تھا۔۔۔

ہاشم مسکراتا بالکنی میں نکل گیا۔۔۔کچھ ہی لمحے میں وہ دوبارہ آیا جب ردا سے مسکرا کر گڈ مارننگ کہا۔۔

ہاشم نے سر ہلایا۔

امی ابو نے ناشتہ۔۔۔ مطلب امی نے ناشتہ کر لیا جو تم سب کمرے میں جمع ہو۔ہاشم کہتے کہتے رک کے تصحیح کرتے ہوئے بولا۔

ایک پل کے لئے چہرے پر کرب پھیلا لیکن اگلے ہی لمحے خود کو سنبھالتا نارمل لہجے میں بولا۔۔

ام امی ن نے ک کر لیا ہے نا ناشتہ پھ پھو پھو کک کے سا ساتھ۔۔ تہذیب ہاشم کے لیے کپ میں چائے نکالتے ہوئے بولی۔۔ ہاشم لمبی سانس بھرتا مسکرا کر اسکے ساتھ بیٹھا۔۔

ہاشم بھائی آپ کو پتہ ہے ردا کل سے ناراض ہے مجھ سے حالانکہ آپ نے کہا تھا ردا فوراً ناراضگی ختم کر لے گی۔۔ حماد نے افسردہ لہجے میں ہاشم سے کہا۔۔

ہاشم چائے کا گھونٹ بھرتا کپ کو ٹیبل پر رکھتے ردا کو دیکھنے لگا جو سر جھکا کر ایسے ناشتہ کر رہی تھی جیسے یہاں کسی اور ردا کا ذکر کیا گیا ہو۔۔۔

ردا۔۔۔ ہاشم نے اسے متوجہ کیا۔

ہاشم بھائی میں کوئی ناراض نہیں ہوں اس سے ایویں فضول میں بول رہا ہے۔۔۔ ردا سر اٹھا کر سنجیدگی سے کہتی دوبارہ سر جھکا کر ناشتہ کرنے لگی۔۔

تہذیب اور ہدبر نے ناسمجھی سے انھیں دیکھا۔۔۔

حماد کیا ہوا ہے تم دونوں کی کوئی لڑائی ہوئی ہے؟ ہدبر نے حماد سے پوچھا جس کے چہرے پر شرمندگی کے تاثرات پھیلے۔۔

نہیں ہدبر بھائی میں لڑائی نہیں کرتی اور میں تم سے ناراض نہیں ہوں فضول اپنی چونچ کیا چلاؤ۔۔۔

ردا ہدبر کو جواب دیتی حماد کو گھورتے ہوئے بولی۔۔۔

تم تو جیسے اپنی زبان کو تہ خانے میں بند کر کے آتی ہو ناں۔۔۔حماد نے بھی دو بدو چڑ کر جواب دیا۔

ہاشم نے سکون بھری سانس لی۔۔۔

حماد میری بہن سے مت لڑو سمجھے ورنہ تمہاری پاکٹ منی بند سمجھو۔۔ہاشم ایک دم بیچ میں بولا۔

ردا کل سے اب پہلی دفع کھول کر مسکرائی۔۔

سنا تم نے اب زیادہ فری مت ہو میرے بھائی بیٹھے ہیں یہاں۔۔۔ردا نے فخر سے گردن اکڑا کر کہا۔۔

ہم او اور مم میں بھ بھی ہوں پٹ پٹو گ گے۔۔۔ تہذیب نے ہاشم کو سلائس دیتے مسکراہٹ دبا کر کہا۔

تہذیب کے اس طرح کہنے پر یکدم کمرے میں قہقہے گونجے۔۔۔

ہاشم نے بے ساختہ اسکا گال کھینچا۔۔۔ تہذیب شرم سے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ اسے گھور کر رہ گئی جو دوبارہ کپ اٹھا چکا تھا جب کے سب نے ایک بار پھر قہقہ لگایا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

شام کا وقت تھا تعدیل لان میں کرسی پر بیٹھی ہاتھ میں پکڑے موبائل پر فیس بک یوز کر رہی تھی جب بیرونی گیٹ سے بی ایم ڈبلیو اندر داخل ہوئی۔۔۔

تعدیل جھٹ کرسی سے کھڑی ہوتے بھاگی۔۔۔

السلام علیکم آپی، السلام علیکم ہاشم بھائی میں کب سے انتظار کر رہی تھی آپ دونوں کا۔۔۔ تعدیل دونوں کو سلام کرتی تہذیب کے گلے لگی۔۔۔

وعلیکم اسلام ہم جلدی آجاتے لیکن آج آپ کی بہن صاحبہ کی تیاری ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔ ہاشم نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔ تعدیل ہنس دی جب کے تہذیب گھور کر رہ گئی۔۔

ہائے ظالما ایسے مت دیکھو۔۔۔ ہاشم اندر کی طرف بڑھتا کندھے سے کندھا ٹکراتے ہوئے بولا۔

دونوں لاؤنج میں داخل ہوئے عاصم صاحب وہیں بیٹھے تھے اٹھ کر دونوں کو گلے لگا کر ملے۔۔

تہذیب عاصم صاحب کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔۔

رات آٹھ بجے تک کھانا لگ گیا سب کھانا کھا رہے تھے یکدم تعدیل نے تہذیب کو اشارہ کیا جو ہاشم کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی تھی جب کے وہ کھانا کھانے کے ساتھ عاصم صاحب کے ساتھ باتیں بھی کر رہا تھا۔۔

ت تم پ پو پوچھ لو۔۔۔تہذیب نے سرگوشی کی۔۔۔

اف آپی آپ پوچھیں نہ خود کیا آپ ہاشم بھائی سے ڈر رہی ہیں کہیں ہاشم بھائی غصّے تو نہیں کرتے چھوٹی چھوٹی بات پر۔۔۔

نہیں میرا دماغی توازن بلکل ٹھیک ہے مجھے دورے نہیں پڑتے۔۔۔تعدیل جو تہذیب کو سرگوشی میں کہہ رہی تھی ہاشم نے بخوبی سنا تہذیب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی ہاشم نے تھوڑا جھک کر اسے جواب دیا۔۔۔

ن نہیں ہاشم بھائی وہ تو میں ایسے ہی پوچھ رہی تھی۔۔تعدیل نے سٹپٹا کر جواب دیا۔۔۔

ہاشم اور تہذیب دونوں مسکرا دیے۔۔

ہاشم تہذیب تو آج رکے گی نا۔۔شادی کے بعد پہلی دفع آئی ہے۔۔۔بینش بیگم نے اچانک کہا۔

ہاشم کچھ دیر دیکھتا رہا پھر کندھے اچکا کر جی کہ کر تہذیب کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔وہ انھیں منا نہیں کر سکا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

سب سے مل کر ہاشم گاڑی میں بیٹھنے لگا جب پلٹ کر تہذیب کو دیکھ کر مسکرایا تعدیل جو تہذیب کے گرد حصار کیے کھڑی تھی۔۔۔ہاشم کے دیکھنے پر جوش سے ہاتھ ہلا کر بائے کرنے لگی۔۔ہاشم نے دانت پیس کر خود بھی ہاتھ ہلایا۔۔کباب میں ہڈی کہتے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر گیٹ سے نکل گیا۔۔۔

ہاشم کے جاتے ہی عاصم صاحب اور بینش بیگم اندر چلی گئیں جب کے تعدیل تہذیب کے ساتھ لان میں ہی بیٹھ گئی۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ارتضیٰ کہاں جا رہے ہو؟ نیلم بیگم اسے نک سک سا تیار ہو کر دیکھتے ہوئے پوچھنے لگی جو یکدم چڑ کر رکا اسے اس وقت ڈر گز جانا چاہیے تھے۔۔۔

آپ کو کیا کام ہے؟ ارتضیٰ نے آنکھیں گھوما کر پوچھا۔۔

کام تو کوئی نہیں لیکن عریشہ پر نظر رکھو آج کل یونی سے بہت دیر سے آنے لگی ہے۔۔

سوواٹ؟ آپ بھی تو کہیں دفع اپنی پارٹیز سے دیر سے آتی ہیں اور میں کوئی اسکا نوکر نہیں ہوں

New Era Magazine

نہ ہی وہ اب بچی رہی ہے میرا دماغ خراب مت کریں اب۔۔ ارتضیٰ پھاڑ کہنے والے انداز میں کہتے تیزی سے لاؤنج عبور کر گیا۔۔

جب کے نیلم بیگم ہکا بکا کھڑی رہ گئیں۔۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

رات کے دو بج رہے تھے ہاشم بیزار سا ایل ای ڈی پر چنیل بدلے جا رہا تھا جب موبائل پر میسج آیا۔ ہاشم نے ریموٹ بیڈ پر پٹخ کر موبائل اٹھایا نام دیکھتے ہی اسکے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔۔

سوئی نہیں ابھی تک؟ میسج ٹائپ کر کے سینڈ کیا۔۔

نہیں نیند نہیں آ رہی۔۔ تہذیب نے مسکرا کر ٹائپ کر کی بھیجا تہذیب بالکنی میں سوئنگ چیئر پر بیٹھی ہوئی تھی۔

مجھے بھی نہیں آ رہی یار آ جاؤں کیا۔۔۔ ہاشم نے شرارت سے کہا۔۔

کوئی ضرورت نہیں ہے سو جائیں۔۔۔ تہذیب نے مسکرا کر ٹائپ کیا۔

مسز بڑی ظالمانہ بات کر دی ہے۔۔ تہذیب نے میسج پڑھا جب دل والے ایموجی دیکھ کر شرما گئی۔

شرماؤمت میں سامنے تھوڑی ہوں۔۔ یکدم ہاشم کا اگلا میسج پڑھ کر تہذیب سٹپٹا کر ارد گرد دیکھنے لگی۔

آپ کو کس نے کہا میں شرمارہی ہوں۔۔۔

میرے دل نے۔۔۔فوراً جواب آیا۔۔۔

میں سورہی ہوں گڈ نائٹ۔۔۔تہذیب نے نم ہوتی ہتھلیوں سے ٹائپ کر کی بھیجا۔

ہاشم کی مسکراہٹ گہری ہوگئی تھی۔۔۔

اوکے مسز آئی لو یو ٹو۔۔۔آگے دل اور کس والے ایموجی بھیج کر ہنسنے لگا جانتا تھا شرم سے لال ٹماٹر ہو جائے گی۔۔اور ہوا بھی یہی تہذیب پڑھتے ہی شرما گئی۔۔

اگلے دن ہاشم آفس سے آتے وقت ہدبر کے ساتھ تہذیب کو لینے آیا۔۔۔

گاڑی پورچ میں روکتے ہی اسے تہذیب لان میں ہی آنکھوں پر ڈوپٹے کو باندھے تعدیل کو پکڑنے کی کوشش میں تھی۔۔

جب کے تعدیل لبوں پر ہاتھ رکھے ہنسی روکے اس سے بچنے کے لیے ادھر ادھر ہو رہی تھی۔

تہذب کو دیکھتے ہی اسکی ساری تھکن اڑان چھو ہوگئی۔۔۔جب کے ہدبر گاڑی سے اتر چکا تھا۔

تعدیل کی نظر جیسے ہی ان دونوں پر پڑی جھٹ اشارے سے سلام کرتی دونوں کے پاس آکر کھڑی ہوئی۔۔

آپی پکڑ بھی لیں یار۔۔۔۔تعدیل نے شرارت سے زور سے کہا۔

تہذیب تیزی سے اسکی آواز پر قریب آنے لگے جب ہاشم جلدی سے اسکے سامنے جا کھڑا ہوا تہذیب نے جلدی سے اسکے گرد بازو پھیلائے۔۔

پک پکڑ لیا۔۔تہذیب نے چہک کر کہا یکدم خود ہی خاموش ہو گئی۔۔جب کے تعدیل کا قہقہ چھوٹ گیا۔۔

ہاشم نے مسکرا کر ایک ہاتھ اسکی کمر پر رکھا جب کے دوسرے ہاتھ سے آنکھوں سے ڈوپٹہ اتارا۔

اتنی محبت سے پکڑا ہے میں تو اب نہیں چھوڑنے والا۔۔ہاشم نے ہلکی آواز میں اسکی آنکھوں میں جھانک کر کہا جو اسے حیرت سے دیکھ کر یکدم مسکرائی تھی۔۔

آپی میں تو یہاں۔۔۔آ کیا کر رہے ہو چھوڑو مجھے آپی ہاشم بھائی۔۔۔۔میں نے کہا کہاں لیکر جا رہے ہو۔۔تعدیل جو چہک کر کہنے لگی تھی ہد بر کے ہاتھ کھینچ کر اندر لیجانے پر چیختی رہ گئی۔۔۔۔

شرم نہیں آرہی میرے بھائی بھابھی کے بیچ میں کباب میں ہڈی بن رہی ہو چلو اندر تمہاری تو آج شامت لگواتا ہوں۔توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے بچیاں بگڑ گئی ہیں۔۔ہد بر اسکی سنے بغیر خود ہی بولے جا رہا تھا۔۔

ہاشم اور تہذیب دونوں ہنس دیے۔۔۔

چلو مسز ہاشم گھر تمہارے بغیر چین نہیں آرہا۔۔۔ہاشم نے محبت سے کہتے اسکے ماتھے پر پیار

دیا۔

آدھا راستہ ہی کٹا تھا جب ہدبر نے یکدم ہاشم اور تہذیب کو مخاطب کیا۔۔۔

کیا کہنا ہے؟ ہاشم نے اچھنبے میں اسے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

یار ہاشم بھائی خود تو آپ کی ماشاءاللہ شادی ہو گئی ہے اب میرا بھی خیال کریں اچھا خاصا خوبرو ہوں کماتا بھی اچھا ہوں ایک عدد بیوی کی ذمیداری اٹھا سکتا ہوں۔۔

ہدبر نے منہ بنا کر اپناد کھڑا رویا جو کچھ دنوں سے وہ نگہت بیگم کے سامنے رو چکا تھا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا کیوں کے انکا کہنا تھا ابھی ایک بیٹی کو رخصت کیا ہے دوسری کے لئے وقت چاہیے جو ہدبر کو کسی طور منظور نہیں تھا۔۔

ایک عدد بیوی کے بچے انکل نے منگنی کے لیے ایک مہینے کا وقت مانگا ہے۔۔۔

کیا؟ ایک مہینہ اسکے بعد بھی منگنی یہ تو ظلم ہے میں احتجاج کروں گا۔۔۔ بھابھی پلیز آپ مدد کریں میری ہاشم بھائی تو ہیں ہی سڑو۔۔ ہدبر صدمے سے کہتا پلٹ کر تہذیب سے بولا جو مسکرا رہی تھی۔ ہاشم نے سڑو کہنے پر اسے گھورا۔۔۔

م میں بابات ک کروں گ گی۔۔ تہذیب نے مسکراہٹ روک کر کہا۔

کوئی ضرورت نہیں ہے اس کی بات ماننے کی۔۔۔ ہدبر بچوں کی طرح ضدمت کرو جب وقت

مانگا ہے تو کسی وجہ سے ہی مانگا ہو گا۔۔ہاشم نے یکدم سختی سے تہذیب کو جھڑک کر ہدبر کو کہا گاڑی میں یکدم خاموشی چھا گئی جو سارے راستے رہی۔۔۔گاڑی کے روکتے ہی ہدبر منہ بنا کر اتر کے پچھلا دروازے کھول کر کھڑا ہو گیا۔۔۔تہذیب گاڑی سے باہر آئی ہدبر اسکا ہاتھ پکڑ کر اندر جانے لگا۔۔

اوئے میری بیوی کو کہاں لیکر جا رہے ہو؟ہاشم نے اتر کر آواز دی۔۔

ہم ناراض ہیں بھابھی کے ہاتھوں کی مہندی بھی نہیں اتری اور آپ نے کتنی بے عزتی سے ڈانٹا ہے میں ابھی سب کو جا کر بتاتا ہوں۔۔ہدبر نے پلٹ کر جواب دیا ہاشم اور تہذیب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

تم بھابھی کی ہمدردی کی گولی۔۔میں نے بس اسے کہا تھا اور جب تم سے کہ دیا ہے کے ایک مہینے بعد تو کیا جلدی ہے بات تو پکی ہو چکی ہے رہی رسم تو وہ بھی ہو جائے گی۔۔ کبھی کبھی صرف اپنا فائدہ نہیں دیکھتے۔۔۔چلو اب چھوڑو میری بیوی کو۔۔ہاشم نے کہتے ساتھ ہی تہذیب کا ہاتھ پکڑا۔

او کے جائیں معاف کیا لیکن بھابھی آپ نے معاف نہیں کرنا۔۔۔ہدبر شرارت سے کہتا اندر بڑھا۔۔تہذیب نے مسکرا کر ہاشم کی طرف دیکھا پھر ناک چڑھا کر ہاتھ چھڑوا کر اندر بڑھ گئی۔۔ جب کے ہاشم سرد آہ بھر کر رہ گیا۔۔۔

ک کیا کرررہے ہیں۔۔۔تہذیب کھڑی کھولے کھڑی تھی جب ہاشم نے پیچھے سے اسے اپنے حصار میں لیا۔۔۔

ناراض ہو؟

ن نہیں۔۔۔تہذب نے کہتے ہی سر گھوما کر اسے دیکھا جو جسکا چہرہ بہت نزدیک تھا۔

پکا۔۔۔ہاشم نے کہتے ہی اسکی ناک کی نوک کو لبوں سے چھوا۔۔۔

ج جی پ پکا۔۔تہذیب کہ کر مسکرائی۔۔۔

اچھا تمھارے لئے کچھ لیا تھا۔۔۔ہاشم کو یکدم یاد آیا۔۔۔

کک کیا؟

اس کے لئے تمہے اپنی آنکھیں بند کرنی پڑیں گی چلو جلدی سے آنکھوں بند کرو۔۔۔ہاشم نے بے صبری سے کہا۔۔

تہذیب نے مسکرا کر آنکھوں پر ہاتھ رکھا ہاشم اسے لیکر ٹیبل کے پاس لیکر آیا۔۔۔

اب آپ اپنی آنکھیں کھول سکتی ہیں۔۔۔ہاشم سے کان کے قریب سر گوشی کی۔۔

تہذیب نے مسکرا کر آنکھیں کھولیں سامنے ہی ٹیبل پر کیک کینڈلز اور بوکٹ سے ٹیبل کو خوبصورت سے سجایا ہوا تھا تہذیب ابھی تک حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

ہاشم اسے کھڑکی سے باہر دیکھتا خاموشی سے سیٹ کر چکا تھا تہذیب سوچوں میں اتنی محو تھی کے اسے پتہ ہی نہیں چلا۔۔

ہیپی بر تھڈے مسز ہاشم۔۔۔ہاشم نے پیچھے سے اسکے کان میں کہ کر کنپٹی چومی۔۔

تہذیب اسکی طرف گھوم کر ہاشم کے سینے سے لگ گئی۔۔

تھ تھینک یوس سوچ ہاہاشم مم میں ت توب بھو بھول ہی گ گئی تھ تھی۔۔ تہذیب نے خوشی سے کہا۔

یو ویلکم میری جان۔۔ چلو کیک کاٹو۔۔ہاشم مسکرا کر اس سے پیچھے ہوا۔۔۔

تہذیب نے کیک کٹ کر کے ہاشم کو کھلا یا جب دروازے پر یکدم دستک ہوئی۔۔

ہاشم نے زور سے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔۔۔اف میں تو بھول ہی گیا۔۔

تہذیب نے انگلی پر لگے کیک کو صاف کیا پھر آگے بڑھ کر جیسے ہی دروازہ کھولا غباروں اور اسنو کے ساتھ گھر کے سب فرد زور و شور سے ہیپی بر تھڈے گاتے ہوئے اندر آئے۔۔

نگہت بیگم نے دعا دے کر گلے لگا یا۔۔۔

حماد جو سب کے گفٹس پکڑے ٹیبل پر رکھنے لگا تھا کٹے ہوئے کیک کو دیکھ کر صدمے میں چلا گیا۔۔۔

ہاشم اپنی شامت آنے سے پہلے ہی باتھروم کی طرف بھاگ کر لاک لگا چکا تھا۔

کیاہوا رکھ دو گفٹس۔۔۔ نگہت بیگم سب کے ساتھ قریب آکر بولیں۔۔

ہد ہر بھائی ہاشم بھائی نے چیٹنگ کی ہے کیک کاٹ بھی لیااوپر سے میں نے کہا بھی تھا کے یہ سائیڈ میری ہے۔۔۔ حماد رو دینے کو تھا تہذیب کو شدت سے ہنسی آئی لیکن ضبط کیے کھڑی رہی۔۔

کوئی بات نہیں حماد چلو آؤ تہذیب کیک کاٹو۔۔ نگہت بیگم نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔

لیکن۔۔۔ حماد نے پھر کچھ کہنا چاہا۔۔

کچھ لیکن ویکن نہیں ہاشم بھائی کا پہلے حق ہے اب تم کیک کا کوئی اور حصہ کھالینا۔۔ردا یکدم اسے گھورتے ہوئے بولی۔۔

کیا میں بھی آجاؤں؟ ہاشم نے باتھروم سے جھانک کر کہا۔۔۔

ہاشم کے بیچارگی سے کہنے پر سب نے قہقہ لگایا جب کے حماد اب تک کیک کے حصّے کو صدمے سے دیکھ رہا تھا۔

سب کے کمرے سے جاتے ہی ہاشم نے اسکے ہاتھ میں گولڈ کا بریسلٹ پہنایا۔۔ یکدم اسے سونے کی چین یاد آئی جو کل بھی وہ ہاتھ میں پکڑے سو گیا تھا۔

بب بہت خوبصورت ہے۔۔۔ تہذیب نے مسکرا کر اسے دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

ہاشم بھائی میں آجاؤں؟ اچانک حماد نے دروازہ پر دستک دے کر باہر سے پوچھا۔۔

سوتے وتے نہیں ہو تم۔۔ہاشم نے دروازہ کھول کر سامنے کھڑے حماد کو گھورا۔

میں نے کیا کیا یہ ہدبر بھائی آئے۔۔۔حماد نے کہتے ہی اپنے بائیں طرف اشارہ کیا۔۔

کہاں ہے؟ہاشم نے تعجب سے خالی جگہ کو دیکھا۔۔

یہ۔۔۔حماد نے کہتے ہی گردن گھوما کر دیکھا۔

یہ یہیں تو تھے ہاشم بھائی سچ میں۔۔۔حماد نے روہانسی ہو کر کہتے ہی سر جھکالیا۔۔

ک کوئی بب بات ن نہیں آآ جاؤان اندر۔۔۔تہذیب ہاشم کے پیچھے سے آتے ہوئے بولی۔۔

ہاشم جو مسکرا رہا تھا تہذیب کی بات پر اسے گھورنے لگا۔۔۔

نہیں بھابھی میں جارہا ہوں۔۔۔حماد منہ لٹکا کر کہتا جانے لگا ہاشم نے جلدی سے اسکی گدی پکڑی۔

آآ ہاشم بھائی۔۔۔

ادھر آؤ بھائی کی چھوٹی سے جان۔۔۔ہاشم نے اسے اپنے سامنے کر کے سینے سے لگا یا۔۔۔حماد نے دونوں ہاتھ اسکے گرد حائل کیے۔۔

آئی لو یو ہاشم بھائی۔۔۔یکدم حماد کی روندھی ہوئی آواز انکے کانوں میں پڑی۔۔ہدبر جو چھپ گیا تھا چلتا ہوا دونوں کے قریب اکر خود بھی لپٹ گیا۔۔۔

یار آئی لو یو تھری۔ہدبر نے ہاشم کو آنکھ مار کر کہا۔۔

تہذیب خاموش کھڑی تینوں بھائیوں کو رشک سے دیکھتی انکی محبت کو تا عمر اسی طرح رہنے کی دعا کرنے لگی کے آج کل بہت کم ایسے رشتے ہوتے ہیں جو بے گرز ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔۔۔

ایک مہینے بعد:

صبح سے ہی گھر بھر میں خوشی کا سماء تھا۔۔۔جب کے ہاشم کی تو خوشی کی انتہا نہیں رہی تھی۔۔

ہاشم خوش کیوں نہ ہوتا۔۔دوست سے محبوب۔۔۔ محبوب سے شوہر اور اب شوہر سے باپ بننے والا تھا۔

تہذیب شرمائی شرمائی سی نگہت بیگم کے ساتھ کچن میں تھی۔۔۔

بھابھی آپ کے گھر والے آئے ہیں۔۔۔ردا بتا کر واپس چلی گئی۔۔۔

تہذیب کھلتے چہرے کے ساتھ لاؤنج میں داخل ہوئی لیکن اپنی فیملی کی جگہ احمد صاحب کو دیکھ کر سر پر لئے ڈوپٹے کو دوبارہ سہی کرتی سلام کر کے نیلم بیگم کی طرف گھومی۔۔

اس السلام عل علیکم۔۔۔

وعلیکم اسلام لڑکی تمہاری ساس کہاں ہیں بلا و جا کر۔۔۔ نیلم بیگم نے نحوست سے کہا۔۔

ج جی بب۔۔

افف جب تک تم بات کرو گی تب تک بلا کر لے آؤ گی اب جاؤ۔۔۔ نیلم بیگم نے چڑ کر بد تمیزی سے اسکی بات کاٹ کر اپنے موبائل کو دیکھنے لگیں

تہذیب سر ہلا کر بھاری دل سے کچن کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

نیلم یہ کیا جہالت ہے اس طرح بچی کو کہنا۔۔۔۔ مانا اسکی فیملی نے رشتہ قبول نہیں کیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تم اپنا رویہ اس طرح کر لو۔۔۔ میرے بھانجے کی بیوی ہے۔۔۔ احمد صاحب نے نیچی آواز میں سمجھانا چاہا۔۔

ہونہہ! ہمارے بھانجے کو کیا نظر آگیا اس میں یہ نا ہو آگے اولاد بھی بیچارے کی ہکلی ہو۔۔

ممانی!! ہاشم کی آواز پر نیلم بیگم بری طرح چونکی ہاشم ضبط کیے کھڑا تھا ہد بر اور حماد بھی نا گواری سے اپنی ممانی کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

اس سے قبل وہ کچھ کہتا نگہت بیگم کو آتے دیکھ کر ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔۔

تہذیب!! ہاشم کی آواز پر تیزی سے اسنے اپنی دونوں آنکھوں کو رگڑا۔۔

جج جی۔۔۔ جلدی سے بولنے کے چکّر میں زبان لڑکھڑا گئی۔۔۔

ہاشم چلتا ہوا اس کے سامنے آیا تہذیب نے سر جھکا لیا اسے ابھی تک رونا آرہا تھا۔۔۔

مم میرے بب بس مم مم۔۔

بول لیا۔۔ہاشم نے اچانک کہا۔۔تہذیب خاموش ہو گئی۔

کبھی امی،پھوپھو،ہدبر،حماد،ردا۔۔یامیں نے تمھارے ہکلانے پر کبھی ٹوکا یا مذاق اڑایا؟؟ہاشم نے سنجیدگی سے کہا تہذیب نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا۔۔

پھر کوئی کچھ بھی کہتا رہے تمہے فرق نہیں پڑنا چاہیے۔ہاشم نے کہ کر اسے سر کو چوم کر سینے سے لگایا۔۔

جانتی ہو بلی تمہارا اٹک اٹک کر بولنا مجھے تم سے اور قریب کرتا ہے۔۔ہاشم نے سرگوشی کی تہذیب نم آنکھوں سے مسکرادی۔۔

کچھ ہی دیر بعد تہذیب ہاشم کے ساتھ ڈرائنگ روم میں داخل ہوئی جب کے احمد صاحب اور نیلم بیگم تھوڑی دیر بیٹھ کر چلے گئے۔۔نگہت بیگم نے بھی زیادہ اسرار نہیں کیا وہ اپنے بیٹوں کے تیور دیکھ رہی تھیں جو منہ بنا کر مجبوراً نیلم بیگم کو جواب دے رہے تھے جب کے ماموں سے سہی سے بات کر رہے تھے۔۔۔

تہذیب باپ کو سلام کرتی انکے سینے میں منہ چھپا کر کتنی ہی دیر آنکھیں موندے اپنے باپ کی خوشبو محسوس کرتی رہی۔۔۔

عاصم صاحب نے پریشانی سے سب کی طرف دیکھا۔۔

تہذیب کیا ہوا میرا بچہ ؟؟

ک کچھ ن نہیں اب ابو آآپ ات اتنے دن دنوں ب بعد آآئے۔۔ تہذیب خود کو سنبھالتی عاصم صاحب کے پریشان زدہ چہرے کو دیکھ کر مسکرا کر بولی۔۔

میں تو کہ رہی تھی چلیں لیکن آفس کے کام ہی ختم نہیں ہوتے۔۔۔ بینش بیگم نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔

تہذیب ناراض نظروں سے اپنے باپ کو دیکھنے لگی جو ہنس دئے تھے۔۔

✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾✾

آپی میں خالہ بننے والی ہوں اففف کتنا مزہ آئے گا نا۔۔ تعدیل تہذیب کے ساتھ کچن میں رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

تمہے کس خوشی میں مزہ آئے گا وہ تو ہمارے پاس رہے گا۔۔۔ ویسے ایک حل ہے اگر تم یہاں آجاؤ ہمیشہ کے لئے تو ہم اپنے گھر کے ننھے مہمان سے ملوانے کا شرف بخش سکتے ہیں کیوں بھابھی۔۔ ہدبر کہتے ہوئے اندر آیا۔۔۔

تعدیل اسکی بات پر گھور کر رہ گئی جب پیچھے سے سر پر ہدبر کے چپت رسید کی گئی۔۔

کون ہے۔۔۔ ہدبر غصّے سے پلٹا لیکن سامنے ہی ہاشم کو دیکھ کر سارا غصّہ اڑان چھو ہو گیا۔۔۔

تہذیب اور تعدیل ہنس دیں۔۔

ہاں کیا کہہ رہے تھے ذرا پھر سے دوہراؤ گے؟ ہاشم اپنے کالے کرتے کے آستینوں کو سہی کرتے ہوئے بولا۔

وہ میں تو کہہ رہا تھا میں چاچو بننے والا ہوں اور آپ ابّو ماشاءاللہ کتنی خوشی کی بات ہے نہ رو کیں میں ذرا چاچو بننے کی خوشی میں صدقہ دے کر آتا ہوں۔۔ ہد بر دونوں ہاتھوں کو اسکے بازؤں پر رر کھ کر خوشی سے ایک ہی سانس میں کہتا تیزی سے بھاگا۔۔۔

اسکی تو۔۔۔ ہاشم تپ کر اسکے پیچھے گیا جب کے تہذیب اور تعدیل نے اس بار قہقہ لگایا۔۔

گر پتہ ہو خوشیوں کو نظر لگتی ہے تو یوں سب کے سامنے کبھی اپنی خوشیوں کا اعلان نہ کرتے۔۔ (امرحہ)

ہیلو۔۔۔

کہاں ہیں؟

کب تک پہنچیں گے؟

نہیں آپ بس جلدی سے آجائیں۔۔

جی رنگیں ہاتھوں پکڑلیں آکر۔۔

ٹھیک ہے بائے۔۔

حماد نے کال کاٹتے ہی ردا کو دیکھا۔۔۔ آرہے ہیں۔ حماد نے آنکھوں میں چمک لئے کہا۔

گڈ! بھابھی کی اب آئے گی شامت۔۔۔ردا کے کہنے پر دونوں نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر قہقہ لگایا۔

ت تم دو دونوں اے ایسے کک کیا دیک دیکھ رر ہے ہو؟

فل سائز سرف کا تھیلا پکڑے تہذیب واشنگ مشین کے پاس کھڑی ان دونوں سے بولی جو کرسی پر بیٹھ کر ہاتھ میں جوس کا گلاس اور چپس لیکر ابھی اکر بیٹھے تھے۔

کچھ نہیں بھابھی ہم تو آپ کو کمپنی دینے آئے ہیں مدد تو آپ لے نہیں رہیں۔۔۔حماد نے چپس کھاتے ہوئے کہا۔۔

تہذیب اسکی بات پر مسکرا کر واشنگ مشین کی طرف رخ کیے کھڑی ہوئی ہی تھی۔۔۔جب یکدم کسی نے تیزی سے اسکا رخ اپنی جانب کر کے اسے گود میں اٹھالیا تھا۔۔

آاا۔۔تہذیب ڈر کر زور سے چیخی ہاتھ میں پکڑا صرف کا تھیلا بھی فرش پر جا گرا۔۔

تھری پیس سوٹ پہنے ہاشم تیزی سے بچوں کی طرح اسے اٹھائے کمرے کی طرف بڑھا

حماد ردا ہنستے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔

یہ ک کک کیاک کر رر ہے ہیں اتاریں۔۔تہذیب کوٹ کو مٹھی میں جکڑے گھبراتے ہوئے بولی۔۔۔جوان سنی کرتا سیڑیاں چڑھ رہا تھا۔۔۔

نگہت بیگم جو کچن سے نکل رہی تھیں ہاشم کو تہذیب کو لیکر جاتے حیران ہوئی۔۔

ہاشم کیا ہوا؟؟ نگہت بیگم نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر انکی طرف قدم بڑھائے لیکن اسکی بات سن کر ماتھا پیٹ کر رہ گئیں۔۔۔

اس کا علاج کرنے جتنا اسے منا کیا جا رہا ہے کاموں سے یہ ڈھیٹوں کی طرح وہی کر رہی ہے۔

ہاشم انہیں کہتا کمرے کے دروازہ کے عین سامنے آیا۔۔

اندر کمرے میں سکون سے بیٹھ کر اچھے سے دیدار کر لینا پہلے لاک گھوماؤ۔۔

ن نہیں ات اتا اتاریں۔۔۔ تہذیب اسکے کہنے پر مچلی۔۔

ہاشم بھائی میں مدد کروں۔۔۔ ہدبر جو اپنے کمرے سے ابھی کپڑے بدل کر نیچے جا رہا تھا شرارت سے گدی سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

تہذیب تو شرم سے لال ٹماٹر ہوتی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر آنکھیں میچ کر رہ گئی۔۔۔

ہدبر قدم قدم چلتا لاک گھما کر کھولتا پوری بتیسی نکال کر ہاشم کو دیکھ کر سیڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔

ہاشم نے اندر جاتے ہی ایک گھٹنا بیڈ پر رکھ کر اسے بیڈ پر بٹھایا۔۔۔ جس نے بیٹھتے ہی ہاتھ ہٹا کر پاس رکھا تکیہ اٹھا کر اس پر پھینکا۔۔

جسے ہاشم نے آرام سے کیچ کر کے دوبارہ رکھا۔۔

جاہلوں والی حرکتیں مت کرو چھوٹی بلی اور تمہے کتنی بار منع کیا ہے کے اس کنڈیشن میں کام نہیں کروگی لیکن تم اپنی حرکتوں سے باز نہیں آرہی ہو۔۔۔وہ تو اچھا ہوا احماد نے کال کر کے بتادیا۔ ہاشم نے سنجیدگی سے ڈانٹتے ہوئے اسے گھورا جو منہ پھیر کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ہاشم کہ کر اسے دیکھتا رہا پھر لمبی سانس بھرتا اسکے ساتھ بیٹھ کر اسکے کندھے پر بازو پھیلائے۔۔

میں ہمارے بچے کے لئے ہی کہ رہا ہوں گھر میں ملازمہ ہے اور پھر باقی سب بھی تو ہیں۔۔کیا تمہے امی نے کچھ کہا ہے؟

ہاشم نے ذرا سی گردن جھکا کر اسکے چہرے کی طرف دیکھ کر سوالیہ انداز میں پوچھا۔۔

تہذیب نے جھٹ نفی میں سر ہلا کر اسے دیکھا۔

ن نہیں ووہ تت توخود من منع کر کرتی ہ ہیں۔۔۔۔

ہمم پر تم نے سننا ہی کب ہے۔۔۔خیر کھانا کھایا تم نے؟ہاشم نے بات پلٹتے ہوئے پوچھا۔۔۔

ج جی۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے پھر تم ریسٹ کرو۔۔۔ہاشم کہ کر ٹائی کو گلے سے اتار کر باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

تہذیب کافی دیر بند دروازے کو مسکرا کر دیکھتی رہی۔۔

تعدیل۔۔۔تعدیل۔۔افف کہاں رہ گئی ہو جلدی نیچے آؤ۔۔تمہاری ساس اور بہن منگنی کا جوڑا لیکر آچکی ہیں۔۔۔بینش بیگم کمرے میں آئیں تعدیل کو کمرے میں نہ پا کر باتھروم کی طرف بڑھیں۔

آپ چلیں میں آرہی ہوں امی۔۔۔تعدیل نے اندر سے ہی جواب دیا بینش بیگم جلدی آنے کی تاکید کرتیں کمرے سے نکل گئیں۔۔

ہدبر اور تعدیل کی کل منگنی تھی اسلیئے ہاشم، نگہت بیگم، وردہ پھوپھو، ردا اور تہذیب کو باہر سے ڈراپ کرکے چلا گیا۔۔۔

ت تم تمہے پس پسند آآیا؟ تہذیب تعدیل کو دیکھ کر مسکرکر پوچھنے لگی جو اپنی منگنی کے جوڑے کو نظروں میں ستائش لیے دیکھ رہی تھی۔۔

بلکل آپی بہت خوبصورت ہے یہ۔۔تعدیل نے سچائی سے کہا۔۔۔

ش شک شکر پس پسند آآگیا۔۔۔ہاہاشم او اور ہدہد بر دودونوں نے خ خد پس پسند ک کیا ہے۔۔۔

واہ یہ تو کمال ہی ہو گیا۔۔تہذیب کی بات پر تہذیب چہک کر کہتی وردہ پھوپھو کی طرف متوجہ ہو گئی۔۔۔

رات کو سب دیر سے گھر واپس آئے تبھی سیدھا اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھ رہے تھے۔۔۔

تہذیب نے جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا۔۔اندر کا منظر دیکھ کر اگلا قدم نا بڑھا سکی۔۔گلابی اور نیلے رنگ کے غباروں سے کمرہ سجا ہوا تھا لیکن اسکے شاک ہونے کی وجہ چھوٹے بچے کے کاٹ کھلونے کپڑے غرض ہر چیز کاٹ کے ساتھ ہی رکھی گئی تھی۔

ہر چیز دو تھی۔۔۔تہذیب کی آنکھوں میں پانی جما ہونے لگا جب کسی نے پیچھے سے اسے حصار میں لیا۔۔

کیسا لگا سرپرائز؟ہاشم نے کان کے قریب جھک کر سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔۔۔

تہذیب اسکے حصار میں ہی گھوم کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔ہاشم جو محبت سے اسے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر پریشان ہو گیا۔۔

کیا ہوا تہذیب اچھا نہیں لگا۔۔۔

ب بب بہت بہت اچ اچھا لگ لگا۔۔۔تہذیب آنکھوں کو رگڑ کر کہتی مسکرائی۔۔۔

پھر رونے والی کیا بات ہے ہمم۔۔ہاشم کہتے اسکے گال کو چوم کر تہذیب کو دیکھنے لگا۔۔

یہ تت تو خوشی ک کے آن آنسوہ ہیں۔۔۔تہذیب مسکرا کر کہتی چیزوں کی طرف بڑھی ایک ایک چیز کو چھو کر چاہت سے دیکھنے کے بعد ہاشم کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔

جو چھوٹی سی فراک کو ہاتھ میں پکڑے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔۔

آآپ اب ابھی س سے ل لے آآئے تت تین ماہینے ہی ہو ہوئے ہیں ابھی ص صرف۔۔

تو کیا ہوا اور یہ تو کم ہے ان شاءاللہ ہمارے ننھے مہمان آنے سے پہلے ہی میں کمرہ بھی سیٹ کرونگا خود اپنے ہاتھوں سے اور پھر ہد بر اور حماد ہیں۔۔آج دونوں مار کھانے والے تھے یہیں ساتھ تھے کچھ رکھنے ہی نہیں دے رہے تھے۔۔۔اور ہد براف ہاہاہا پاگل۔۔۔

ہاشم گہری مسکراہٹ کے ساتھ کہتے ہنس دیا جب کے تہذیب اسے دیکھتی چلی گئی کتنا خوش و مطمئن ہے وہ۔۔۔۔

ہاہاشم آآپ کک کو ب بیٹا چاہیے یا ب بیٹی؟ تہذیب نے یکدم پوچھا۔۔۔

ہاشم نے فراک کو رکھ کر اسکی طرف دیکھا۔۔

مجھے اولاد چاہیے تہذیب بیٹا ہو یا بیٹی یہ اللہ سے بہتر کوئی نہیں جان سکتا۔۔جسے چاہے اس نعمت سے نوازے۔۔وہ دے کر بھی آزماتا ہے اور لیکر بھی۔۔۔ہم بہتر کی خواہش کرتے ہیں اور وہ اپنے بندوں کے لئے بہترین۔۔۔اس لئے فضول سوال کر کے میرا موڈ خراب مت کرو۔ہاشم نے سنجیدگی سے کہ کر اسکی پیشانی پر اپنے لب رکھے۔

تہذیب کے کانوں میں ابھی تک ہاشم کے کہے لفظوں کی بازگشت ہو رہی تھی۔۔۔۔

ہاہاشم آآپ ب بہت۔۔

جانتاہوں میری جان تم مجھ سے بہت محبت کرتی ہو۔۔۔ہاشم نے ہمیشہ کی طرح اسکی بات کاٹ کے شرارت سے کہا۔

تہذیب مسکرا کر اثباب میں سر ہلا کر سینے سے لگ کر چہرہ چھپاگئی۔۔

صبح سے ہی گھر میں افراتفری کا عالم تھا۔۔رات کو تعدیل اور ہدبر کی منگنی کی تقریب تھی۔۔

ہاشم استری اسٹینڈ کے ساتھ کھڑا اسے گھورنے میں مصروف تھا جو لبوں پر مسکراہٹ سجائے تقریب میں پہننے کے کپڑے استری کررہی تھی۔۔

شوہر کی بات نامانّنے والی عورتوں کا الگ سے حساب ہو گا جانتی ہو۔۔

ب۔بل بلکل اب جاجائیں۔۔۔۔تہذیب براماننے بغیر بولی۔

اس سے پہلے وہ جواب دیتا نگہت بیگم دروازہ نوک کر کے اندر داخل ہوئیں۔۔۔

ہاشم ذرادیکھنا ہدبر کو جاکر حماد کے ساتھ بحث میں لگا ہوا ہے اگر ایسا ہی رہا تو پہنچ گئے وقت پر۔۔

اچھاامی۔۔۔ہاشم ماں کو جواب دیتا تہذیب کو ناراضگی سے دیکھتا نیچے چلا گیا۔۔

ہدبر بھائی میں کہہ رہاہوں۔۔۔

کیاہورہاہے یہاں؟یکدم ہاشم کی آواز پر ہدبر اور حماد نے سر گھوماکر دیکھا۔۔۔

ہاشم بھائی اچھا ہوا آپ آگئے اپنے اس چھوٹے بھائی کو سنبھالیں کب سے دماغ کا فالودہ کر رہا ہے۔ ہدبر نے جھنجھلا کر کہا۔۔

حماد کیوں فالودہ بنا رہے ہو گولہ گنڈا بناؤ۔۔۔ہاشم نے شرارت سے کہا۔

جب سے باپ بننے کی خبر ملی ہے تب سے وہ خوش تھا روز آفس سے واپسی پر شاپنگ کر کے لے آتا اور ہدبر بھی ساتھ پر جوش اسکے ساتھ ہوتا۔۔۔

ہاہاہا۔۔اوکے ہاشم بھائی ابھی گولہ گنڈا بنا دیتا ہوں۔۔حماد ہنس کر ہدبر کے کندھے پر بازو پھیلا کر بولا۔

اس سے پہلے ہدبر اسکی گدی دبوچتا حماد تیزی سے بھاگ گیا۔۔

چونکہ تہذیب کی بہن کی منگنی تھی تبھی وہ دوپہر سے ہی اکیلے وہاں چلی گئی تھی۔۔تہذیب تعدیل کے ساتھ اسکے کمرے میں تیاری میں مدد کروا رہی تھی۔۔تہذیب نے سفید نیٹ کا گھیر دار فراک پہنا ہوا تھا جب کے اونچا جوڑا بنائے سر پر ڈوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا۔۔جب کے تعدیل نے پنک کلر کا اسٹائیلش سی شلوار قمیض زیب تن کیا ہوا تھا۔۔۔

جس میں تعدیل بہت حسین لگ رہی تھی۔۔

آٹھ بجے تک مہمانوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔۔۔ تہذیب لان میں آتی سب سے ملنے لگی جب ہاشم وغیرہ آ گئے۔۔

سب نے بہت پرجوش اور خوش اخلاقی سے استقبال کیا۔۔ ہاشم تہذیب کو دیکھتا رہ گیا جو اپنی امی کے ساتھ کھڑی مل رہی تھی۔

ہاشم خود بھی آج سفید شلوار قمیض پہنے بے تحاشہ ہینڈ سم لگ رہا تھا۔۔ جب کے ہد بر نے بھی سفید ہی شلوار قمیض ہوئی تھی۔۔۔ تہذیب جو ہاشم کے قریب جانے لگی تھی نیلم بیگم اور عریشہ کو دیکھ کر رک گئی۔ جو مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ مل رہی تھیں۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

کچھ ہی دیر میں منگنی کی رسم کے لئے تعدیل کو لا کر ہد بر کے پہلو میں بٹھایا۔۔ سب کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔۔ نیلم بیگم منگنی کی رسم کے وقت الگ تھلگ ہو کر کھڑی ہو گئیں۔۔

امی آپ کو مجھے بھی ساتھ لانے کی کیا ضرورت تھی ارتضیٰ تو آیا نہیں اپنے آوارہ دوستوں کے ساتھ گھوم رہا ہے اور آپ نے کہہ دیا بخار تھا ہونہہ۔۔۔

عریشہ جل کر کہتی موبائل پر ریحان کا لنگ دیکھ کر مسکرا کر اپنی ماں کو آتی ہوں کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ نیلم بیگم اسے جاتے دیکھتی رہیں۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

تالیوں کی گونج میں ہدبر نے تہذیب کو رنگ پہنائی۔۔تعدیل نظریں جھکائے اسے رنگ پہنانے لگی۔۔جب کے ہاشم تہذیب کے ساتھ اسکا ہاتھ تھامے کھڑا تھا۔۔یکدم تہذیب کو گفٹ یاد آیا۔۔

م میں آآتی ہوں۔۔۔تہذیب نے ہاشم کو دیکھ کر کہا ہاشم نے ہاتھ دبا کر چھوڑا۔۔

اوکے جلدی آنا۔ہاشم کان کے قریب جھک کر کان کی لو چومتا پیچھے ہوئے۔۔

تہذیب اندر جاتے جاتے یکدم رکی۔۔

اف م میں تت تو گ گفٹ لالانا ہی ب بھول گ گئی۔۔اچانک یاد آنے پر اسنے سر پر چپت لگائی۔

ہاتھ میں دبے موبائل پر ہاشم کو میسج بھیجنے لگی۔۔

گفت تو گھر پر ہی بھول گئی میں۔۔۔کچھ ہی لمحے میں ہاشم کا جواب آیا۔۔

میں لے آیا ہوں محترمہ بیڈ پر ہی بھول کر آگئی تھی۔۔۔گاڑی میں ہے رکو تم حماد کو کہتا ہوں۔۔

ہاشم کا میسج پڑھ کر تہذیب شکر کا سانس لیتی پلٹنے لگی۔

جب دور سے ہی ہاشم کو حماد اور کسی لڑکے کے ساتھ کھڑا دیکھا۔۔

حماد منہ لٹکاتا گاڑی کی چابی لئے چلتا آرہا تھا۔۔۔

حم حماد لالاؤ مم میں لے لیکر آآتی ہوں۔۔۔

حماد کے قریب آتے دیکھ کر تہذیب نے اسکے ہاتھ میں پکڑی چابی کو تھاما۔۔۔

نہیں بھابھی میں جارہا ہوں۔۔۔

ن نہیں ددوت تم جاجاؤ۔۔۔

لیکن بھابھی میں۔۔۔۔

م میں ک کہ ررر ہی ہو ہوں نا۔۔ تہذیب نے آنکھیں دکھا کر کہا۔

اچھا ٹھیک ہے پر۔۔۔ حماد ابھی بھی چابی دینے سے کترا رہا تھا وجہ ہاشم سے ڈانٹ پڑنے کی تھی۔۔

تہذیب نے اسکا پرس کر چابی کھینچی اور گیٹ سے باہر نکل گئی حماد گیٹ کی طرف دیکھنے لگا۔

اسے پیچھے جانا چاہیے تھا یہی سوچتے ایک قدم اٹھایا ہی تھا جب اسی لڑکے نے پیچھے سے کر آواز دیکر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

تہذیب گیٹ سے نکل کر اپنی گاڑی کو دیکھنے لگی تقریب کی وجہ سے گاڑیاں قطار میں کھڑی تھی۔

ہر طرف سناتا تھا تہذیب چلتی آگے چلنے لگی پارکنگ نا ملنے پر ہاشم کو گاڑی ایک سڑک پار گاڑی پارک کرنی پڑی۔۔

تہذیب نے چلتے چلتے پیچھے مڑ کر دیکھا گیٹ کے پاس گارڈ کی کرسی خالی تھی تہذیب کو یکدم ڈر لگا وہ اس وقت اکیلے تھی ہاشم کو بھی نہیں پتہ تھا۔۔

تہذیب اللہ کا نام لیکر سڑک پار کرنے ہی لگی جب تیز رفتار گاڑی آ رہی تھی۔۔

بریک لگاتے لگاتے بھی تہذیب کو ہٹ کر گئی۔۔ تہذیب کی خوف سے چیخ بھی نہ نکال سکی۔۔۔

ارتضیٰ جو سگریٹ کے گہرے گہرے کش لگاتا لال ہوتی آنکھوں کے ساتھ ڈرائیونگ کر رہا تھا ہڑبڑا کر باہر نکلا۔۔۔

سعد بھی تیزی سے نیچے اترا جہاں تہذیب کے زمین پر زور سے گرنے سے سر سے خون بہنے لگا جب کے اسکے اندر ننھہ بڑھتا وجود اسے تڑپا گیا۔

چل نکل یہاں سے۔۔۔ دونوں گھبرا کر دوبارہ گاڑی کی طرف جانے لگے جب خون لگے ہاتھوں نے اسکی ٹانگ کو پکڑا۔۔

م مر۔۔۔۔۔ بچ۔۔۔ بچہ۔۔۔ مم م بچ پ پلیز بچ بچہ مم میرا۔۔۔۔

ٹوٹے پھوٹے الفاظوں میں دھیمی آواز میں آنسوؤں سے بھیگا چہرہ سامنے کھڑے انسان نما شیطان سے خود سے زیادہ اپنے بچے کو بچانے کے لئے بند ہوتی آنکھوں میں بیچارگی سے کہ رہی تھی کے ہر

انسان کا دل پسیج جائے لیکن ارتضیٰ احمد جس کا دل صرف ایک لمحے کے لئے پگھلا تھا۔۔

پر کہتے ہیں نا انسان کو نفرت غصہ حسد کینہ شک یہ اگر ایک بار دل و دماغ میں اپنے پنجے گاڑھ لے تو انسان جانور سے بھی زیادہ بتر حیوانیت پر اتر آتا ہے۔۔۔۔

ارتضیٰ احمد تو پھر ان دیکھی نفرت حسد میں دھنسا ہوا اندھا شخص تھا۔۔ کہ سامنے خون میں پڑی اپنے بچے کو بچانے کے لئے وہ کس قدر تڑپ رہی تھی لیکن اچانک اسے وہ نہیں بلکہ ہاشم کا مسکراتا چہرہ آنکھوں کے آگے گھومتا نظر آیا اور یہی وہ لمحہ تھا جہاں نفرت اور حسد نے باقی سارے جذبوں کو تھپکی دے کر سلا دیا۔۔۔۔۔

ارتضیٰ میرے بھائی فیصلہ کر اسے لیکر چل ہسپتال یا پڑے رہنے دیں حادثے تو یہاں ہوتے رہتے ہیں کچھ دن ماتم کریں گے پھر سب بھول جائیں گے۔۔۔ سعد نے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کرتے ہوئے ارد گرد دیکھتے ہوئے کہا جانے کہاں سے سامنے آگئی تھی۔۔۔

فیصلہ تو ہو چکا میرے یار۔۔۔۔۔ ارتضیٰ نے شیطانیت سے کہتے قہقہ لگایا۔۔۔

تہذیب کے ہاتھ کانپ گئے درد سے دوہری ہونے کے باوجود اسے اپنے بچے کی فکر تھی۔۔۔

مجھے اولاد چاہیے تہذیب بیٹا ہو یا بیٹی۔۔۔ہاشم کے کہے الفاظ اسکے کانوں میں سرگوشی کرنے لگے۔

ہاہاشم..بنا آواز کے لب ہلاتی تہذیب کے رونے میں شدّت آگئی پیٹ میں جیسے آگ لگ گئی ہو۔یوں جیسے موت ساتھ ہی کھڑی اسکی روح کھینچ رہی ہو۔۔۔

تو پاگل ہو گیا ہے ہنس کیوں رہا ہے۔۔۔پیچھے کھڑے سعد نے حیران ہو کر اسے دیکھا جو پاگل لگ رہا تھا۔۔۔

ارتضیٰ ہنسی دباتا اسے دیکھنے لگا۔۔

بھابھی جان اگر آپ ہاشم کی بیوی نہ ہوتیں تو شاید مجھے رحم آجاتا لیکن تت تت تت آپ بیوی سے زیادہ اسکی محبت ہیں ہائے افسوس۔۔۔اور ہاں آپ کی وہ بہن جس کی منگنی ہے ہاہ چلیں اسے منگنی کا گفٹ میری طرف سے دی دیجئے گا۔۔۔

بچ۔۔۔۔۔

ہاں ہاں بچہ ناوہ تو مر گیا ہوگا اب تک۔۔۔رو کیں چیک کرتے ہیں سانس لے رہا ہے یا نہیں۔۔

بے حسی سے کہتا ارتضیٰ مسکرا کر اپنے جو گرز پہنے پیر سے اسکے پیٹ پر ہلکے ہلکے مارنے لگا۔۔۔

تہذیب کی خوف سے آنکھیں پھیل گئیں پیچھے کھڑا اسعد ساکت رہ گیا۔وہ جتنا برا سہی لیکن اتنا بیچ نہیں تھا۔۔

ہونہہ پتہ نہیں چل رہا بلکل اپنے گھٹیا باپ پر چلا گیا ہے۔۔۔ارتضیٰ ناک چڑھا کر بدمزہ ہو کر کہتے ایک قدم پیچھے ہوا۔۔

نن ناکک نچ بچہ م۔۔۔۔اس سے قبل سعد آگے بڑھتا یا تہذیب کچھ کہتی ارتضیٰ نے پوری قوت سے اسکے پیٹ پر لات ماری۔۔

تہذیب کی سانس اٹک کر رہ گئی سعد کے جسم میں کپکپی تاری ہو گی۔۔۔

یہ اسکے باپ کے لیے اور یہ بھا بھی جان آپ کی بہن کے انکار کا گفٹ۔۔

ارتضیٰ نے کہتے ایک اور لات ماری۔۔

تہذیب کے منہ سے خون بہنے لگا۔۔۔

چلو! ارتضیٰ سعد کو کہتا سرشاری سے چلتا گاڑی میں بیٹھ گیا۔۔۔

سعد سن کھڑا دیکھتا رہا جب خاموش فضا میں گیٹ کی آواز پر اپنی جان بچانے کے لئے گاڑی میں بیٹھا اسکے بیٹھتے ہی ارتضیٰ گاڑی زن سے لے گیا۔۔۔

مجھے اولاد چاہیے تہذیب بیٹا ہو یا بیٹی۔۔۔۔اپنے ہاتھوں سے کمرے سیٹ کرونگا۔۔۔آخری سرگوشی کے ساتھ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔

تقریب اپنے عروج پر تھی تعدیل بار بار تہذیب کو دیکھنے کے لئے پورے لان میں نظر گھوما رہی تھی لیکن وہ اسے کہیں بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔۔

اہم اہم تم کسے ڈھونڈ رہی ہو میں تو یہاں بیٹھا ہوں۔۔۔ہدبر نے گلا کھنکھار کر ہلکی آواز میں اسے چھیڑا جو جھنجھلا کر اسے گھورنے لگی۔۔

اوکے اوکے مت دیکھو لیکن اس طرح سے مت گھور وایسا لگ رہا ہے کھا جاؤ گی مجھے۔۔۔ہدبر اسکے گھورنے پر دونوں ہاتھ اٹھا کر سیدھا بیٹھتے ہوئے بولا۔۔

یہ آپی کہاں چلی گئی ہیں۔۔۔تعدیل سوچ کر رہ گئی۔۔

ہاشم بھائی میں نے کہا تھا میں چلتا ہوں ساتھ لیکن مجھے روک دیا آپ کی قسم۔۔۔حماد ہاشم کے ساتھ گیٹ سے تیز تیز چلتا گاڑی کی طرف آرہا تھا۔۔

حماد نے منمنا کر اپنی صفائی پیش کرنا چاہی جو اسے گھورے جا رہا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے قسمیں نہیں کھاتے۔۔اف ایک تو محترمہ کو پتہ نہیں کام کا کونسا دورا پڑا ہے سامنے تو آئے میرے بچے کو سنسان۔۔۔۔۔

ہاشم جھنجھلاہٹ سے کہتے گاڑی کے قریب پہنچا لیکن نیم بیہوش سر سے خون بہتے تہذیب کے وجود کو دیکھ کر اسکے پیروں سے زمین نکل گئی۔۔۔

جب کے آدھی بات بھی حلق میں کہیں دب گئی ہو۔۔۔

بھابھی!! حماد کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی یکدم ہی اسکی چیخ نکل گئی۔۔

ہاشم چیخ کی آواز پر جیسے ہوش میں آیا آگے بڑھ کر لڑکھڑا کر اسکے قریب گرنے کے انداز میں بیٹھا

تہذیب کے سفید لباس پر خون کے دھبّے دیکھ کر اسے لگا جیسے دل کسی نے مٹھی میں جکڑ کر مسل ڈالا ہو۔۔

تت تہذیب۔۔۔ہاشم کے ہونٹ ہلے کانپتے سرد ہوتے ہاتھوں سے ہاشم نے اسکا سر اپنی گود میں رکھ کر دوبارہ پکارنے لگا۔۔۔

بلی اواوئے تت تہذیب۔۔ لڑکھڑاتی زبان میں بولتے اچانک اسے بچے کا خیال آیا۔۔

مم میرا میرا بچہ۔۔۔ تہذیب۔۔ تہذیب۔۔ ہم ہمارا بچہ۔۔۔ تہذیب۔۔ پلیز۔۔۔ہاشم کی آنکھوں سے لگاتار آنسوں گر رہے تھے۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا دماغ سن ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسے یہ تک پتہ نہیں چلا کے حماد تیزی سے گھر کی طرف بتانے بھاگا ہے۔۔

ہم ہمارا بچہ تت تہذیب۔۔۔ہاشم نے ہچکی لیتے اسکے پیٹ پر نرمی سے ہاتھ رکھا پھر جھک کر اپنے لبوں سے پیٹ کو چومتا شدت سے بچوں کی طرح رونے لگا۔۔۔

ہدبر گاڑی چلاتا تیزی سے انکی طرف آیا دیکھتے ہی دیکھتے سب ان دونوں کی طرف پہنچ چکے تھے۔

تہذیب کو اس حالت میں دیکھ کر ایک کہرام برپا ہو گیا تھا۔۔۔تعدیل زور زور سے رو رہی تھی کہ سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔۔

عاصم صاحب کو احمد صاحب نے سنبھالا۔۔۔

ہاشم بھائی سنبھالیں خود کو پلیز بھابھی کو علاج کی ضرورت ہے۔۔۔ہدبر بہتے آنسوؤں کے ساتھ ہاشم کو ہٹاتا تہذیب کو اٹھانے لگا۔۔۔

ن نہیں ہدبر میں اٹھاتا ہوں جانتے ہوں ورنہ بعد میں مجھ سے ناراض ہو جائے گی۔۔ہاشم اسے کہتے تہذیب کو گود میں اٹھا کر گاڑی کی پچھلی طرف لیٹاتا خود بھی بیٹھ گیا۔۔

ہسپتال پہنچتے ہی تہذیب کو اسٹریچر پر لیتا کر تیزی سے آپریشن تھیٹر کی طرف لے جانے لگے۔

ت تہذیب تک کچھ کچھ نہیں ہو گا تمہے۔۔۔ہاشم بار بار یہی الفاظ دوہرا رہا تھا۔

ہر ایک فرد رو رہا تھا جہاں کچھ گھنٹے پہلے خوشیاں قہقہے تھے وہاں چیخیں اور آنسوؤں کا سیلاب امڈ آیا تھا۔

(اللہ کسی کو ایسا وقت نہ دیکھائے)

عاصم صاحب جو پہلے ہی اتنے کمزور ہو رہے تھے بیٹی کو اس طرح دیکھ کر بلکل ڈھ گئے۔۔

یااللہ جانے کس کی نظروں نے کھالیا میرے گھر کو۔۔۔ یااللہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔ نگہت بیگم زارو قطار روتے ہوئے بول رہی تھیں۔

جب کے ہاشم چپ چاپ آپریشن تھیٹر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔

طویل جان لیوا انتظار کے بعد ڈاکٹر آپریشن تھیٹر سے باہر آئیں۔۔ ہاشم جو دیوار کے ساتھ ہی نیچے بیٹھ کر چہرے پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔۔ تیزی سے اٹھا۔۔

کیسی ہے میری تہذیب ٹھیک ہے ناں کیا میں اس سے مل سکتا ہوں۔۔۔ ہاشم نے ایک ہی سانس میں سب کہہ دیا۔۔۔ جب عاصم صاحب نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

صبر بیٹا انہیں بولنے تو دو۔۔۔ مردہ سی آواز میں کہتے وہ ڈاکٹر کو دیکھنے لگے۔۔ جو ترحم بھری نظروں سے انھیں دیکھ رہی تھیں جس میں رشک بھی تھا اور افسوس بھی۔۔

سر سے خون زیادہ بہہ گیا تھا لیکن اللہ کا شکر ہے اب وہ ٹھیک اور خطرے سے باہر ہیں۔ گرنے کی وجہ سے ہاتھ پیر چھل گئے ہیں۔۔۔

بچہ میرا بچہ۔۔۔ ہاشم نے اللہ کا شکر کرتے یکدم تیزی سے پوچھنے لگا۔

سب ڈاکٹر کو امید سے دیکھنے لگے۔۔

سوری بچہ ایکسپائرڈ تھا۔۔۔۔ ڈاکٹر تھوڑا ہچکچائی۔۔۔

یکدم ہر چیز جیسے ساکت ہوگئی جب کے ہاشم سفید پڑنے لگا کیا کچھ نہیں یاد آگیا۔۔

کیلنڈر پر روز ایک ایک دن مارک کرنا کتنی بے صبری تھی۔۔روز کپڑے کھلونے لانا۔۔۔

سب جیسے چکنا چور ہو کر رہ گیا۔۔ڈاکٹر کہہ کر آگے بڑھ گئی۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

اگلی صبح تہذیب کو روم میں شفٹ کر دیا گیا۔۔

سب تہذیب سے مل کر اسے حوصلہ دیتے رہے جب کے ہاشم ابھی تک تہذیب کے پاس نہیں گیا تھا۔

ڈاکٹر نے صبح ہی ہاشم کو اپنے آفس میں بلا کر جو خبر سنائی تھی وہ کتنے گھنٹے ہسپتال سے نکل کر گاڑی میں بیٹھا ہچکیوں سے روتا رہا تھا۔۔۔

جب کے دوسری طرح تہذیب کو صرف اسکا انتظار تھا۔۔۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

تہذیب میری جان صبر کرو تم ٹھیک ہو یہی ہمارے لئے بہت ہے۔۔۔باقی اس میں بھی اللہ کی کوئی مصلحت ہوگی۔۔بینش بیگم اسکے پاس کرسی پر بیٹھیں ہاتھ پکڑ کر جھک کر تسلی دیتے ہوئے سمجھا رہی تھیں۔

جو خالی نظروں سے اپنی ماں کو سن رہی تھی۔۔۔

صبح سے شام۔۔۔ شام سے رات ہو گئی تھی لیکن ہاشم ابھی تک اسکے پاس نہیں آیا تھا۔۔

تہذیب خاموشی سے لیٹی سب کی تسلیاں اور آنسوں دیکھ رہی تھی۔۔

خود ایک آنسوں بھی اسکی آنکھ سے نہیں بہا تھا۔۔ ہاشم کا ابھی تک کمرے میں نا آنا کتنے ہی وہم اسکے اندر پھیلا رہی تھی لیکن وہ چپ تھی۔۔۔

آپی جلدی سے ٹھیک ہو جائیں پھر میری شادی میں شاپنگ آپ نے ہی کروانی ہے۔۔ تعدیل اس

کے ماتھے کو چومتی پیچھے ہوئی جب تہذیب نے اسکا ہاتھ پکڑا۔۔

ہاہاشم۔۔۔۔ تہذیب نے دھیمی آواز میں کہا۔۔۔ یکدم دروازہ کھولتا ہاشم اندر آیا۔۔۔

دونوں کی نظر دروازے کی طرف گئیں جہاں ہاشم ہشاش بشاش قریب آرہا تھا ہاتھ میں بڑا سا گلاب کا بوکے اور چاکلیٹ کا ڈبہ تھامے ہوئے تھا۔۔۔

لو جی ہاہاہا۔۔ ہاشم بھائی آپ کیا ڈیٹ پر آئے ہیں۔۔ تعدیل ہنس کر شرارت سے کہتی باہر نکل گئی۔

تعدیل کے جاتے ہی ہاشم اسکی طرف آیا۔۔۔

کیسی طبیعت ہے میری بلی۔۔ ہاشم نے بوکے اسکے ہاتھ میں دیتے بیٹھتے ہوئے جھک کر اسکی پیشانی چومی۔۔۔

ک کہاں تت تھے ص صبح سے ک کتنا ان۔۔۔

ششش!! پہلے تم صحت یاب ہو جاؤ گھر جا کر آرام سے میری باہوں میں قید ہو کر سوال کرتی رہنا۔۔ہاشم نے یکدم اسکی بات کاٹ کر اسکے چہرے کو ہاتھوں میں تھام کر کہا۔۔

ہاہاشم ہم ہمارا بچہ۔۔. تہذیب نے کہتے ہی سختی سے آنکھیں میچی تہذیب کی انکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔۔

ہاشم نے ہونٹ بھینچ کر آنکھوں میں آئے آنسوؤں کو بہنے سے روکا۔۔۔

تمہاری فیورٹ چاکلیٹس لایا ہوں دیکھو۔۔۔ہاشم بات بدلنے کے غرض سے کہتا ڈبے کو کھولنے لگا۔

وہ بچ بچ جاجاتا ہاہاشم۔۔

اسکا ٹیسٹ اچھا ہے میں نے ایک نکال کر کھائی تھی۔۔۔ہاشم اسکی بات ان سنی کرتے ہوئے بولا

جو بہتے آنسوؤں کے ساتھ اسکی ٹی شرٹ کے کنارے کو پکڑے دھیمی آواز میں کہہ رہی تھی۔۔

ارارتضیٰ ن نے ہم ہمارے بچ بچے ک کو مار ڈالا۔۔۔ہاشم کا ریپر کھولتا ہاتھ ساکت ہو گیا ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کے اسکا بچہ تشدد کی وجہ مرا تھا۔

سب کے سامنے بتانا ڈاکٹر کو مناسب نہیں لگا۔۔۔

بے یقینی سے ہاشم نے اسے دیکھا جو زار و قطار روتے ہوئے ہاشم کو سب بتاتی جا رہی تھی۔۔

جیسے جیسے وہ بتاتی گئی ہاشم کا غصّے سے برا حال ہو گیا۔۔

دونوں ہاتھوں کو سختی سے بند کرتا آنکھوں میں سرخی لئے ایک جھٹکے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔

سامنے ہی احمد صاحب کو دیکھ کر ایک پل کے لئے رو کا۔۔۔ پھر باہر نکل گیا۔۔۔

احمد صاحب نے آنکھوں کو میچ کر گہری سانس لیتے سامنے روتی ہوئی تہذیب کو دیکھ کر خود بھی رو دیے۔۔

گھر میں کوئی نہیں ہے کیا؟ ارتضیٰ نے لاؤنج میں داخل ہوتے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھے ہوئے ملازمہ سے کہا جو سرونٹ کواٹر میں ہی رہتی تھی۔۔۔

صاحب جی سب ہسپتال۔۔۔ اس سے قبل وہ بات مکمل کرتی لاؤنج کا دروازہ دھاڑ سے کھولا۔

ارتضیٰ ہاشم کو دیکھتے ہی غصّے سے کھڑا ہوا۔۔

یہ کیا طریقہ ہے جاہل۔۔۔ ارتضیٰ کی بات منہ میں ہی رہ گئی۔۔۔

ہاشم نے پوری قوت سے اسکے منہ پر پنچ مارا ارتضیٰ زور سے نیچے گرا ملازمہ چیختی ہوئی باہر کی طرف بھاگی۔۔۔

ہاشم ارتضیٰ کو گریبان سے پکڑ کر مارتا چلا گیا۔۔۔

جب نیلم بیگم کے چیخنے پر اسکا ہاتھ روکا۔۔ارتضیٰ کی ناک اور منہ پھٹ چکے تھا۔۔۔

نیلم بیگم ابھی اپنی فیملی کے ساتھ گھر پہنچی تھی جب ملازمہ نے انہیں بتایا۔۔

احمد صاحب خاموش کھڑے تھے۔۔جب نیلم بیگم تن فن کرتیں ارتضیٰ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر غصّے سے بھرے ہاشم کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگیں۔یکدم انکا ہاتھ اٹھا اس سے پہلے ہاشم کے گال پر پڑتا کسی نے بیچ میں ہی ہاتھ روک دیا۔۔نیلم بیگم نے حیران ہو کر احمد صاحب کو دیکھا۔

جب کے ارتضیٰ عریشہ کے ساتھ ہاشم کو بھی حیران کر گئے تھے۔۔۔احمد صاحب نے ہاتھ کو زور سے جھٹک کر کھینچ کر نیلم بیگم کے گال پر تھپڑ رسید کیا۔۔

ارتضیٰ سن کھڑا ہو کر اپنے باپ کو دیکھنے لگا جس نے پہلی بار اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا تھا۔

یہ تھپڑ تمہے بہت پہلے ہی پڑ جانا چاہیے تھا لیکن میں ہمیشہ تمہاری حرکتوں پر خاموش رہا۔۔۔ میری بہن کو اجنبی لوگوں کے سامنے ذلیل کر کے گھر سے نکالا میں خاموش رہا لیکن آج میں بلکل خاموش تماشائی بنا ایک کونے میں کھڑا نہیں رہوں گا۔۔۔بہت ہو گیا نیلم اسکے لئے تم

میرے بھانجے پر ہاتھ اٹھا رہی ہو اس گندی اولاد کے لئے جس کی ہر ایک خواہش پوری کی دن رات محنت کر کے حلال کمائی کھلائی لیکن جانے یہ اتنا بد بخت نکلے گا اتنا گھٹیا۔۔۔

بسس ابّو بہت بول چکے آپ اس گھٹیا انسان کے لئے آپ نے امی پر ہاتھ اٹھایا۔۔۔ارتضیٰ غصّے سے کانپتا لڑکھڑاتی زبان سے انکی بات کاٹ کر بولا۔جب کے نیلم بیگم ابھی تک سن کھڑی تھیں۔

کون گھٹیا میں یا تو ہاں میری میری بیوی کو اپنی گاڑی سے کچل نا سکا تو میرے بچے۔۔۔۔میرے بچے کو مار ڈالا۔۔۔کیوں کیا ایسا بتا کیوں؟۔۔کیا بگاڑا تھا اس نے تیرا کیوں کیا بتا۔۔ہاشم نے دوبارہ گریبان پکڑ کر دھاڑ کر کہا۔

نیلم بیگم اور عریشہ منہ پر ہاتھ رکھے اسکی بات پر حیرت زدہ رہ گئیں۔۔۔

سننا چاہتا ہے نہ تو سن نفرت کرتا ہوں تجھ سے اب سے نہیں بچپن سے تیری خوشی مجھے برداشت نہیں ہوتی تو ہمیشہ مجھ سے دو قدم آگے رہا ہے میں تجھے روتا تڑپتا دیکھنا چاہتا ہوں سنا تو نے شدید نفرت ہے مجھے تجھ سے۔۔۔دیکھ مجھے قدرت نے خود موقع دیا تیری سب سے قیمتی چیز اپنے جوتے سے مسل کر رکھ دی تت بیچارہ اگلی سانس ہی نہیں لے سکا ہو گا۔۔۔ارتضیٰ پاگلوں کی طرح بول کر ہنسنے لگا۔۔

نیلم بیگم جو قریب ہی کھڑی تھی اس کے پاس سے پیچھے ہوئیں۔۔۔

کوئی اس قدر نفرت کیسے کر سکتا ہے۔۔۔ہاشم کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔۔۔

میرے بچے کو مار دیا ماموں آپکے۔۔۔آپکے بیٹے نے میرے بچے کو مار دیا۔ میری بیوی کو۔۔۔ ہاشم نے کہتے کہتے روک کر چہرے پر ہاتھ پھیر کر ایک قدم پیچھے لیا۔۔

کیسے ؟۔۔۔کیسے ؟۔۔۔ارتضیٰ احمد کیسے مارا؟۔۔ تیرا دل نہیں کانپا میری نفرت میں اتنا آگے بڑھ گیا کے ایک بے بس وزخمی عورت کو اس قدر سفاکی سے مارا۔۔۔تو۔۔۔تو بچا سکتا تھا میرے بچے کو۔۔۔ماموں یہ بچا سکتا تھا۔۔۔ہاشم بھرائی ہوئی آواز میں ارتضیٰ کو کہتا احمد صاحب کو دیکھ کر بولنے لگا۔۔۔

نیلم بیگم کی بھی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔۔جب کے ارتضیٰ چپ کھڑا اسے سن رہا تھا۔

پھر ہاشم اسے دیکھ کر کہنے لگا۔

تین مہینے۔۔۔ تین مہینے جانتا ہے کیسے ایک ایک دن گن رہا تھا۔۔۔جب وہ آئے گا تو اپنے ہاتھوں سے اسکا سب کام کروں گا اور جب وہ اپنی توتلی زبان سے ابّو کہے گا۔۔ لیکن تو کامیاب ہو گیا میری ساری خوشیوں کو کھا گیا ارتضیٰ احمد۔۔۔میں۔۔۔۔میں تجھے کبھی معاف نہیں کرونگا۔۔۔ کبھی نہیں۔۔۔ہاشم روتے روتے کہتا یکدم غصّے سے بولا۔

تجھے سزا دلواونگا سلاخوں کے پیچھے۔۔۔۔

نہیں ہاشم بیٹا ایسا مت کرو میں تمھارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔ نیلم بیگم اسکی بات کاٹ کر تڑپ کر روتے ہوئے اسکے سامنے ہاتھ جوڑ کر بولیں۔۔

ہاشم اسی طرح کھڑا رہا جب کے ارتضیٰ اندر سے گھبر گیا تھا لیکن ظاہر نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔۔

ممانی اگر یہی ظلم میں آپ کی بیٹی کے ساتھ کرتا تو کیا کرتیں آپ؟ تب بھی آپ یہی کہتیں؟ چھوڑ دیتیں؟ ہاشم کی بات پر نیلم بیگم روتے ہوئے سر جھکا گئیں۔۔

ہاشم ہونٹ بھینچے اپنے ماموں کو دیکھتا رہا جو اولاد کی وجہ سے اسکے سامنے نظر ملانے کے قابل نہیں رہے تھے۔۔

بہت مشکل ہوتا ہے بہت اذیت ہوتی ہے ممانی مجھ میں اتنا ظرف نہیں ہے لیکن میرے ماں باپ کی تربیت ہے جو ابھی تک میں یہیں کھڑا ہوں۔۔۔ میں معاف نہیں کروں گا۔۔۔ کبھی بھی۔۔

ہاشم میں تمھارے پیر پکڑتی ہوں ارتضیٰ نے جو تہذیب بیٹی کے ساتھ کیا میں کبھی اسکو معاف نہیں کرونگی لیکن میں ماں ہوں اسے سلاخوں کے پیچھے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔

بس کردو نیلم۔۔۔ ہاشم تمہے جو سزا دینی ہے دو یہ تمہارا اور تہذیب کا مجرم ہے۔۔ احمد صاحب نے نیلم بیگم کو ٹوکتے ہوئے کہا۔۔۔

ابو میں کبھی یہ نہیں ہونے دونگا یہ۔۔ نہیں جیت سکتا۔ میں ارتضیٰ احمد ہوں میں کبھی ہاشم وقاص سے نہیں ہاروں گا کبھی نہیں۔۔۔ سناسب نے ارتضیٰ احمد کبھی ہار نہیں سکتا کبھی نہیں۔۔

ارتضیٰ یکدم عجیب پاگلوں سے لہجے میں کہتا سیڑیاں چڑھ کر کمرے کی طرف بھاگا۔۔یکدم سب اوپر کی طرف بھاگے۔۔

کمرے کا دروازہ کھولا ہی تھا جب زوردار آواز گونجی عریشہ اور نیلم بیگم چیخ مارتیں کانوں کو ہاتھ لگا گئیں۔۔

جب کے ہاشم اور احمد صاحب آنکھیں پھاڑے قالین پر گرے ارتضیٰ کے سرد پڑے وجود کو دیکھتے رہ گئے۔۔۔جس نے خود کو سر میں گولی ماری تھی۔

حسد کی آگ تھی اور داغ داغ سینہ تھا

دلوں سے دھل نہ سکا وہ غبار کینہ تھا۔

(خلیل تنویر)

ایک ہفتے بعد:

فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد قران مجید کی تلاوت کر کے قرآن مجید کو چوم کر آنکھوں سے لگا کر احتیاط سے رکھتی وہ بیڈ کی طرف بڑھی۔

جہاں وہ پر سکوں سو رہا تھا۔۔بال ماتھے پے بکھرے بڑھی ہوئی شیو میں وہ اور بھی پیارا لگ رہا تھا۔

جھک کر سینے پر پھونک مار کے ہاتھ بڑھا کر نرمی سے بالوں کو پیشانی سے پیچھے کر کے پیشانی پر لب رکھے۔۔۔

ہاشم نیند میں ہی آہستہ سے مسکرایا۔۔۔

تہذیب سیدھی کھڑی ہوتی مسکرا کر پلٹنے لگی اچانک ہاشم نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روکا۔

کہاں جارہی ہو؟؟ نیند میں خمار لی ہوئی آواز اسکے کانوں میں پڑی۔۔

ن یچے ک چن م میں۔۔۔

چلی جانا ابھی یہاں بیٹھو میرے سامنے۔۔ہاشم اٹھ کر بیٹھے ہوئے بولا۔

تہذیب بیٹھتے ہی آگے بڑھ کر اسکے سینے پر سر رکھ کر بیٹھ گئی۔۔ہاشم نے مسکرا کر اسکے گرد حصار کیا۔

ک کل مم ممانی آآئیں تھ تھیں ب بہت کم کمزور ہو ہو گئی ہیں۔۔۔

ہم رات کو گیا تھا ہدبر کے ساتھ ماموں کی طرف۔۔۔ہاہ ارتضٰی نے خود کو مار کر اچھا نہیں کیا میں نے تو کبھی اس سے مقابلہ نہیں کیا کہیں بار سوچا اس سے دوستی کروں کزن تھا میرا بھائیوں کی طرح لیکن وہ ان دیکھی نفرت کو بچپن سے پروان چڑھاتا رہا۔۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا جب میں ماموں ممانی کو روتے ہوئے دیکھتا ہوں۔۔۔مجھے پتہ ہوتا وہ اتنا سنگین قدم اٹھالے گا تو

میں واپس آجاتا اللہ پر چھوڑ دیتا۔۔۔تمہاری قسمت میں یہی کرنے والا تھا ممانی نے اس کم عقل

اندھے انسان

کے لئے میرے سامنے ہاتھ جوڑے۔۔

ہاشم ضبط سے بول رہا تھا تہذیب اسکے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔اسکے پاس کہنے کے لئے کچھ تھا ہی نہیں۔۔۔

بھابھی آج پراٹھا ملے گا؟ حماد کچن میں آتے ہوئے بولا۔۔

تہذیب نے پلٹ کر مسکرا کر اسے دیکھ کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

تھینک یو۔۔۔حماد کہتا کچن سے نکل گیا۔۔۔

تہذیب نے فریج سے آٹا نکالا اچانک نظر نگہت بیگم پر پڑی جو سوچوں میں کھوئی ہوئی تھیں۔۔

ام امی کک کیا ہوا؟ تہذیب انکے قریب جا کر کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔۔

نگہت بیگم نے چونک کر اسے دیکھا۔

میں تھوڑی پریشان ہوں تہذیب ہدبر اور تعدیل کی منگنی کے دو ہفتے بعد نکاح ہونا تہہ پایا تھا لیکن اچانک ارتضٰی بیٹے کی موت ہو گئی۔۔۔

اب ایسے میں نکاح بمشکل ایک ہفتہ ہوا ہے۔۔۔

ت توبب بعد مم میں ہو ہو جاجائے گا۔۔ تہذیب نے انکی بات سن کر حل بتایا۔۔

ہو جاتا۔۔۔ مسئلہ نہیں تھا مگر تمھارے والدین عمرہ کرنے جارہے ہیں تمھے پتہ تو ہے اب ایسے میں وہ اس طرح یہاں نہیں چھوڑنا چاہتے اور اس حق میں میں خود بھی نہیں ہوں منگنی ہوئی ہے پھر جوان بچی ہے۔۔۔ سو باتیں ہو جاتی ہیں۔۔۔ پیشانی مسلتے وہ تہذیب کو دیکھنے لگیں جو خود بھی پریشان ہو گئی تھی۔۔

امی اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے ایک ہفتہ ہے نہ ابھی سادگی سے نکاح ہو جائے گا۔۔۔

ایک دو مہینے بعد اچھی سی دعوت کر دیں گے۔۔ ہاشم کی آواز پر دونوں نے پلٹ کر اسے دیکھا جو جانے کب سے کھڑا تھا۔۔

سہی ہے پھر ایک بار میں پوچھ لوں ایسے اچھا نہیں لگتا۔۔۔ نگہت بیگم کہ کر پالٹیں انکے پلٹتے ہی ہاشم نے ہاتھ سے اشارہ کر کے کس دے کر آنکھ دبائی تہذیب گھبرا کر گھورتے ہوئے دوسری طرف پلٹ گئی۔

جب کے ہاشم مسکرا کر باہر نکل گیا۔

گاڑی سے اتر کر وہ چلتا ہوا قبرستان میں داخل ہوا۔۔ چھوٹے چھوٹے قدم لیکر ایک قبر کے قریب آ ٹھرا نظر کتبے پر لکھے نام پر پڑی تو زیرِ لب پڑھنے لگا۔۔۔ ارتضیٰ احمد!!

ساتھ کھڑے ہدبر نے ہاشم کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہاشم نے چونک کر آنکھ کا کونہ صاف کرتا فاتحہ پڑھنے کے لئے ہاتھ بلند کیے۔

چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہاشم قبر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔

نفرت کرتا ہوں تجھ سے شدید نفرت۔۔۔ارتضیٰ کے کہے الفظ اسکے کان میں گونجنے لگے۔۔۔

ہاشم بھائی چلیں۔۔۔ہدبر نے اسے دیکھ کر کہا۔۔

نہیں کچھ دیر بیٹھتے ہیں۔۔زندہ تھا تو کبھی اتنا خاموش نہیں رہا یہ ورنہ مجھے دیکھتے ہی فضول باتیں کر کے خود تو جلتا تھا اور مجھے بھی غصہ دلاتا تھا۔۔۔

ہاشم مٹّی پر نظریں مرکوز کیے ہی بولا جب کے ہدبر اپنے بھائی کو دیکھ کر رہ گیا۔۔

اتنا کچھ ہونے کے باوجود بھی ہاشم بھائی یہاں ہیں اور آپ نے نہ امی کو حقیقت بتائی نہ انکل آنٹی کو کیوں ہاشم بھائی۔۔۔

تم نے قسم کھائی ہے ہدبر اس بات کا ذکر کبھی نہیں کروگے۔۔۔اسلئے نہیں بتایا کے تم بے دھڑک

کہتے رہو۔۔۔ہاشم نے گھورتے ہوئے کہا۔۔

ہاشم کے کہنے کے بعد دوبارہ خاموشی چھائی۔

میں ارتضیٰ احمد ہوں میں۔۔۔

سوری بچہ ایکسپائرڈ تھا۔۔

ہاہ ہاشم ہم ہمارا بچ بچہ۔۔۔

تمہے میں جیتنے نہیں دونگا۔۔۔

لاتعداد سوچوں نے اسکے دماغ پر حملہ کیا جس میں اذیت ہی اذیت تھی۔۔۔

ہاشم نے زور سے سر جھٹکا۔

میں تمھارے پاس اس لئے نہیں آتا کے میں نے تمہے معاف کر دیا بلکہ ایک دماغی معذور کو دیکھنے آتا ہوں جو آج مٹّی کی چادر اوڑھے سو رہا ہے جس نے اپنے ماں باپ کا بھی خیال نہیں کیا تھا۔۔جو اپنی نفرت حسد میں اس قدر ڈوب چکا تھا کے حلال حرام کا فرق تک بھول گیا۔

ٹھیک کہا تھا ارتضیٰ احمد تم نے۔۔میری خوشیوں کو چھین لوگے لیکن میں تمہاری طرح بیمار شخص نہیں ہوں۔۔۔

اگر یہ آزمائش ہے تو میں اس میں ضرور کامیاب ہونگا جسکا حوصلہ چٹانوں کی طرح ہو جس کا اللہ کی

ذات پر بھروسہ ہو وہ آزمائشوں کو پار کر کے اپنی خوشیوں سے بھری منزلوں تک پہنچ جاتے ہیں۔

ہلکی آواز میں کہتا وہ دوبارہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھا چکا تھا۔۔

دس منٹ بعد انکی گاڑی گھر کی طرح گامز تھی۔۔۔

کون جیتا کون ہارا۔۔۔ایک دن سب نے مٹّی میں کھو جانا ہے۔۔۔(امرحہ)

احمد بھائی مجبوری نہ ہوتی تو کبھی آپ سے اس طرح کی بات نہیں کرتی صرف نکاح بلکل سادگی سے کرنا ہے گھر کے فرد ہی ہونگے۔۔۔نگہت بیگم صوفے پر بیٹھیں ہچکچا کر کہہ کر سامنے بیٹھے احمد صاحب اور نیلم بیگم کو دیکھنے لگیں۔۔۔

جیسی آپ کی مرضی یہ سب تو ایسے ہی ہونا تھا جانے والا چلا گیا۔۔

احمد صاحب کہتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔نگہت بیگم گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔

مجھے یہ بات نہیں کرنی چاہیے تھی بھابھی۔۔

کوئی بات نہیں ان لوگوں کی مجبوری ہے ہم آجائیں گے۔۔۔اب چلتی ہوں عریشہ گھر پر ہی ہے۔نیلم بیگم کہہ کر لاؤنج عبور کر گئیں۔

نیلم بھابھی سب ٹھیک ہو جائے گا ہاہ اولاد کا غم ماں باپ کو اندر سے دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔

وردہ بیگم کندھے کو تھپتھپا کر ان کی جانب بڑھ گئیں۔۔

جہاں سے ردا اور حماد کی بحث کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

دیکھو گندی حرکتیں مت کرو ورنہ ابھی میں تمہے گنجا کر دوں گا پھر کرتی رہنا خارش۔۔ حماد نے دوبارہ گھور کر کہا۔

جو کرسی پر بیٹھ کر دوبارا اپنے سر میں خارش کر رہی تھی۔۔۔

شٹ اپ میں تمہے نہ کر دوں یہ جو تمہارا اتنا بڑا سر ہے نہ اس میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں ضرور کوئی پھدک کر میرے صاف ستھرے خوشبودار بالوں میں اکر بھنگڑے کرنے لگ گیا ہے افففف۔۔۔

رداتپ کر سر میں خارش کرتے ہوئے بول رہی تھی جب پیچھے سے وردہ بیگم نے اسکے چپت لگائی۔۔۔

کیا حرکتیں کر رہی ہو اٹھو جا کر کنگی اور تیل لاؤ ورنہ صرف قینچی تاکہ قصہ ہی مکا دوں۔۔ گندی اولاد۔۔۔ وردہ بیگم دور سے ہی اسکی حرکت دیکھتیں غصّے میں اگئیں تھیں۔۔

ہاہاہا پھوپھو یہ نیک کام میں کر دیتا ہوں ابھی لا یا قینچی۔۔۔ حماد ہنس کر اندر کی طرف بھاگا جب کے ردا کا خون کھول گیا تیزی سے اسے مارنے دوڑیں۔۔

پتہ نہیں کیا بنے گا اس لڑکی کا۔۔ وردہ بیگم سر جھٹک کر وہیں بیٹھ گئیں۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہاشم آفس سے آیا کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکے قدم ٹھہر گئے۔۔

سامنے ہی تہذیب بیڈ پر سارا سامنے پھیلائی بڑے سے سوٹ کیس میں نرمی سے ہر ایک چیز کو چھو کر دیکھتی بیگ میں رکھ رہی تھی۔۔ہاشم گہری سانس لے کر چھوٹے چھوٹے قدم لیتا اسکی طرف بڑھا تہذیب نے یکدم رک کر ہاشم کی طرف دیکھا۔

اس اسلام ع علیکم۔۔

وعلیکم اسلام یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہاشم نے مسکرا کر جواب دے کر بیڈ پر سے شوز اٹھایا۔۔۔

تہذیب نے جھٹ اسکے ہاتھ سے کھینچ کر بیگ میں رکھا۔۔

م میں ی یہ سس سب بن بند کر کے رک رکھ رر رہی ہو ہوں ان انشاءاللہ ہد ہد برا او ور تع تعدیل ک کو دد دیں گے۔۔

تہذیب اب تیزی سے سامان بیگ میں رکھتی بند کرنے لگی۔۔ہاشم ہونٹ بھینچ کر اسے دیکھنے لگا۔

سوٹ کیس کو بند کرتے اٹھانے ہی لگی تھی جب ہاشم نے سپاٹ چہرے کے ساتھ خود اٹھاتا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔۔

تہذیب اسی طرح کھڑی رہی پھر گہری سانس لیتی کمرے سے نکل گئی۔۔

رات کا پہر تھا تہذیب کھڑکی کھولے کھڑی سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔

ہاشم نے دروازہ بند کرکے اسکی طرف قدم بڑھائے پشت پر رک کر اسے حصار میں لیا جو بری طرح چونک گئی تھی۔۔

کیا سوچ رہی تھیں۔۔۔

کچ کچھ ب بھی ن نہیں۔۔

یہ کونسی سوچ ہے کچھ نہیں والی؟؟ ہاشم نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا تہذیب نے اسے گھورا۔۔

ہاہاہا مذاق کر رہا ہوں یار چلو اب سونے لیٹو کل مجھے آفس جلدی جانا ہے۔۔۔ ہاشم اچانک اسے کھڑکی سے ہٹاتا بیڈ کی طرف بڑھا۔۔۔

مج مجھے۔۔۔

ہاں جانتا ہوں تمہے بھی بہت نیند آرہی ہے چلو آجاؤ۔۔ ہاشم اسکی بات شروع ہونے سے پہلے ہی کاٹ کر لائٹ بند کرنے لگا۔۔

تہذیب اسکی پشت کو گھور کر جھنجھلا کر جلدی سے لیٹ کر سرتا پیر رضائی اڑھ کر لیٹ گئی۔۔

ہاشم نے اسکے دیکھا اچانک تہذیب ڈر کر اٹھ کر بیٹھنے لگی جب ہاشم جو جان بوجھ کر زور سے گرنے کے انداز میں لیٹا تھا تہذیب کو پکڑ کر اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

آآپ ب بہت۔۔۔

ہاں جانتا ہوں میری جان تم مجھ سے بہت محبت کرتی ہو لیکن میں تم سے زیادہ۔۔ہاشم نے ہمیشہ کی طرح اسکی بات کو بیچ میں ہی اچک لیا۔۔

جاجان جانتی ہو ہوں۔۔۔دھیمی آواز میں کہ کر ایک ہاتھ اسکے گال پر رکھا تہذیب کی آنکھوں میں آنسوں آنے لگے تو خود ہی نزدیک ہو کر اسکے سینے سے لگ کر آنکھیں موند گئی۔۔

ہاشم جانتا تھا وہ رو رہی ہے رو تو وہ خود بھی رہا تھا۔۔۔

سو گئیں؟ آنسوں کو ضبط کرتے ہاشم نے پوچھا کچھ دیر اسکے جواب کا انتظار کرتا رہا جو روتے روتے اسکے سینے پر سر رکھے ہی سو گئی تھی۔۔۔

خود بھی وہ سوچتے سوچتے نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔۔۔

❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦ ❦

تیری آرزو بن جاؤں تیرا جنون بن جاؤں

سوچے جو تو کسی بارے میں کبھی

ترے خیال کی تصویر بن جاؤں

نگاہوں کا تیری سرور ہوں

دل کی مراد بن جاؤں

تو شاعر ہو محبتوں کا

www.neweramagazine.com

اور میں تیری غزل بن جاؤں

تو خاموش رہ کر مجھے دیکھتا رہے

میں تیرے ان کہے الفاظ بن جاؤں

تو ہمیشہ خوش رہے شاد رہے

میں تیرے مسکرانے کا سبب بن جاؤں

اداس جو ہو تو کسی شام کو

میں تیرے لیے ایک خوب صورت رات بن جاؤں

تو چاند کی طرح چمکتا رہے

اور میں تیری دیوانگی میں چاندنی بن جاؤں

کھلی آنکھوں سے تو مجھے دیکھے

بند ہو تیری آنکھیں تو تیرا خواب بن جاؤں

ہے بس اتنی سی آرزو

میں تیرے نام سے جانی جاؤں

اور تیری پہچان میں بن جاؤں

(شفق)

زندگی

ایک ایسا سفر ہے

جو کسی کے لئے نہیں روکتا

سپاٹ سا ایک راستہ ہے

جہاں زندگی کا سفر اپنی منزل (آخرت) تک اِس سفر کے ساتھ بہتے پانی کی طرح تیز رفتار سے چل رہا ہے۔۔

اور انسان جو اس سفر کے مسافر ہیں رسی تھامے اسی رفتار سے چلتے جا رہے ہیں۔۔۔(امرحہ)

ارتضیٰ احمد کی وفات کو تین ہفتے گزر گئے نیلم بیگم اکلوتے بیٹے کے غم میں بلکل بدل کر رہ گئیں۔

سچ ہے اولاد کا غم ماں باپ کو اندر سے دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔۔۔

ان تین ہفتوں میں کہیں حد تک احمد صاحب نے بھی خود کو سنبھال لیا لیکن بیٹے کی یاد جب رات کی تنہائی میں زور آور ہوتی تو دل کو ہاتھ پڑ جاتا۔۔۔

ماموں کل نکاح ہے آپ نے ضرور آنا ہے۔۔۔ ہدبر نے احمد صاحب کو مسکرا کر کہا۔۔۔ ہاشم خاموش بیٹھا تھا۔۔تینوں اس وقت آفس میں صوفے پر بیٹھے تھے۔۔۔

احمد صاحب لمبی سانس لیکر مسکرا کر سر ہلا کر جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

ابھی لاک پر ہاتھ رکھا ہی تھا جب ہاشم کی آواز پر رک کے پلٹے۔۔

ماموں آپ جو کہنے آئے تھے وہ بات تو کی ہی نہیں لیکن میں چاہتا ہوں ہم دوبارہ ساتھ میں کام کریں۔جو گزر گیا اسے اپنی مٹھی میں پکڑے رکھنے سے بہتر ہے مٹھی کھول کر اسے آزاد کر دیا جائے۔ماضی کے جو گھاؤ ہیں مستقبل میں جینے نہیں دیں گے۔۔

ہاشم دھیمی آواز میں بولتے بولتے احمد صاحب کے سامنے اپنی ہتھیلی کر کے انہیں دیکھنے لگا۔

دونوں کی آنکھوں میں آنسوؤں کی نمی چمک رہی تھی۔۔۔

بدنصیب تھا یا پھر عقل سے اندھا جو تم سے خود ساختہ دشمنی پالے اپنی آخرت کو تباہ کر کے ہمیں تنہا کر کے چلا گیا۔۔۔واقعی تمھارے ماں باپ کی ہی تربیت ہے جو تمھارے ساتھ اتنا غلط کر کے حرام موت کو گلے لگا کر چلا گیا پھر بھی تم سب بھول کر آگے بڑھنے کا حوصلہ خود کو اور مجھے دے رہے ہو۔۔۔۔۔احمد صاحب نے بھرائی آواز میں کہ کر اسکا کندھا تھپتھپایا ہاشم ہونٹ بھینچے احمد صاحب کے گلے لگ گیا۔۔

آپ ایسا مت سوچیں ارتضیٰ نہ سہی ہم ہیں آپ کے بیٹے۔۔۔ہاشم نے کہا احمد صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔۔

ہدبر دونوں کو دیکھتا اپنی آنکھیں رگڑ کر آنسوں ضبط کرتا انکی جانب بڑھ گیا۔۔۔

آیئنے کے سامنے کھڑی وہ اپنے بال بنا رہی تھی گرے کلر کی شلوار قمیض کے ساتھ نیٹ کا ہم رنگ ڈوپٹہ جس پر ڈسکو چمک رہی تھی۔۔۔

ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے میک اپ سے پاک چہرہ۔۔۔جب ڈریسنگ روم سے خوشبو بکھیرتا ہاشم سیاہ شلوار قمیض زیب تن کیے آیا۔۔

تہذیب اسے دیکھنے لگی جسے ایک نظر دیکھ کر نظر ٹھہر جاتی ہے۔۔۔ہاں اسکا ہاشم ایسا ہی تھا جس کا ظاہری دلکش ہونے کے ساتھ اسکا باطن بھی خوبصورت تھا۔۔۔

ہاشم جیسے مرد قسمت والوں کو ملتے ہیں لیکن شاید اسے پانے کے بعد وہ اسے کھو کر اپنی قسمت خود اپنے ہاتھوں سے زندہ در گور نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ہیئر برش رکھ کر یہی سب سوچتی وہ آگے بڑھی ہاشم جو موبائل پر ہدبر سے مولوی صاحب کے مطالق کوئی بات کرنے کے لئے کال ملا کر کان سے لگا چکا تھا۔۔

تہذیب کے سینے سے لگنے پر حیران ہوتا جلدی سے بات کر کے اسکی طرف متوجہ ہوا جو آنکھیں مونددے سر رکھے اسے محسوس کر رہی تھی۔۔

مجھے پتہ ہوتا تم میرے تیار ہونے پر یوں میرے سینے سے لگو گی تو اٹھتے ہی تیار ہو کر تمھارے سامنے کھڑا ہو جاتا۔۔۔

ہاشم نے شرارت سے کہ کر جھک کر اسکی گردن پر لب رکھے۔

ہاہ ہاشم۔۔۔

ہمم۔۔۔۔

ای ایک بابات پو پو چھوں۔۔۔ تہذیب سینے سے لگے ہوئے ہی بولی۔۔

ہاشم جو اسکے سر پر تھوڑی ٹکا کر اسکی بات مکمل ہونے کا سکون سے انتظار کر رہا تھا مسکرا کر بولا۔۔

ایک کیوں تم مجھ سے ڈھیر ساری باتیں پوچھو۔۔۔ ہاشم نے مسکرا کر کہا تہذیب اس سے الگ ہوتی نظریں جھکا کر انگلیاں مڑوڑنے لگی۔۔

ہاشم اسکی ہچکچاہٹ دیکھ کر یکدم گہری سانس لیکر رہ گیا۔۔

دیکھو تہذیب اگر تم کوئی الٹی سیدھی بات کرنے والی ہو تو چپ ہی رہنا۔۔۔

ن نن نہیں م مج مجھے ب بس یہ یہ پو پوچھ پوچھنا ت تھا م مجھ مجھے آآپ کب کبھی چھ

شٹ! میں جانتا تھا تم ضرور فضول بکواس کرو گی۔۔ دیکھو تہذیب میں ان مردوں میں سے نہیں ہوں جو اپنی شریکِ حیات کو اس لئے چھوڑ دیں جن میں انکی غلطی نہ ہو۔۔۔ یہ ہمارے

تمھارے کسی کے بس میں نہیں ہے۔۔۔تم میری ہو اور میں صرف تمہارا۔۔میری محبت وقت حالات کے ساتھ نہیں بدلتی اور جوان سب کے ساتھ سفر کرتی ہے وہ محبت نہیں وقتی ضرورت یا عادت ہوتی ہے ہمم۔۔۔۔

ہاشم اسکا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بولتا ماتھے کو چومتا کمرے سے نکل گیا جہاں ہدبرا سے آوازیں دے رہا تھا۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

گھور کیوں رہے ہو؟ردا نے حماد کو دیکھ کر پوچھا جو اسکے لان میں آتے ہی گھورے جارہا تھا۔۔

تو پھر تعریف کروں؟۔۔جا کر شیشہ دیکھو اتنا میک اپ کر کے آگئی ہو۔۔۔ماموں ممانی کیا سوچیں گے۔۔

ہیں اوہ ہیلو میں نے صرف لپسٹک کا جل لائنر مسکارا ہی لگایا ہے۔۔۔۔

جی بلکل لیکن بندا تمیز والا میک اپ بھی کرتا ہے یہ لمبی لمبی لکیریں کھینچنے کی کیا ضرورت پڑی ہے بُرا مت ماننا لیکن ڈائن لگ رہی ہو۔۔۔ہاہاہا۔۔۔حماد کہتا ہنستے ہوئے تیزی سے بھاگا۔۔

ردا جل کر پیر میں پہنی سینڈل اتار کر پیچھے بھاگی۔۔

حماد کے بچے روک جاؤ آج تم قتل ہو جاؤ گے ڈائن تمہاری گرل فرینڈ۔۔۔

تم کب ملی اپنی ہمشکل سہیلی سے۔۔۔ حماد سن کر زور سے بولتا اپنے کمرے کی طرف بھاگا اس سے قبل ردا پہنچتی سامنے سے آتی اپنی ماں کو دیکھ کر روک کر الٹے قدموں نیچے بھاگ گئی۔۔

تعدیل میری جان چپ بھی کر جاؤ کب سے روئے جا رہی ہو ہم آ جائیں گے واپس پھر تہذیب ہے پھر سب سے اہم بات ہدبر ہے۔۔۔ بینش بیگم اسے سمجھانے میں لگی ہوئی تھیں جو انکی گود میں سر رکھے سوں سوں کر رہی تھی۔۔۔ اس سے پہلے تعدیل کچھ کہتی تہذیب اور نگہت بیگم کے ساتھ نیلم بیگم وغیرہ بھی اندر داخل ہوئیں۔

مولوی صاحب آ رہے ہیں۔۔۔۔ نگہت بیگم مسکرا کر بولتیں آگے بڑھیں تعدیل جھٹ اٹھ کر بیٹھتی ڈوپٹہ سہی کر کے آنسوں صاف کرنے لگی۔

ک کو کوئی ر رو رہا ہے۔۔۔ تہذیب شرارت سے بول کر مسکرائی سا بنے حیران ہو کر تہذیب کو دیکھا جو آج مسکرا کر بات کر رہی تھی ورنہ چپ چپ ہو گئی تھی۔۔۔

نہیں میں رو نہیں رہی تھی یہ تو خوشی کے آنسوں ہیں آپ کے پاس جو آ رہی ہوں۔۔۔ تعدیل کے کہنے پر سب ہنس دیے۔۔

کچھ ہی دیر میں ہدبر اور تعدیل کا نکاح ہو گیا۔۔۔ مبارک سلامت کے بعد تعدیل ماں باپ کے گلے لگتی زار و قطار رو رہی تھی۔۔

بھابھی اسے اتنا غم کیوں ہو رہا ہے۔۔۔ہدبر جو صوفے پر بیٹھا تھا تہذیب کے کان میں سر گوشی کرنے لگا جب ہاشم صوفے کے پیچھے کھڑا ہو کر دونوں کی طرف جھکا۔۔

میرا خیال ہے وہ تمہاری وجہ سے ڈر رہی ہے۔۔۔اس لئے گھور نا بند کرواسے اور اٹھو ذرا یہاں سے مجھے اپنی بیوی سے باتیں کرنی ہیں۔۔ہاشم نے تھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔۔۔
تہذیب ہنس دی جب کے ہدبر اپنے بڑے بھائی کو گھور کر رہ گیا۔

بے عزتی کرنے کی کیا ضرورت ہے سیدھا کہہ دیتے کے اٹھ جاؤ۔۔۔ہدبر نے ناراضگی سے کہا۔

ہم سمجھدار ہو جاؤ ادھر بیٹھو۔۔ہاشم چڑانے والی مسکراہٹ سے اسے بولا۔۔۔ہدبر منہ پھولا کر اٹھ گیا۔۔

رات بارہ بجے تک سب گھر پہنچے ہدبر ساتھ بیٹھی تعدیل کو گھور کر گاڑی سے اترا جو سارے راستے تہذیب کے کندھے پر سر رکھے اسکا ہاتھ تھام کر چپک کر بیٹھی تھی۔۔

بیگم جی اپنے مبارک قدموں سے گاڑی سے اتر کر ذرا اپنے سسرال کو رونق بخش دیں۔۔۔
ہدبر ہلکی آواز میں جل کر کہتا دروازہ کھول کر کھڑا ہو گیا۔

تعدیل آنسوں پوچھتی مسکراتی ہوئی تہذیب کے گال پر پیار کرتی نیچے اتر گئی۔تعدیل کا استقبال سب نے بہت اچھے سے کیا۔۔

ایک دو رسموں کے بعد تہذیب تعدیل کو ہدبر کے کمرے کی طرف لیکر جانے لگی۔۔

ہاشم بھائی بھابھی کو روکیں ورنہ ان محترمہ سے کوئی بعید نہیں یہ بھابھی کو کمرے میں روک کر مجھے کمرے سے نکال دے گی۔۔۔ہدبر نے دونوں کو جاتا دیکھ کر جلدی سے ہاشم سے سرگوشی کی۔۔

ہاں یقیناً ایسا ہو بھی سکتا ہے۔۔۔ہاشم کہتا تیزی سے سیڑیاں چڑھتا پیچھے گیا اس سے قبل دونوں کمرے میں جاتیں ہاشم کے کھانسنے پر رک کر اسکی طرف متوجہ ہوئیں۔

ہاشم بھائی کیا ہوا۔۔۔تعدیل نے اسے دیکھ کر پوچھا جو پیٹ پکڑ کر چہرے پر تاثرات بھی ایسے لایا جیسے بہت درد ہو۔۔

ہاہاشم۔۔تہذیب گھبرا کر اسکے قریب گئی۔۔

یار چلو جلدی کمرے میں بہت درد ہو رہا ہے پیٹ میں کوئی میڈیسن دے دو چلو۔۔

پ پر۔۔

یار چلو پر کو مارو گولی۔۔۔ہاشم اسکی بات مکمل کرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچ کر زبردستی لے گیا۔

تعدیل اسی طرح کھڑی رہی جب ہدبر نے آکر اسے گود میں اٹھایا تعدیل ڈر کے چیخی۔۔

کیا ہوا۔۔۔حماد کی لاؤنج سے آواز آئی۔۔

کچھ نہیں سو جاؤ۔۔۔ہدبر تیز آواز میں جواب دیتا گھورتی ہوئی تعدیل کو کمرے میں لے گیا۔

م میں لالاتی ہو یوں ددوائی۔۔تہذیب پریشانی سے اسے دیکھتی آگے بڑھتی اس سے پہلے ہی

ہاشم اسے کمر سے پکڑ کر قریب کرتا مسکرا کر دیکھنے لگا۔

ختم ہو گیا درد۔۔ہاشم نے کہ کر اسکی پیشانی چومی۔۔

اب ابھی ت تو درردت تھ تھا۔۔۔تہذیب اسکے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔

افففف یار مذاق کر رہا تھا وہ میڈم اگر تمھے آنے نہیں دیتی تو۔۔۔ہاشم نے کہ کر دوبارہ اسکی پیشانی چومی جو اسے گھور رہی تھی۔۔۔

ذرا پیار سے گھورو۔۔۔ہاشم نے کہ کر جھک کر گردن پر لب رکھے تہذیب تیزی سے پیچھے ہٹتی باتھروم کی طرف بھاگی۔

ج جھ جھوٹے۔۔۔۔تہذیب کہتے ہی باتھروم میں جا کر اندر سے لاک لگا گئی۔

ہاہاہا کہاں جاؤ گی آنا تو یہیں ہے۔۔۔ہاشم ہنس کر کہتا بیڈ پر گرنے کے انداز میں لیٹا۔۔۔جب نظر دائیں وال پر لگی فوٹو فریم پر گئی یکدم چہرے سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔۔

سوچیں بھٹک کر پانچ مہینے پیچھے چلی گئیں۔۔۔

پانچ مہینے پہلے:

ہاشم بھائی کیا کر رہے ہیں۔۔۔ہد بر ہاتھ میں فائل تھامے اسکے کمرے کا دروازہ نوک کر کے اندر جھانک کر بولا۔جہاں ہاشم کھڑا وال پر کیل ٹھوک رہا تھا جب کے تہذیب ٹانگیں نیچے لٹکائے ہاتھ میں فوٹو فریم لیے بیٹھی مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔۔۔

جس میں خوبصورت معصوم سے گول مٹول سے بچے کی تصویر تھی۔۔

بہت ضروری کام۔۔۔مصروف سا کہ کر ہاشم مسکرایا جب ہدبر مسکراتا ہوا چلتا اندر آکر تہذیب کے ساتھ بیٹھ کر فریم میں بچہ دیکھنے لگا۔۔

ہاشم بھائی آکو نہیں لگتا آپکو اپنی تصویر لگانی چاہیے تاکہ روز بھابھی آپکو دیکھیں لیکن شرط یہ اس تصویر میں آپکے ساتھ میں بھی ہوں تاکہ ہمارا شہزادہ اپنے چاچو کی طرح بھی دیکھے۔۔۔کیوں بھابھی۔۔۔ہدبر نے مسکراہٹ دبا کر شرارت سے کہا۔۔ہاشم کیل لگا کر اسکی طرف پلٹا۔۔۔

تمہاری بھابھی کو تصویر کی ضرورت ہی نہیں ہے محترمہ روز اٹھ کر میرا دیدار کرتی ہیں۔۔ رہے تم تو ہم تینوں بھائیوں میں ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت ملتے ہیں کیوں تہذیب۔۔

ہاشم کہتے ہوئے اسکے ہاتھ سے فریم لے کر لگا کر آنکھوں میں چمک لئے دیکھنے لگا۔۔۔

مم میں آآتی ہو ہوں آآپ دودونوں کا کام کک کا کریں۔۔۔تہذیب کہ کر مسکرا کر ہاشم کو دیکھ کر ایک نظر وال کو دیکھ کر کمرے سے نکل گئی۔۔

باتھروم کے لاک کھولنے کی آواز پر ہاشم سوچوں سے باہر نکلا آنکھ کے کنارے کو صاف کرتا آنکھوں پے بازو رکھ کر آنکھیں موند گیا۔۔۔

یادیں بھی عذاب ہوتی ہیں یہ کلیجہ نوچ لیتی ہیں (امرحہ)

ہدبر نے اسے لا کر بیڈ پر لیٹایا جو تیزی سے سیدھی ہو کر بیٹھ کر اسے گھورنے میں مصروف تھی۔

اتنے پیار سے مت دیکھو کھا جاؤں گا تمہے۔۔ہدبر نے آنکھ دبا کر کہا تعدیل بیڈ پر ہی کھڑی ہو گئی۔

یہ کیا طریقہ تھا اگر کوئی دیکھ لیتا تو۔۔۔۔

تمہے پتہ ہے ہاشم بھائی بھی بھابھی کو اسی طرح اٹھا کر لائے تھے۔۔۔

کیا سچ میں واؤ سو رومینٹک۔۔ہدبر کی بات سنتے ہی تعدیل چہک کر دونوں ہاتھوں کی تالی بجا کر دوبارہ نیچے بیٹھی ہدبر تو جل بھن کر رہ گیا۔۔

اچھا وہ رومینٹک اور میں نے جو اٹھایا تمہے موٹی۔۔۔ہدبر کہتا اٹھ کر دور ہوا۔۔۔

تعدیل کا حیرت سے منہ کھل گیا۔۔۔کیا میں موٹی۔۔۔تعدیل صدمے سے کہتی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے جا کر آیئنے میں خود کو دیکھنے لگی۔

ڈیپ ریڈ کلر کا شرارہ جیولری پہنے نفاست سے کیا میک اپ دلہن بنی وہ حسین لگ رہی تھی یکدم ہدبر نے صدمے سے کھڑی اپنے آپ کو دیکھتی تعدیل کو اپنے حصار میں لیا۔۔

چھوڑیں مجھے میں تو موٹی ہوں نا۔۔۔تعدیل چونک کر مچل کر بولی۔۔

ہاہاہا موٹی ہو تو کیا ہوا ہو تو اب میری ہی۔۔۔ہدبر ہنس کر اسے لیتا بیڈ کی طرف بڑھا۔

اؤ تمہے کہانی سناتا ہوں۔۔

www.neweramagazine.com

جی نہیں مجھے نہیں سننی اور میری منہ دکھائی کا تحفہ دیں چلیں۔۔تعدیل گھبرا کر جلدی سے بولی۔

ہمم او کے پہلے آنکھیں بند کرو؟ ہدبر کچھ سوچتا ہوا مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔

تعدیل مشکوک نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

نہیں ایسے ہی دیں۔۔

یار عجیب ہو بھروسہ نہیں ہے کیا چلو آنکھیں بند کرو۔۔۔ہدبر نے پھر کہا تعدیل سوچ میں پڑ گئی۔

کرو۔۔۔۔

ٹھیک ہے لیکن کوئی ایسی ویسی حرکت مت کیجئے گا۔۔تعدیل ورنہ کرتی آہستگی نے آنکھیں موند گئی ہدبر قریب ہوتا اسے دیکھنے لگا۔۔پھر ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ تھام کر ماتھے پر پیار کرتے پیچھے ہوا تعدیل نے پٹ سے آنکھیں کھول کر اسے گھورنا چاہا لیکن شرما کر نظریں جھکا گئی۔۔

ہاہاہا۔۔۔حدبر اسکے شرمانے پر ہنس کر اسے دوبارہ حصار میں لے چکا تھا۔۔۔

اگلے دن عاصم صاحب اور بینش بیگم کی فلائٹ تھی۔۔

تہذیب اور تعدیل اپنے والدین کے دور جانے پر اداس تھیں لیکن اس سے کہیں زیادہ خوش تھیں۔

ہدبر بیٹا میری بیٹی کا خیال رکھنا کوئی غلطی ہو تو معاف کر دینا بیٹا۔۔۔عاصم صاحب نے گلے لگ کر کہا۔

ایسے مت کہیں ابو۔۔۔ہدبر نے مسکرا کر کہا تعدیل بینش بیگم کے ساتھ لگی اسے دیکھنے لگی جو اسکے ماں باپ سے بہت عزت واحترام سے مل رہا تھا۔۔۔

چلو بھئی جلدی سے اپنے باپ سے ملو۔۔۔عاصم صاحب نے کہ کر دونوں ہاتھ پھیلائے تہذیب اور تعدیل مسکرا کر اپنے باپ کے سینے سے لگ گئیں۔۔۔

شام کا وقت تھا تہذیب اور تعدیل لان میں بیٹھی نگہت بیگم اور وردہ بیگم کے ساتھ شام کی چائے پیتیں باتوں میں مصروف تھیں۔

جب ہاشم اور ہدبر بھی وہیں آ گئے۔۔

ہاشم بھائی کیا آپ رات کو ہمیں سی ویو لے کر چلیں گے؟

ہاں کیوں نہیں میں بھی سوچ رہا تھا بہت ٹائم ہوا کہیں گئے نہیں۔۔۔ہاشم نے مسکرا کر جواب دیا۔

کیا!!! یہاں گھومنے کے لئے جا رہے ہیں؟ حماد ردا کے ساتھ آتے ہوئے بولا۔۔

ہاں رات کو سی ویو کا ویسے بھی سردیوں میں جانے کا اپنا ہی مزہ ہے۔۔ ہدبر نے مسکرا کر جواب دیا۔

یسسس!! حماد اور ردا نے خوش ہو کر ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا سب دونوں کو خوش دیکھ کر مسکرا دیے۔۔۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی گیلی ریت پر کھڑی وہ چاند کی روشنی میں سمندر میں شور کرتی لہروں کو اپنی موج میں مست چلتا دیکھ رہی تھی۔۔

چاند کی چاندنی نے جیسے سمندر پر اپنی ساری چاندی بکھیر رکھی تھی۔۔۔

ہر طرف لوگوں کا شور تھا لیکن وہ ہر چیز سے جیسے بے بہرا کھڑی تھی جب کے کچھ فاصلے پر ہدبر اور تعدیل ایک دوسرا کا ہاتھ تھامے ہلکی آواز میں باتیں کر رہے تھے۔۔۔

ہاشم چلتا ہوا اسکے ساتھ کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا وہ جانتا تھا اسکی تہذیب کیوں گم سم ہو گئی تھی۔۔

آہستہ سے ہاشم نے اسکا ہاتھ تھاما جو برف ہو رہا تھا۔۔۔

کاکاش م میں ن ناناں جج جاتی کاکاش۔۔۔

پلیز تہذیب جو ہوا وہ اسی طرح ہونا تھا۔۔

ہاہاشم غ غلط ہو ہو گیا مم۔۔اس سے قبل وہ اور کچھ بولتی ہدبر اور تعدیل دونوں کے قریب آ گئے۔

دونوں نے جلدی سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی صاف کر کے انکی طرف متوجہ ہوئے۔

بچاؤ آآاااہاشم بھائی یہ حماد ڈوبا رہا ہے مجھے۔۔۔ چھوڑو مجھے۔۔۔۔

یکدم ردا کی آواز پر سب نے دور حماد اور ردا کو دیکھا جو ہاتھ سختی سے پکڑے اسے لکر جارہا تھا۔۔۔

ہاشم تیزی سے انکی طرف بڑھا۔۔۔

حماد کیا حرکت ہے اس طرح کے مذاق نہیں کرتے واپس آؤ۔۔۔ہاشم غصّے سے بولتا آگے بڑھا
تہذیب ہنس کر انکے پیچھے گئی جب کے ہدبر تہذیب کو دیکھنے لگا۔

بھابھی آپ اور ہاشم بھائی رو رہے تھے؟؟ ہدبر کے سوال پر تہذیب گھبرا کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

ن نہیں تو۔۔۔اس سے قبل ہدبر کچھ بولتا تعدیل کے پکارنے پر سر جھٹک کر اسکی طرف جانے لگا۔

کچھ تو ہے جو مجھے نہیں پتہ ہاشم بھائی آپ کی آنکھوں کی سرخی میں نے کہیں بار دیکھی ہے اور

اب بھابھی۔۔۔ ہد بر خود سے باتیں کرتا سوچتا رہا۔۔۔

ای خدا کے لئے بس کریں مجھے کچھ نہیں سننا پلیز میرے دل کے ساتھ ایسا ظلم مت کریں میں ہر گز یہ نہیں کرونگا۔۔۔

ضبط سے اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں آنکھوں میں بے تحاشا پانی جما ہو گیا تھا۔۔ہاشم قابل رحم حالت میں اپنی ماں کے سامنے کھڑا تھا۔جب کے نگہت بیگم اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تھی کیا کر تیں ایک ماں اپنی اولاد کی خوشیاں چاہتی ہے جسے ہاشم و قاص کے لئے ماننا ناممکن تھا۔۔

میں تمہاری خوشیاں چاہتی ہوں ہاشم اس گھر کے بڑے بیٹے ہو کیا تمہے خود سے محسوس نہیں ہوتا کہ آگے چل کر تمہارا نام تمہاری نسل پروان چڑھے اولاد کی تو سب کو خواہش ہوتی ہے عریشہ اچھی بچی ہے تم ہاں کرو تو میں ان سے بات کروں۔۔

نگہت بیگم نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔۔وردہ بیگم خاموش کھڑی تھیں گھر میں تہذیب اور تعدیل ردا کے ساتھ پار لر گئی ہوئی تھیں۔۔

نگہت بیگم کی بات پر ہاشم کی برداشت ختم ہو گئی۔

سوچئے گا بھی مت امی میں تہذیب کی جگہ کسی کو نہیں دونگا کبھی بھی نہیں آپ خود غرض ہو رہی ہیں اس معاشرے کی باتوں میں آکر جب وہ آنٹی آپ کو اولاد نہ ہونے کی وجہ سے مشورہ دے رہی تھیں تب آپ کو ان سے پوچھنا چاہیے تھا کے خود کے بیٹے نے ابھی تک شادی

کیوں نہیں کی بیٹے نے انکی خواہشوں کا احترام کیوں نہیں کیا۔۔ یا اگر یہی مشورہ انکے داماد کو کوئی دیتا تب کیا جواب دیتیں۔۔۔ ہاشم پیچھے ہوتا سخت لہجے میں بولا۔۔

ہدبر جو اپنی ماں کے کمرے میں آرہا تھا اندر سے آتی اپنے بھائی کی آواز سن کر ٹھٹھک کر رک گیا۔

اور تہذیب کا کیا قصور امی۔۔۔ اسکا کیا قصور ہے اگر وہ دوبارہ ماں نہیں بن سکتی تو اللہ نہ کرتا اگر میرے ساتھ یہ حادثہ ہوتا اور یہ کمی مجھ میں آجاتی پھر کیا کرتیں۔۔

ہاشم بے ہونٹ دبا کر کہا نگہت بیگم کانپ کر رہ گئیں جب کے باہر کھڑا ہدبر لڑکھڑا گیا۔۔

اللہ نہ کرے ہاشم بیٹا۔۔ نگہت بیگم روتے ہوئے بولیں ہاشم نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کو گلے لگایا۔

امی میں بچہ ایڈوپٹ کروں گا چھوٹا سا جو اپنے چھوٹے چھوٹے قدموں سے چلتا آپ کے پاس آکر دادی کہ کر آپ سے فرمائشیں کیا کرے گا۔۔۔ ہاشم نے ہنستے روتے ہوئے کہا۔۔

نگہت بیگم کے رونے میں شدّت آگئی وردہ بیگم بھی رو دیں کمرے کے باہر کھڑا ہدبر آنکھیں پر ہاتھ رکھ کر ہونٹوں کو سختی سے بھینچے تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ بڑھ گیا۔۔

www.neweramagazine.com

ڈائننگ ٹیبل کے گرد بیٹھے سب ناشتہ کر رہے تھے ہاشم تھوڑی دیر میں نظر اٹھا کر ہدبر کو دیکھ رہا تھا جو سامنے رکھے چائے کے کپ پے نظریں مرکوز کیے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

ہدبر؟ ہاشم نے پکارا ہدبر پھر بھی متوجہ ناں ہوا۔۔تعدیل جو ساتھ بیٹھی تھی اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا ہدبر یکدم ہوش میں اکر تعدیل کی طرف دیکھنے لگا۔

کیا ہوا؟

ہاشم بھائی آواز دے رہے ہیں آپ کہاں کھوئے ہوئے ہیں۔۔۔تعدیل نے ہاشم کی طرف اشارہ کرکے پوچھا۔۔

کہیں نہیں۔۔جی ہاشم بھائی۔۔ہدبر کہہ کر ہاشم کی طرف متوجہ ہوا۔۔

کچھ نہیں ناشتہ کرو کیا سوچنے لگ گئے ہو۔۔ہاشم نے تہذیب کی پلیٹ سے پراٹھا توڑا۔۔۔

ہدبر جواب دینے کی بجائے رشک سے اپنے بھائی بھابھی کو دیکھنے لگا۔۔ان دو لوگوں کو جو ایک دوسرے کے بنا ادھورے ہیں جانے کیوں سچی محبت کرنے والوں کو آزماتا ہے۔۔

ج جی کر رہا ہوں۔۔ سر جھٹک کر محبت سے اپنے بھائی کو دیکھتے ہدبر نے جواب دیا۔۔۔

New Era Magazine

آسمان کالے بادلوں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔۔سردی آج زیادہ ہو رہی تھی اوپر سے بارش بھی آج برسنے کو تیار تھی۔۔

لاؤنج میں ہی گھر کے سب افراد بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے نیلم بیگم مسکرا کر نگہت بیگم کو جواب دے رہی تھیں جب تہذیب کو دیکھ کر اچانک ہلکی آواز میں پوچھا۔۔۔

تہذیب دوبارہ خوش خبری کب سنا رہی ہو۔۔ نیلم بیگم کی بات پر ایک سایہ سا لہرایا۔۔۔دل میں اٹھتی تکلیف کو تھپتھپتی زبردستی مسکرا کر کچھ کہنے ہی والی تھی۔۔

جب نگہت بیگم بول اٹھیں۔۔جب اللہ کی مرضی ہوا بھی۔۔۔

بیشک۔۔۔یہ تو ہے۔۔ نیلم بیگم مسکرا کر سر اثبات میں ہلانے لگیں۔۔

تہذیب نے تشکر بھری نظروں سے نگہت بیگم کو دیکھا۔۔

اس سے قبل تہذیب بہانہ کر کے اٹھتی کچن میں پلیٹ گرنے کی آواز آئی ساتھ ہی ملازمہ کے چیخنے کی۔۔ یکدم سب نے گھبرا کر کچن کی طرف دوڑ لگا دی۔۔

کچن میں زمین پر گری تعدیل کو دیکھ کر تہذیب سکت رہ گئی۔۔

ڈاکٹر اب کیسی ہے میری بہو؟ نگہت بیگم نے لیڈی ڈاکٹر سے پوچھا تہذب اور نگہت بیگم ہدبر کے ہی کمرے میں تھیں جب کے ہدبر جو ہاشم کے ساتھ عاصم صاحب کے ائیرپورٹ آنے پر

New Era Magazine

سب کو بنا بتائے گئے تھے کیوں وہ سرپرائز دینا چاہتے تھے لیکن آتے ہی جو خبر ملی تو پریشان ہو گئے۔

گھبرانے والی کوئی بات نہیں ہے ایسی حالت میں ہو جاتا ہے۔۔ڈاکٹر نے مسکرا کر کہا۔

کیسی حالت۔۔۔۔نگہت بیگم کہتے کہتے رکیں پھر خوشی سے لڑکھڑا کر بولیں۔۔کیا تعدیل۔۔

جی بلکل آپ سہی سمجھیں آپ کی بہو ماں بننے والی ہیں۔۔۔۔ڈاکٹر نے پیشہ وارنہ مسکراہٹ سے بتایا۔۔۔تہذیب کی خوشی سے آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔

نگہت بیگم نے آگے بڑھ کر تعدیل کا سر چوما جو ہوش میں تھی ڈاکٹر کی بات سن کر شرما رہی تھی تہذیب نے تعدیل کو گلے لگایا۔۔

مم میں بب بہت خوخوش ہو ہوں۔۔ بھرائی ہوئی آواز میں تہذیب نے کہا۔۔

تعدیل اپنی بہن کے کندھے پر سر رکھ کر مسکرا دی۔۔

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

ہدید بر آ آؤ۔۔۔تہذیب تعدیل کے پاس سے اٹھ کر مسکرا کر اسے بولی جو خوشی سے دمکتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ کر تہذیب کو دیکھنے لگا۔۔۔

اس سے قبل وہ کچھ کہتا عاصم صاحب اور بینش بیگم اندر داخل ہوئیں۔۔

تہذیب اور تعدیل خوشی سے چیختی انکی طرف بڑھیں۔۔۔

آرام سے لڑکی ہوش کرو۔۔۔ ہدبر بے ساختہ بولا۔۔ جو بینش بیگم کے سینے سے لگی ہدبر کی بات پر مسکرا کر زبان چڑھا کر انکی طرف متوجہ ہو گئی۔

اب ابّو۔۔۔ تہذیب بھرائی ہوئی آواز میں باپ کے سینے سے لگ کر بنا آواز کے رونے لگی۔۔

کیسی ہو تہذیب؟

ٹھ ٹھیک ہو یوں اب ابو۔۔۔ آ آپ ک کی بہ بہت یا یاد آ آ آئی۔۔۔ تہذیب نے سر اٹھا کر عاصم صاحب کو دیکھ کر کہا۔۔

اب تو آ گیا ہوں نہ ہم۔۔۔ عاصم صاحب نے کہہ کر تہذیب کی پیشانی چومی۔۔

ہاشم خاموش کھڑا اسے دیکھے جا رہا تھا جو باپ کے سامنے پہلے جیسی تہذیب بن گئی تھی۔۔۔

ہم کتنے ہی بڑے ہو جائیں ماں باپ کے لئے بچے ہی رہتے ہیں۔۔

آپی اتنا تو آپ اپنی رخصتی کے وقت بھی نہیں روئی ہو نگی جتنا ابھی رو رہی ہے۔۔ تعدیل نے شرارت سے کہا بینش بیگم ہنس دیں جب کے تہذیب مسکرا بھی نہ سکی۔۔

آپ خوش ہیں۔۔۔ تعدیل ہدبر کے پاس صوفے پر بیٹھ کر اسکے کندھے پر سر رکھ کر بولی جو کسی گہری سوچ میں تھا۔۔۔

تعدیل کی آواز پر چونکہ پھر گہری سانس لیکر اسے اپنے حصار میں لیتا سر پے اپنے لب رکھے۔۔۔

یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے میں بہت زیادہ خوش ہوں۔۔

اچھا پھر کیا سوچا جارہا ہے؟ تعدیل نے اسکے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے پوچھا۔۔

تعدیل اگر میں تمہے بتاؤں تو وعدہ کرو اس کا ذکر کبھی بھی کسی سے نہیں کروگی۔۔ ہدبر نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔

ایسی بھی کیا بات ہے۔۔۔ تعدیل پیچھے ہو کر سیدھی بیٹھتی ہدبر کو دیکھنے لگی۔۔

ہدبر لمبی سانس لیکر اسے سب بتانے لگا۔۔۔

ہاہاشم۔۔۔

ہمم۔۔۔

مم میں آآپ س سے بب بہت مم محبت ک کر کرتی ہو ہوں۔۔۔۔ تہذیب نے اسکے سینے سے سر اٹھا کر اسکے سینے پر تھوڑی ٹکا کر کہا ہاشم جو آنکھیں موندے ہوئے تھا۔۔پٹ سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھنے لگا۔۔

اور جانتی ہو تم سے زیادہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ہاشم نے کہ کر انگوٹھے سے اسکا گال سہلایا۔

جا جانتی ہو ہوں۔۔ تہذیب نے اپنے گال پر رکھے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا پھر لبوں تک لاتی چوم کر ہاتھ کو اسی طرح پکڑے رکھ کر دوبارہ سر سینے پر رکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔ہاشم مسکراتا اسکے سر کو دیکھتا چلا گیا۔۔

نو مہینے بعد:

اس اسلام ع علیکم آ آپ آ گئے۔۔۔ تہذیب تیزی سے ہاشم کو گاڑی سے اترتا دیکھ کر بھاگی جو آج اکیلے ہی آفس گیا تھا سات بج رہے تھے موسم بھی بہت اچھا تھا۔۔

ہاشم اسے دیکھ کر مسکراتا ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتا خوش لگ رہا تھا تہذیب کو دیکھ کر آگے بڑھ کر سر چومتا سلام کا جواب دیتا تیزی سے ہدبر کے کمرے کی طرف بڑھا۔۔

ہاشم نے جیسے ہی اندر قدم رکھا ہدبر کو دو ننھے مہمانوں کو دیکھ کر لمحے بھر کے لئے رکا۔

السلام علیکم ہاشم بھائی۔۔۔ حماد نے دیکھ کر چہک کر سلام کیا۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ہاشم کہ کر ہدبر سے گلے لگا۔۔

بہت مبارک ہو باپ بن گئے۔۔ہاشم سے دل سے کہا۔۔

ہدبر کی آنکھوں میں اچانک آنسوں آ گئے۔

بہت شکریہ ہاشم بھائی۔۔۔ہدبر کہ کر ہاشم کو بچوں کے قریب لے گیا۔۔

کمبل میں لپٹے دو ننھے پھول دیکھ کر ہاشم کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔

تہذیب اندر داخل ہوئی ہاشم کو دیکھ کر اسکا دل بھر آیا۔۔

امی دیکھیں بلکل روئی کے گالے ہیں دونوں۔۔۔ہاشم آنکھوں میں آنسوں لیے مسکرا کر نگہت بیگم سے بولا جو دکھ سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھیں۔۔

مم میری باباری اب۔۔۔تہذیب ضبط کرتی ہاشم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

تم نے دیکھا نہیں تھا۔۔ہاشم اٹھنے کے بجائے سوال کرنے لگا۔

نہیں ہاشم بھائی بھابھی اپکاانتظار کر رہی تھیں۔تہذیب کے جواب دینے سے پہلے ہی ردابول پڑی

تہذیب نے جھک کر بچہ اٹھایا۔۔

ماماشاءاللہ کک کیانانام رک رکھاہ ہے۔۔۔تہذیب گال پر نرمی سے چوم کر آنسوؤں سے لبریز آنکھوں سے پوچھنے لگی۔۔

تعدیل اپنی آپی کو دیکھنے لگی پھر اپنے باپ کو دیکھنے لگی جسے حقیقت کا کل ہی پتہ چلا تھا۔

بھابھی۔۔۔ہدبر قدم قدم چلتا ہاشم اور تہذیب کے قریب آیا تہذیب نے سر اٹھا کر سوالیہ انداز میں دیکھا۔۔

تعدیل اور میں نے فیصلہ کیا ہے۔۔ہدبر نے کہ کر بیڈ پر لیٹا اپنا بیٹا احتیاط سے گود میں اٹھایا جسے تہذیب نے اس کی بات سننے کے لئے واپس لیٹا دیا تھا۔۔

سب ہدبر کو دیکھ رہے تھے جب ہدبر نے اپنا بیٹا تہذیب کی گود میں دیا۔۔

بھابھی اب سے یہ آپ کا۔۔۔ہدبر نے مسکرا کر کہا تہذیب اور ہاشم سن ہو گئے۔۔

جب کے سب کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔

ہدبر۔۔

ہاشم بھائی کچھ مت کہیں پلیز۔۔ہدبر کے کچھ کہنے سے قبل ہی تعدیل مسکرا کر بولی۔۔

تہذیب اسی طرح کھڑی بچے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

بھابھی اب سے یہ آپ کا۔۔۔ہدبر کی کہیں بات اسکے آس پاس گردش کرنے لگی۔۔

م میرا م میرا بیچ بچہ ہا ہا ہاشم ہم ہمارا بچ بچہ۔۔۔مم میرا۔۔

تہذیب نرمی سے بچے کو چھوتی ہاشم سے بولی جو آنکھوں کو رگڑتا ہدبر سے گلے لگ گیا تھا۔۔

تہذیب آنسوں پوچھتی تعدیل کی طرف بڑھ گئی جو مسکرا کر ان سب کو دیکھ رہی تھی۔۔

مجھے فخر ہے آج اپنے بیٹوں پر۔۔۔نگہت بیگم مسکرا کر بولیں۔۔۔

تع تعدیل شک۔۔۔

ہونہہ آپی غیروں کی طرح مت کریں۔۔تعدیل نے بیچ میں ہی ٹوکا۔۔

تہذیب مسکرا کر بچے کو دیکھنے لگی۔۔

بینش بیگم نے آگے بڑھ کر باری باری دونوں کو سر پر پیار دیا۔۔

نام سوچا ہے۔۔۔وردہ بیگم نے مسکرا کر پوچھا۔

حاذق۔۔۔ہاشم جھٹ کہتا تہذیب کے ساتھ بیٹھا۔۔

ماشاءاللہ بہت پیارا نام ہے اور ہدبر تم نے کیا سوچا ہے۔۔۔نگہت بیگم کہتی ہدبر کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔

ہدبر اور تعدیل نے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔

حورم۔۔ہدبر نے کہ کر مسکرا کر اپنی بیٹی کو دیکھا پھر ہاشم کو جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

ہاشم نے تہذیب کے گرد بازو حائل کیے جو حاذق کو چاہت سے دیکھ رہی تھی۔۔

ہمارا بیٹا۔۔۔ہاشم نے اسکے قریب سر گوشی کی تہذیب نے اسے دیکھ کر مسکرا کر ہاں۔۔کہا۔۔

♥ختم شدہ♥

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

New Era Magazine